ان من البیان لسحراً و ان من الشعر لحکمة

الحمد للہ کہ درین ایام [illegible]

دیوان انور

نظم دلفریب

بحسن سعی [illegible] صف نواز ونت بہادر [illegible]

در مطبع خیر خواہ دکن حیدرآباد دکن

تقریظ دیوان انور

چکیدۂ قلم اعجاز رقم امیر صاحب توقیر دبیر عطارد نظیر جناب فیضمآب
راجہ راجمان آصف نواز دولت مہاراجہ مرلی منوہر بہادر کایستھ ماتھر
متخلص بہ رفعت صدر محاسب سلطنت دکن دام اقبالہٗ و اجلالہٗ

کھلا دے گل وہ اے شاخ قلم باغ مضامین مین
چھپا لین بوستان کے پھول منہ داماں گلچین مین

واہ رے گلزار نظم اور سبحان اللہ اوسکی فضاے جاوید۔ سچ تو یہ ہی کہ اسکے
نخلبند اسکے چمن آرا اسکے باغبان کی صنعتی گلکاریان اور رنگین مزاج کی گلدستہ
بندیان دیکھ دیکھ کر زبان سے بیساختہ واہ وا نکل جاتی ہے اور یہی جی چاہتا ہے
کہ ہاتھ چوم لیجئے۔ شداد نے باغ ارم کی چمن بندیون مین دعواے خدائی
صرف کردیا۔ حضرت موسیٰ باغ کائنات پر ترجیح دیکر صرف ایک نخل طور کے
گل بوٹون پر غش ہو بیٹھے۔ خلیل اللہ نے عالم رویا کا سا سبز باغ دیکھکر نخلبند
حقیقی کی انتہائی گلشن آرائی کا کمال فقط گلزار ابراہیم سے سمجھ لیا۔ سلیمان

باغچۂ سلیمانی ہی کی طلسماتی صنعتون کو ثمرۂ نبوت سمجھہ بیٹھے - مگر

کلکِ قدرت کے نہ پائے خامۂ مانی نے رنگ
گُل مہکتے ہی نہ دیکھا گلشن تصویر کا -

گلزارِ نظم کی دائمی فضا - جاودانہ بہار نہ نصیب ہوناتھی نہ نصیب ہوئی جیسی مقدس بیدون کی بحرین خضر کو بھی نہ نصیب ہونے والے آب بقا آبپاشی کر رہی ہین اور قرآن مجید نے نہرلبن سے سینچے ہوئے طوبیٰ فردوس کے پھولون سے ثمرِ حیات پیدا کر دکھائے ہین -

زرخیز ہو کیونکر نہ زمینِ چمن نظم
خالق نے بھی سینچا ہی اسے خونِ جگر سے

آنکھون کو سبز باغ دکھانے والے باغ باغ نظر کیا وہ ارم ہی سہی چار دن کی چاندنی اور دو دن کی بہار کا شگوفہ چھوڑنے والے ہین - نخلون نے پھول پھل پکے ہار پھولون سے آراستہ سرو اندامون کی بھری جوانی کا ساجوبن دکھایا مگر ہاے بادِ سموم کے بے درد ہاتھون نے خزان کے آتے ہی سولہون سنگار بگاڑ دیئے اور پھولون کی نپکھڑیان نگاہون مین اون تیز کانٹون کی طرح کھٹکنے لگین جو صحرائے مُغیلان کی خاک اوڑانے والون کے پیر آبلہ تلوون مین چھبکر چوٹ کھائے ہوئے کلیجے تڑپا دینے مین آندھی ہوتے ہین - غنچے کھلا کھلا کر ہنسے پھول نبے - مہک اوٹھے مگر آف! گلچین کا ہاتھ ٹوٹتے ہی صورت بگڑ گئی - خوش قسمت ہوئے تو رات کو کسی گل اندام کی سیج پر بے اختیار طبیعتون کی چہل دیکھنے سے پہر دو پہر کلی کلی کھلی رہی آخر وہی چوہار دن مین گُندھ کر حسینون کی

چھاتی سے لگے اور نرم نرم فرش پر مہک رہے تھے صبح ہوتے ہی خس و خاشاک
مین شامل نظر آئے۔

پہلے گلزار مین تھے ملگئے پھر خارون مین +

حیف اون پھولون کی قسمت جو گندھے ہارون مین

گلزار نظم کے گل بوٹون کو نہ خزان کا کھٹکا نہ باد سموم کا ڈر۔ آندھیان اوٹھین
بلا سے۔ لوٹن چلے بیزار سے۔ امساک باران ہو جایا آئے۔ کچھہ ہی کیون نہو۔
غم نہین ہمیشہ ہنستے کھلکھلاتے ہی رہینگے۔ گلچین خوشرنگ پھولون سے ایک دامن
کیا ہزار چنگیرین بھرلین گلزار نظم پر ممکن کیا جو اوس پڑ جاسے اسکی کھیتی
ہری ہی رہیگی۔ اسمین نت نئے سدا گلاب پھولتے ہی پائیے گا۔ پھول تو پھول
ایک ایک پنکھڑی مین وہ ہمیشہ مہکنے والی قدرتی عطر بیزی ہی کہ سبحان اللہ۔
حوران خلد کی چولیان اسطرح مہکا دین اور حلۂ جنت کچھہ ایسا بسا دیا ہی کہ فردوس
کی دلچسپیان زاہدان خشک کا دل بھی دنیاوی طلسمات کی طرف سے اوچٹا کر
اپنی طرف کھینچے لیتی ہین۔ اس باغ ہمیشہ بہار کے برگ و بار اسکے گل غنچے اسکے
سرو صنوبر کچھہ اور ہی ہین جنکو دیکھہ کر ممکن ہی نہین کہ فرشتے کلیجہ تھام نہ لین اور
قاف کی پریون کی زبان سے آف نہ نکل جاے۔ قمری اُکو کی دم فاختہ۔ لمبے
بیڈول سرو پر جان دیکر جوش عشق مین لمبی چوڑی ہانکتی بےپر کی اڑاتی ہے
سمجھتی ہے کہ خلیل تھان فاختہ اڑا گئے۔ اب اس سے بڑھکر دل ہوہ لینے والا
درخت باغ عالم مین کون ہوگا۔ مگر گلزار نظم کے اون چلتے پھرتے صنوبرون
جیتے جاگتے شمشادون کی خبر ہی نہین جنکا بوٹا سا قد طائر سدرہ کو بھی ایڑی چوٹی

صدقہ کر کے چھوڑ دے جیسی سروِ طناز کی موہنی تصویر جنت نصیب فرہاد نے جو سے
شیر کے کنارے بے ستون کے کسی گوشہ مین تیشہ پہ کھینچکر اتفاقیہ مین بھی جڑین
اپنے خون سے سینچ کے دکھائی ہین اور سکا سا کوئی بھی مہ وشان! خدا نے چشم
نرگس سے بھی دیکھا ہی؟ - کبھی نہین - ہماری رائے مین تو یہ شعر بالکل حسب حال ہے

کیا کچھ ایسا شرمندہ کسی سروِ خرامان نے
کنارے جو کھڑے ہین سروِ گلشن ڈوب مرنے کو

نرگسِ شہلا اپنی سرمگین آنکھون کے غرور مین کسی کو نظر ہی مین نہین لاتی۔
بلبل کو بھی آنکھین دکھاتی ہے - اگر آنکھین ہوتین تو سروقدون کی نرگسی جادو
بھری متوالی انکھڑیون کے سامنے نظر اوٹھانے کا منھہ نہ پڑتا سرمہ کا دنبالہ
دیکھتے ہی آنکھین کھل جاتین - شوخ چشمون کے تلوون مین آنکھین ملتی پلکون سے
قدمون کی گرد جھاڑتی - اور یہ شعر حسب حال ہوتا -

آنکھین ہری جو ہوگئین چشمِ سیاہ سے
نرگس نے اپنے پھول گرائے نگاہ سے

سوسن نے نازک نازک ہونٹون پر پیچ پیچ کے مسی کی دھڑی جمائی تھی۔
کسی غنچہ لب کے مسی مالیدہ برگِ گل سے باریک ہونٹھون کا رنگ ہی چوکھا ہے
جو مسی کی اوداہٹ اور پان کے لاکھے کی خوشنمائی سے نیلگون آسمان پر پھولی ہوئی
شفق کی طرح چھوٹا ہی نکلتا ہی اور جب جڑاؤ آرسی کی نگاہ سامنے سے ہٹنے ہی
نہین دیتی - غنچے مسکراتے ہنستے ہنستے ہنستے زمین پر لوٹ گئے اور
پھر رونی صورت بنالی - واہ ری ہنسی - گلزار نظم ہے کے غنچہ دہنون کی ہنسی وہ ہے

کر دیکھنے والے کی کلی کلی کھل جاے اور آنکھون کی تپلیون کے بہی دانت نکل آئین کون غنچہ ہے جو انکی طرح ایک ننہہ بند ہی کلی مین انار کے دانتون سے تارے چھپا کر شبنم کے قطرون کو موتی کی لڑی بنا دے - پیچ وخم کی خوبیون پر لوٹ پوٹ ہو کر ہرے بہرے درخت سنبل کو کلیجے سے لگائے ہوئے ہین عشق پیچان سرو و شمشاد کے سر چڑہ رہا ہے مگر موتیون سے گندہی چنبیلی سے بہی سنبلین زلفون کی دلبستگیان قیامت ہی کی ہین جنہون نے ہاروت و ماروت کو بہی پابہ زنجیر کر کے کنوئین مین گرفتار محبت کر رکہا اور جنکی مہک موسیٰ طور کو بہی عالم غشی مین لخلخہ سنگہا کر ہوش مین لائی -

باغ کا سبزہ سبز پری کا جامہ پہنے ہوئے نگاہون کو رجہا لینے مین ضرور فرد ہے مگر چاند سے مکھڑے والون کے گل عارض پر بہار دکھانے والے خودرو سبزہ کے آگے سرسبز ہو سکن ہی نہین - طاؤس زرکار پوشاکین پہنے کلغی لگائے اپنے رقص ناز پر ناز کرتے ہین چکورین خوش رفتاری کے غرور مین زمین پر پاؤن نہین رکھتین - باشد - ہمین تو اوس سرو خرامان کا خرام ناز از خود رفتہ بنائے ہوئے ہے جسنے خفتگان لحد کی بہی نیند اوڑا دی اور جو عاشقون کی زندگی کے لیئے نبض کی چال سے کم نہین - گلزار نظم ہی مین وہ سرو دیکھیئے گا جنمین خودرو کنول کے پھول انبۂ فردوس و انار رمّانی پیدا کر کے ایک عالم کو نرگس حیران بنا دیتے ہین - اور اس کنہ صنعت کے محرم فقط وہی خوش قسمت لوگ ہین جنکے گستاخ ہاتھون کو چاپلاہٹ مٹانے کے لیئے خدا نے وہ جرات دی ہے جو بلبل گلزار کی منقار کو کسی پھولی پہلی شاخ پر اوسوقت حاصل ہوتی ہے

جب کسی پھول کو دیکھکر اوسکا بے قابو دل رس لینے کے لیے مچل جاتا ہے -
طائران خوش الحان مرغان ہزار داستان جنکی میٹھی میٹھی بولیان اور سُریلی
رس بھری آوازین جوڑون کو تیرنے پر مجبور کر دیا کرتی ہین شاخ گُل پر بیٹھکر
اپنے چہیتے پھولون کو جانفزا نغمون سے رجھانے بھی نہ پائے کہ قفس کے
آب و دانے نے دام مین پھنساکر رنگ مین بھنگ کر دیا - ہوائے صبح بہار کی
چھانون مین مُنھ بند ہی کلیون سے چھیڑ چھاڑ کرکے خوشرنگ پھولونکی بھینی بھینی
خوشبو سے چولی آنچل بساتی ہوئی جی بھر کے ٹہلنے بھی نہ پائی کہ گوشۂ مشرق
سے نکلے ہوئے آفتاب کی تیز نقرئی کرنون کے چمکتے ہی گرم لپٹون نے سارا
مزہ کرکرا کر دیا - گلزار نظم کا ثبات ہی اور دربات ہی جدا ہو۔ خزان کی
آندھیون نے بلبل شیراز کا آشیان اوجاڑ دیا مگر گلستان بوستان پر ایک
جھونکا کارگر نہوا مرغ روح پرواز کرجانے پر بھی طوطی ہند کا طوطی ادسی طرح
بول رہا ہو - بلبل آمل کی زبان بند ہو گئی لیکن نغمہ آرائیان بدستور کانونمین
گونج رہی ہین - صرصر حوادث کے اندھڑ نے نسیم و صبا کو ہوا بتا دی تو کیا
دونون کی ہوا آجتک اوسی رنگ سے بندھی ہوئی ہے۔ جب دیکھیئے نئے نئے
پھول نئے نئے غنچے کھلاتے پائیے گا -

گلزار نظم یون تو ہمیشہ ہی سے پُر بہار ہے اور گنگ و جمن بحر عرب و خلیج
فارس کے پانی سے اسکی سیرابی لازوال ہو گئی ہے مگر ہم اسوقت اسکے
ایک ایسے چمن کا ذکر کرتے ہین جو حال فی الحال کچھ عجیب ہی بہار دکھلا رہا ہو
اور جسکی فضا باغ رضوان کو بھی سبز باغ دکھاتی ہے -

یہ چمن نظم اردو کا تازہ بہار باغ ہی جسکے نواسنجان شیرین زبان اور نغمہ آرایان خوش الحان نے بلبل شیراز کا بھی ناطقہ بند کر دیا طوطی ہند کے ہاتھون کے بھی طوطے اوڑا دیے۔

اسکے نہالان مضامین نے وہ وہ خوشرنگ پھول کھلائے جنکی خوشبو بہشت کی ہواؤن کو بھی عطر عروس کی لپٹین سنگھا گئی اور خلد کی حورون کے گل عارض مہکا دیئے۔ یہ وہ پھول تھے جنکے زیور پہنا کر فردوس آشیان مومن نے بھی حوران جنان کو چوتھی کی دلھن بنا دیا۔ اسد اللہ نے بھی پھول اصنام دیر پر چڑھا کر گلزار بہشت کی سیر دیکھی۔ ذوق نے ظفر کے سر پر انھین پھولون کا سہرا باندھا۔ ناسخ کی گلدستہ بندیون مین انھین پھولون نے بہار دکھلائی۔ آتش نے انھین پھولون سے گلزار ابراہیم نگاہون مین پھیر دیا۔ خلیل نے شائقین گلشن خلیل کے لیئے انھین پھولون کا باغ لگا دیا۔ دبیر و انیس شہداے کربلا کے مزارون پر انھین پھولون کی چادرین چڑھا کر ثواب لوٹ گئے۔ گلزار نسیم مین بھی پھول مہک رہے ہین۔ صبا نے انھین پھولون کی مہک سے سمن بدنون کے تل نہارش کی خوشبو گرد کر دی۔

گو باد خزان کے بے رحم جھونکون نے دہلی اور لکھنؤ مین اس باغ کے ہرے بھرے درخت جڑ پیڑ سے اوکھاڑ دیلے اور عندلیبان غزلخوان و نواسنجان ہزار داستان کی چہچہہ زنی و نغمہ آرائی نقارخانہ مین طوطی کی آواز ہو گئی پھر بھی انکی سیرابیہ زمین بار آور اور گلریز پودے اوگا ہی دیتی ہین جنکے ثمر خوشگوار گو وہ جاتی بہار کے میوے ہی سہی ثمر طوبے کا سا مزہ دیے جاتے ہین۔

اور کوئی نہ کوئی خوشنوا ایک نہ ایک ہزار داستان اپنے بہاریہ ترانون سے دلون پر موہنی ڈال ہی دیا کرتا ہی۔ آخر کیون نہ ہو۔ نظم اُردو کا باغ کوئی کاغذین باغ تھوڑا ہی ہے جسکو خزان پھونک مارکر اوڑا دے۔ اِسپر ایک ایسے ولی کا سایۂ خدا داد ہے جسکے سر پر باغبانِ حقیقی نے پہلے ہی سے نخلبندی کا سہرا باندھ رکھا ہے۔

یہ ولی کون ہے "ولی دکنی" جسنے اس باغ کی روشین ہموار کرکے نہال قلم کو بارآور اور گلفشان کیا اور ننھے ننھے پودے اپنے خون جگر سے کچھ اسطرح سینچے کہ آج آسمان سے باتین کر رہے ہین۔

دہلی اور لکھنؤ پر اوس پڑنے کے بعد اِس باغ کا خدا ہی حافظ تھا۔ مگر نہین خدا کے یہان پونہچے ہوئے ولی کی روح کو اپنے لگائے ہوئے باغ کا درد ہوا۔ باغ جنت کی سیر۔ حوران جنان کی صحبت چھوڑ دنیا دل لگی نہ تہی۔ وہین بیٹھے بیٹھے دُعا جو کی اجابت ہاتھ باندھے کھڑی ہوگئی۔ دکن کے نصیب جاگ اوٹھے۔ سوکھے دہانون پانی پڑا۔ باغ اُردو کی کھیتی وہین پھر ہری ہوئی جہان تخم ریزی ہوئی تہی۔ یعنی ہمارے خداوند خدایگان قبلۂ عالم و عالمیان خسرو خسرو طلاقت آصف آصفی لیاقت خاقانِ خاقانی خیال قاآنِ قاآنی مثال۔ نظام زمان نظامی دوران کسرے سرا۔ دارا آرا۔ فریدون فر۔ فرخ سیر نعمان نعم۔ جمشید جم۔ حضرت سایۂ یزدانی ظل سبحانی ہزہائی نس نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ مظفر الممالک میر محبوب علیخان بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ فرمانفرمائے ولایت دکن مدظلہ العالی نے ازبس

باغ کو سایۂ دامن دولت مین لیا اور چشمۂ قدردانی وسحاب فیض رسانی سے ایسا پُر فضا بنا دیا کہ مرغ آمین کی زبان سے احسنت ومرحبا کی صدائین آرہی ہین چشم بد دور گلبُن جودت خدا داد وطوبی طبع وقاد کی گلباری دیکھکر گلزار ابراہیم بھی انگارون پر لوٹتا ہے اور زبان قلم سے بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ سچ مچ پھول جھڑ رہے ہین ۔ بُلبل ہندوستان نغمہ سنجیون پر آفرین صد آفرین کہتا اور شاخ قلم گلاب کے قلمون کی طرح وہ خوشرنگ پھول کھِلاتی ہو کہ بلبل شیراز پھڑک پھڑک اُٹھتا ہو ۔ اسی فصل بہار طبع آزمائی وموسم خرداد سخن آرائی مین ہمہ دان دقائق ہیچدانی وعالم باعمل کج مج بیانی مُرلینو ہر آصف جاہی مدد دیوان انور،، مذاق پسندان سخن و دقیقہ شناسان علم وفن کی خدمت مین پیش کرتا ہو جو حضرت خلیل لکھنوی کے شاگرد رشید راے مہابلی صاحب انور کی چمنستان باکمالی وسمنستان نازک خیالی کا ایک بہت ہی خوشنما گلدستہ اَن پھولون کی بہار دکھانے والا ہو ۔ جنپر گلزار خلیل کی خوشہ چینی سے گلچینون کو واقعی ناز ہونا چاہیے ۔

راے صاحب گلزار لکھنو کے ہزار داستان اور راے آسارام کایستھ ماتھر کے شجرۂ خاندان کے مہکتے ہوئے پھول تھے ۔ نشوونما کی دیر تھی بچپن کے کھلونے باسی پھولون کی طرح پھینکے گئے ۔ مکتب مین ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی مثل صادق آئی ۔ حافظہ خداداد ذہن رسا طاقت سے باہر تھا ہمصفیرون مین طوطی بولنے لگا بُلبل شیراز کو چٹکیون پر اُڑا دیا طوطی ہند کے کلام مین ہندی کی چندی نکالنے لگے ۔ فارسی مین ایرانیون کی ترکی تمام کر کے

عربی کی طرف جھکے تو میزان لیاقت کا پلہ اور بھی نیچا ہوا شاخ قلم دبیر فلک کے لیے قمچی اوستاد ہو گئی۔

"الشاعر تلمیذ الرحمن" شاعری کا جوہر خداداد ہوتا ہے طوطا رٹانے سے نہین آتا۔ راے صاحب بھی طالبعلمی کے زمانے سے موزون طبع۔ سخن فہم۔ اور نازک خیال تھے اور پھر لکھنؤ کے عروج کی اوٹھتی جوانی شاہان اودھ کا مذاق طبیعت۔ آئے دن مشاعرون کی دھوم دھام۔ گھر گھر نازک خیالیون کی واہ واہ۔ ناسخ و آتش کی اوستادیون کے ڈنکے۔ دبیر و انیس کی سخن سنجیون کی معرکے سونے مین سہاگا۔

سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا

چلبلی طبیعت نے نچلا بیٹھنے نہ دیا۔ بسم اللہ کہکر قلم اوٹھایا اور گلزار نظم مین گلفشانیان کرنا شروع کر دین۔ مثل ہے جاے اوستاد خالی اندھیری رات مین چراغ لیکر نہ چلے تو قدم قدم پر ٹھوکرین موجود ہین آپ نے حضرت مولوی میر دوست علی صاحب خلیل شاگرد رشید اوستاذ مسلم الثبوت آتش آنجہانی کا دامن پکڑا اور حضرت ابراہیم کی طرح گلزار خلیل کی خوشہ چینیون سے وہ گلدستہ آرائیان کین کہ باید و شاید۔ راے صاحب بڑے فخر سے اس اوستادی و شاگردی کو ذیل کی رباعی مین یون ظاہر فرماتے ہین۔

کر رحم کہ ہے نام ترا رب جلیل — فرط عشرت سے ہون بہت خوار و ذلیل
خلد آتش دوزخ سے نکال انور کو — مشہور زمانہ ہون مین شاگرد خلیل

عمائدین لکھنو راے صاحب کو سر آنکھون پر جگہ دیتے تھے - خدا کا دیا سب کچھہ تھا کسی چیز کے محتاج نہ تھے جدھر نکلتے جھک جھک کے سلامین کرنے والے موجود آداب بجا لانے والے حاضر - گھر گلزار ہو رہا تھا بھائی بند گھوڑے چمکاتے پھرتے تھے - دربار شاہی مین ہوا بندہی ہوئی تھی - عہدے منصب ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے تھے - مگر افسوس -

وہ دل ہی وہ ہوس سبزہ زار ہی نرہی
چمن مین کیا رہے بلبل بہار ہی نرہی

وہ قہقہے وہ چہچہے خواب وخیال ہوگئے اور وہ نغمہ آرائیان بالکل سرود کہنہ بن گیئن - کچھہ دنون گل صد برگ کی طرح موسم خزان مین بھی فصل بہار کا نظارہ دیکھا اور سرو روان کی طرح مسکن ہی مین قدم گاڑے رہے -

اب آب و دانہ کی کشش ملاحظہ فرمائیے - حیدرآباد کے سرسالار جنگ مختار الملک اول نے اوس وصیت پر عمل کیا جو امیر ناصرالدین سبکتگین نے اپنے بیٹے سلطان محمود غزنوی سے فرمائی تھی - سبکتگین اوس گلزار بہار مین محو گلگشت ہی جو محمود نے اپنی تفریح طبع کے لیے رشک روضہ رضوان تیار کرایا تھا - محمود چہچہار ہا ہے کہ قبلہ وکعبۂ دینی ومعنوی اوسکے ذوق و شوق کی ثنا وصفت مین گل افشانی فرمائین - مگر امیر والا تدبیر کہتا ہے کہ صاحبزادے یہ باغ چند روزہ مہمان ہے - خزان کی ہوا چلتے ہی اوراق گل اوڑتے پھرینگے وہ باغ لگا جسمین حضرت خضر بحر ظلمات سے نہر کاٹ کر

مولوی سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی شاگرد رشید حضرت صابر کو حضرت انور کے کلام سے کچھ ایسی دلچسپی تھی کہ وہ اسکی اشاعت سکے مُصر ہی نہوئے بلکہ اپنے مطبع ہزار داستان مین طبع کا انتظام بھی شروع کردیا۔ افسوس کہ مولوی صاحب کی زندگی نے وفا نہ کی اور انکے بعد کارخانہ کی ابتری سے دیوان ادھورا رہگیا۔ ایک عرصہ تک اصل دیوان کا تپہ نہ ملا اور مطبوعہ اوراق بھی ہاتھ نہ آئے۔ آخر بمصداق جوئندہ یابندہ تلاش مین کامیابی ہوئی اور تکمیل دیوان کا کام مطبع خیرخواہ دکن کے تفویض کیا گیا۔ بحمد اللہ کہ مطبع کے حسن انتظام وسعی جمیل سے یہ گلدستۂ نازک خیالی بڑی آب وتاب سے نظر افروز اہل نظر ہوا امید کہ اسکے خوشرنگ پھول دماغ عالم کو معطر کرکے مشک آہو کی طرح حضرت انور کا نام ہمیشہ زندہ رکھین گے

نظم

دکن مین باغ آجکل لگے ہین سخن رسکی کے سخنوری کے
ہین بحر آب بقا سے سامان زمین اشعار کی تری کے
ہری ہے شاخ اسطرح قلم کی کلی کلی کھل گئی ارم کی
نہال مضمون کو دا عیے ہین درخت طوبے سے ہمسری کے
عنادل باغ نغمہ خوانی جو لب سے ہین محو گلفشانی
ہین غلغلے گلشن جنان تک ترانہ سنجی نواگری کے
یہ فیض ہے آصف زمن کا اثر یہ ہے خسرو دکن کا

وہ گلشن نظم میں کھلے گل کہ زرد ہیں پھول جعفری کے

یہ وہ ہیں شاہِ سریر آرا نظیر بہرام رشکِ دارا

جو افتخار اپنے وقت کے ہیں شرف جو ہیں عہد قیصری کے

ایاغ جم شان انجمن ہے تو جامۂ فتح زیب تن ہے

عمل میں اقلیم علم و فن ہے دھنی ہیں شمشیر حیدری کے

طریقۂ عدل وہ نکالے کہ دیکھکر رہ گیا مکا سے

انھیں نے سانچے میں گو یا ڈھالے اصول آئین اکبری کے

ہے مشکل کیا انسے ہمسری کی ہے کون صورت برابری کی

ذرا کریں یاد دلمیں یوسف جو دن تھے پہلے پیمبری کے

اوڑے جو خاکِ قدم ہوا سے فلک کو بڑھ جائے کیمیا سے

ستارے لیتے ہیں نقش پا سے شگون قسمت کی یاوری کے

سکندر و جم کے افسر زر ہیں چشم بد دور صدقۂ سر

انھیں کے قدمو نپہ ہیں نچھاور خدیو و فغفور کے ارسیکے

علوم کی قدردانیاں ہیں قلم کی جادو بیانیاں ہیں

بجائے ڈنکے سخن رسی کے ٹھائے سکّے سخنوری کے

جو ایسا عہد مبارک آیا دلوں نے نقدِ مراد پایا

چھپا یہ دیوان عیاں ہیں جس سے کمال شعار انوری کے

جناب انور کی خوش بیانی ہے نظم کو آب زندگانی

کچھ ایسی فرمائی نغمہ خوانی کہ دھو ئے نغمے مشتری کے

بیان مین ہے وہ ساحری کا افسون زبان مین جادو تبسم مین گون
تمام مطالب تمام مضمون ہے طلسم ہین سحر سامری کے

ہے لکھنؤ کی زبان پیاری ہے شعر جسکی ہے قدرت ...
وہ نظم مین کی گہر نثاری کہ اڑ گئے ہوش جوہری کے

جو طبع دیوان کی آئی نوبت برائے تاریخ بولا رفعت
دکھا دیے انوری کو انور نے جوہر اپنی سخنوری کے

قطعات تاریخ

ابھی آب وتاب سے دیوان کی تمام انکے	گیا ہو سارے زمانے مین نام انور کا
اگر ہے خواہش تاریخ طبع ای رفعت	لکھو کہ ہے یہ کلام انور سخنور کا

بحمدہ چھپ گیا دکن مین وہ انور لکھنوی کا دیوان
کہ جسکے ہر شعر مین ہر مضمون مطلع مہر آسمان کا
جو پیر لوح فلک یہ بولا برائے تاریخ سال رفعت
کلام نایاب مہر انور ہے انور انوری زمان کا
۱۳۱۵ھ

انور مغفور کا دیوان چھپا	بعد مغرب گویا چمکا آفتاب
مصرع تاریخ رفعت نے لکھا	حضرت انور کا دیوان لاجواب

از حروف منقوطہ (جمل) ۱۳۱۵ ہجری و از صنعت نادر باشد ۱۳۱۵ الی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلوہ گر ہی حمد کے مضمون سے جلوہ طور کا
کیون نہ میرا مطلعِ دیوان ہو مطلع نور کا

اُس نے موسے سے کیا ہی لن ترانی کا حجاب
معرفت مین رتبہ عیسی کو ملا رنجور کا

بھر کے دم جذبِ محبت کا گیا سوی عدم
نام ہی دار فنا مین آج تک منصور کا

قدرتِ خالق مین ہی عاجز نوازی کا ظہور
پاس سلیمان بھی ہوا ممنون خوانِ مور کا

چرخِ مینا کار کی ہمشکل ہی ہر تاک پست
خوشہ پروین ہی خوشہ طارم انگور کا

حضرتِ موسے نے کیا دیکھا کہ غش آگیا
پھر رہا ہی آجتک آنکھون مین جلوہ طور کا

دیکھ کر تو خانہ کعبہ کا تصور ہے مجھے
ہی یہی پاسِ ادب مضمون بھی ہو دور کا

ہی بیاضِ صبحِ قدرت کے سیاہہ کی کتاب
مطلعِ خورشید طغریٰ ہی تری منشور کا

انجمن قدرت کی ہی انجم سے ہر شب منعقد
ماہِ کامل ایک ساغر ہی لبالب نور کا

سیر تو خورشیدِ وحدت قصدِ کثرت جب کرے
سینہ ہی صاف کو کاسہ کرے بلّور کا

یا الٰہی آفتابِ عفو کو بھیج اِس طرف
ہی گمان اپنے گناہون پر شبِ دیجور کا

معرفت مین عشق کی ہی خاص شاگردِ جلیل
کیون نہ ہو پیشِ نظر انوار کے جلوہ نور کا

دیگر

جگر خون ہو گیا ہی عشق مین ہر اک مسلمانکا
یہی حسنِ بتان ہی تو خدا حافظ ہی ایمانکا

جنون کے ہاتھ سے رہتا ہی یہ عالم گریبانکا
کبھی ٹانکا کبھی پھاڑا کبھی پھاڑا کبھی ٹانکا

وبال آیا کھلا جوڑا سوادِ شام ہجرانکا
چراغِ صبح کا عالم ہوا ہی جسم مین جانکا

گیا سودا نہ سر سے یار کی زلفِ پریشانکا
غبارِ کوچۂ زنجیر مین نے عمر بھر چھانکا

ترے روئے کتابی کی محبت جزو ہی ایمانکا
مسلمان وہ نہین — دل سے نہین قائل جو قرآنکا

ستم کرتا ہی عشقِ لعلِ لب اُس آفتِ جانکا
امیرِ شام ہجر ہی میرے لئے حاکم بدخشانکا

دہل جاتا ہی دل سینہ مین جسدم دیکھتا ہون مین
ترا گیسوئے مشکین ہی اندھیرا شام ہجرانکا

اگر رو دون مین اُس دستِ نگارین کے تصور مین
شفق کا رنگ کاٹے آب سیلِ چشم گریانکا

جو دل کو ہمارے سخت پا تو نے نہ توڑو تم
کہ آئینہ اگر ٹوٹے تو پھر لگتا نہیں ٹانکا

ستم ہے تم مجھے گھر میں بلا کر قتل کرتے ہو
نئی یہ میزبانی ہے لہو پیتے ہو مہماں کا

رقم ہیں یکقلم مضمون عشق انگیز شعروں میں
مرا دیوان رنگیں باب پنجم ہے گلستاں کا

کیا ہے ذبح مجھکو یار تیری جامہ زیبی نے
گلے پر میرے خنجر پھر گیا تیرے گریباں کا

فضائے لامکاں پر مجھکو بھیجیگا وحشت دل کی
خضر کو بھی نہیں معلوم حال اپنے بیاباں کا

رخ رنگیں کی جب تعریف کرتا ہوں تو کہتے ہیں
کسی مکتب میں جا کر یہ سبق پڑھ گلستاں کا

نہ چھو لو دست و بازو پر لگا کر وار تیغوں کے
رلا دیگا تمھیں ہنسنا گل زخم شہیداں کا

فلک ہے سر بسر کیا پیدا کرے آہ دل سوزاں
غم اس ناوک کو ہے مثل قلم تنگی میداں کا

خراش بخیۂ غم سے رواں ہے خوں جو سینے سے
ہوا ہے چاک زخم تیغ چاک اپنے گریباں کا

میں وہ آتش قدم دیوانہ ہوں میری کف پا سے
فلک کی شکل داغی ہو گیا سینہ بیاباں کا

کہاں کی عید مشتاق شہادت کو تری قاتل
چھری جس دن پھری گردن پہ دن ہے عید قرباں کا

تجھے پہلو میں اپنے دیکھکر میں شکر کرتا ہوں
سمجھتا ہوں ترے قد کو الف ہے یار احساں کا

جنوں میں فکر عریانی کی دیوانوں کو بیجا ہے
بدن ڈھکنے کو دامن کم ہے کیا ریگ بیاباں کا

دکھاؤ تم لب لعلیں تو ہووے قلب ماہیت
گماں ہیرے کا ہو یہ رنگ آتش لعل بدخشاں کا

خفا ہو کر وہ جب سے اٹھ گئے ہیں میرے پہلو سے
تو دلجوئی مری کرتا ہے کیا [illegible] کا

نحیف وہ ہون ناتوان سینہ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے — میرے سینہ پہ جس دم بوجھ پڑتا ہی گریبانکا

گلہ لکھا ہے خط مین خط نہ لکھنے کا وہ ای انور
صبا کے ہاتھ کیا بھیجا نہین پردہ گریبانکا

کون سا ظلم ہے جو آپ نے برپا نہ کیا — ہم کو دیکھو کہ کسی روز بھی شکوا نہ کیا
آپ کو ساتھ مسیحا سے زبان کہتی ہے — پر مریض تپ فرقت کا مداوا نہ کیا
سوتے مین یار کا بے ساختہ منھ چوم لیا — جان پر کھیل گیا خوف کسی کا نہ کیا
ہو کے ٹھکرا یار سے ہر چند کہ پامال نہ ملون — پر کرون کیا دل مضطر نے گوارا نہ کیا
نہ ہوا دست رس اپنا کبھی حسرت ہی رہی — ہم نے زلفون کبھی یار کی شانا نہ کیا
نہ اُٹھے بزم عدو سے نہ اُٹھے تم ہرگز — حشر کے وعدہ دیدار کو پورا نہ کیا

منھ کو انور سے چھپاتے ہوئے ہی ہے الفت
آپ سے اُس نے کسی بات کا پردا نہ کیا

اک نظر جس نے جمال رخ جانان دیکھا — صورت آئینہ برسون اُسے حیران دیکھا
[illegible] مین ہر ایک کو نالان دیکھا — گھر مین عمر تک کے رضامند نہ مہمان دیکھا
شمع محفل کی طرح عمر بسر کی مین نے — جس نے جس بزم مین دیکھا مجھے گریان دیکھا
لطف گلگشت چمن ہم سے نہ پوچھو ہمدم — آنکھ جس دن سے کھلی خانہ زندان دیکھا

بادِ فانی میں کوئی میرے مقابل نکلا؟
امتحان کر کے تجھے تم نے مری جان دیکھا

حیف ہے مہر کی مانند پھرے تم گھر گھر
اپنے گھر میں تمھیں اک روز نہ مہمان دیکھا

مصحفِ روئے مخطط کی کروں کیا تعریف
ایسا خوش خط نہیں اب تک کوئی قرآن دیکھا

کل تلک جن کے تھے ہر طرح کے ساماں درست
آج آنکھوں سے انھیں بے سر و ساماں دیکھا

نہیں ان دانتوں کے کشتہ کا تاسف کس کو
جس کو دیکھا اسے انگشت بدنداں دیکھا

یہی تعبیر ہے دیکھوں گا میں اس کی صورت
رات کو خواب میں روئے مہِ تاباں دیکھا

ایک دن اتنے دنوں میں نہ جلا یار کا دل
ہم نے تیرا اثر اے نالۂ سوزاں دیکھا

جس کو کوچۂ جاناں کا ہے نظارہ محال
کس نے دنیا میں بھلا روضۂ رضواں دیکھا

شکل اس حور لقا کی ہے زمانے سے نئی
ایسی سج دھج کا نہ اب تک کوئی انساں دیکھا

روز کہتے ہو کہ آج آؤ گا کل آؤں گا
تم سا جھوٹا نہ زمانے میں مری جان دیکھا

صاف بندش بھی ہے مضمون بھی پاکیزہ ہیں
خوش ہوا جس نے کہ انور ترا دیوان دیکھا

ترک الفت ہوئی ہر روز کا جھگڑا نہ رہا
اب تو سرکار سے کچھ مجھ کو علاقہ نہ رہا

اے پری خوش ہو ترا عاشق شیدا نہ رہا
اب وہ دیوانہ و آوارہ و رسوا نہ رہا

درد میں دکھ میں مصیبت میں کبھی شاد رہا
چار دن بھی کبھی دنیا میں میں اچھا نہ رہا

ای مری جان محبت تھی گلہ کا باعث
یہی جاتی رہی جب کچھ مجھے شکوا نہ رہا

فرقت یار مین روتے ہی ہمیشہ گذری
موج زن سامنے کب چشمون کے دریا نہ رہا

زندگانی ہی کے سودے مین رہے اچھے
دھیان مرنے کا ہمین حیف ہی اصلا نہ رہا

رہے اندوہ و غم و درد و مصاحب مجھے
ایک مین ہون کہ شب ہجر بھی تنہا نہ رہا

مثل رنگ رخ عاشق ہی تغیر ہر سو
کبھی اک رنگ پہ اک روز زمانہ نہ رہا

جسکی طینت مین کجی ہو وہ نکلتی ہی نہین
چرخ ٹیڑھا رہا ہے کبھی سیدھا نہ رہا

اپنے بیمار سے پرہیز یہ اللہ اللہ
کبھی یان اسکے تو ای رشک مسیحا نہ رہا

آج ہی ہوگئی انور یہ جو کل ہونی تھی
شکر صد شکر کہ اندیشہ فردا نہ رہا

شراب خواری کا اپنی بھی طرف غل تھا
بغل مین شیشہ تھا ہاتون مین ساغر مل تھا

بدن سے روح بھی نکلی تو لاکہ اٹھن سے
ہمارے دل کو جو سودائی عشق کاکل تھا

ہمارا نامہ بر در دوست کے خوش تو ہوتے
لکھا جواب نہ کیا جانے کیا تامل تھا

شب فراق مین کیا شغل میکشی کرتا
پھپولا ہاتھ کا آنکھون مین شیشۂ مل تھا

بھٹک کے آگیا صحرا سے تیرا سودائی
کہ آج شہر مین بے طرح خبر کا غل تھا

اب آپ آتے ہین اٹھوائی مرا لاشہ
یہی تو دیر تھی بس اور یہی تامل تھا

مین ایسے وقت گیا اُن کی بزم مین افسوس
کہ ختم بزم تھی دورِ شراب کا قُل تھا

صدا بھی اب تو نہین سنتے تیرے وحشی کی
کبھی زمانے مین زنجیر و طوق کا غُل تھا

بچشم دیدہ مین کہتا ہون آئے جب بام
اُنھین تھا اوج مگر ماہ کو تنزُّل تھا

گئے تھے آج سیرِ چمن کو صبح کہیے
ہمارے داغ سے خوشرنگ بھی کوئی گُل تھا

جو دیکھا قبر کو الفت کی ہنسکے کہنے لگے
کہ یہ جوانِ حسین دہر مین عجب گُل تھا

حیف کیا تونے غضب اے چشم گریان کر دیا
آشکارا سب پہ میرا رازِ پنہان کر دیا

مجھکو اے دستِ جنون تیری شکایت کچھ نہین
مین نے خود ہی تار تار اپنا گریبان کر دیا

خواہشِ سیرِ چمن کیا ہو مجھے اے باغبان
مجھکو داغون نے میرے رشکِ گلستان کر دیا

آپ کی زلفِ پریشان کی شکایت کچھ نہین
میری ہی تقدیر نے مجھکو پریشان کر دیا

موت نے جب بیڑیان کاٹین مری اُٹھا یہ غل
مر گیا اِس تن سے کیا سنسان زندان کر دیا

حشر پر دیدار کا وعدہ کیا ہے آپ نے
خوب تم نے مطمئن مجھکو مری جان کر دیا

فصلِ گل تک باغ مین سے آنے نہ پائی اے جنون
تو نے پرزے پرزے دامان و گریبان کر دیا

یار کی آنکھون نے خونریزی پہ باندھی ہے کمر
آہوؤن کو حسن نے شیرِ نیستان کر دیا

کارخانے مین خدا کے ہے کسی کو دخل کیا
مجھکو ذرہ تجھکو خورشیدِ درخشان کر دیا

حیف اب نظارہ بازی میں بھی خنجر ہو گیا
شب کس نے روزنِ دیوارِ جاناں کر دیا

دیدیا آتے ہی ای دلبر اشارہ قتل کا
وصل کا دن تم نے روزِ عیدِ قربان کر دیا

صبحدم آنے سے تیرے مجھکو یہ دھوکا ہوا
حق نے پیدا دوسرا مہرِ درخشان کر دیا

زندگی سے تنگ تھا بیمارِ فرقت آجکل
ای اجل تو نے اُسے ممنونِ احسان کر دیا

[illegible] میرا اُسکے [illegible] لگے
اس کبابی نے دماغ اپنا پریشان کر دیا

داغ تو نے اسقدر مجھکو دیے ای گلبدن
تن کو میرے غیرتِ سروِ چراغان کر دیا

شعر گوئی کی لیاقت تھی نہ انور کو ذرا
فیض نے اُستاد کے اب مردِ میدان کر دیا

ناحق صفتِ جامِ تنک بزم میں چھلکا
مغرور تھا شیشے کی طرح پیٹ کا ہلکا

ہمجنس کی تاثیرِ نحوست سے نہیں خوف
تارا کوئی صدقہ نہیں دنیا ہے زحل کا

تم رونقِ گلزارِ جوانی یہ نہ سمجھو
اڑ جائیگا پتے کی طرح رنگ یہ ہلکا

ہو اُس سے کہ رخِ صاف کی جا دیدۂ تر میں
پانی ہی میں رہتا ہے سدا پھول کنول کا

آنکھوں سے تمھاری کوئی زندہ نہ بچیگا
تری روح ہر اک صید ہے شاہینِ اجل کا

کیونکر نہ ترے تل پہ لگا رہے یوں آنکھیں
دانہ ہے یہ ای یار مری کشتِ امل کا

اللہ رے اُس شوخِ پریرو کی نزاکت
سایہ سے بھی جاتے ہی ہوا بوجھ میں ہلکا

روونے سے مرے لگ گئی رنگت مرے رخ کی
باقی نہیں اشکونکا پسینا ہی بغل کا

لیتے ہین قسم رونے کی محفل مین وہ مجھسے
لکھواتے ہین مجرم سے کچہری مین مچلکا

پیری مین محبت ہوئی معشوق جوان کی
دامن کف آتش مین ہے برف دلی کے محل کا

ہوجاؤن سبکدوش جو سر کاٹ لے قاتل
مزدور کو راحت ہو اگر بوجھ ہو ہلکا

ہین صاحب نعمت کے عدو طالب نعمت
گھر ہے عسل لٹتا ہی زنبور عسل کا

قدغن یہ کرون دخل ہو گر یار کے گھر مین
دیکھے نہ اُسے خواب مین ناظر بھی محل کا

کیا جانے کوئی نور ہی کب سے ترا روشن
ہی فاصلہ معلوم کسے روز ازل کا

کاکل تری چھولون یہی رہتی ہی تمنا
سودا ہی مرے سر مین ابھی طول امل کا

دیکھین جو مرے سینہ پہ ناخن کی خراشین
کہنے لگے اس لوح پہ کیا کام ہی ہیکل کا

تم ہاتھ جو رکھ لیتے ہو شوخی سے کمر پر
رہتا ہی لگا ڈر مجھے اس بال مین بل کا

بنوائے عمارت تو ہے یاد لحد بھی
چھوٹے نہ خرابہ کبھی عبرت کے محل کا

کیا اِس کے سوا اور کہون شان مین اُس کی
انور دہنِ یار بھی چشمہ ہی عسل کا

جب سے مین اُس کی زلف کا دیوانہ ہوگیا
یہ کنج سینہ دل کو نواخانہ ہوگیا

ناخوش جو دل اسکے دیکھنے سے جانانہ ہوگیا
نذرانہ جسکو سمجھے تھے جشن زمانہ ہوگیا

لبوں پہ تیرے ہے لعلِ بدخشاں کا دھوکا
ہر ایک دانت پہ دُرِّ خوش آب کا دھوکا

اُٹھایا یار نے پردہ جو رخ سے کاکل کا
شعاعِ حسن ہوئی پہ نقاب کا دھوکا

بھری ہے شیشۂ دل میں جو غم کی کیفیت
ہے اپنے خونِ جگر پہ شراب کا دھوکا

زبان نکال کے بس رہ گیا میں تشنہ دہن
ہوا جو چاہِ زنخدان پہ آب کا دھوکا

بھری جو آہِ شرربار اپنی گردوں سے
ہوا ہر ایک کو تیرِ شہاب کا دھوکا

غمِ گلِ رخِ جانان میں جب سے روتا ہوں
ہے آبِ چشم پہ انور گلاب کا دھوکا

اُٹھائے پردہ رخ سے گر چمن میں گلعذار اپنا
گرہ سے غنچۂ گل کھولے زرِ بہرِ نثار اپنا

کرے قبضہ صفاہان میں خمِ ابروئے یار اپنا
اگر جوہر دکھائے اسکی تیغِ آبدار اپنا

اگر ہوں بعدِ مُردن دفن کوئے رشکِ جنت میں
زیارت گاہِ حورانِ بہشتی ہو مزار اپنا

نہ ہوگا دردِ سر موقوف دو جامِ صہبا سے
شرابِ وصل سے اتریگا اے ساقی خمار اپنا

پریشاں اس طرح پھرتا ہوں میں صحرائے وحشت میں
ابھی اب تک نہیں باقی ہے ڈھونڈیے بار اپنا

حمائل غیر کی گردن میں جب دستِ صنم دیکھا
کیا اشکِ مسلسل نے گلے کا میں نے ہار اپنا

کیا صیاد دست رم وحشی دل نے مرے کس دن
سمجھ کر صیدِ لاغر خود نہیں کرتا شکار اپنا

رواں دیکھے جو اشکِ سرخ روئے زرد پہ کسی کے
خزاں کو دوستِ یک رنگ سمجھے بہار اپنا

تصور بندھ گیا ہے دل جو اُس زریں شمائل کا
حلاوت میں نہیں کم وصل سے کچھ انتظار اپنا

دلِ نازک ہمارا پاس اُس کے جا نہیں سکتا
کیا جیسی جبیں کو جب اُسنے چوبدار اپنا

تصور یار کی آمد کا آیا جس گھڑی انور
نثار اُس پر کیا صبر و شکیب و اختیار اپنا

نہیں اٹھتا ہے کیوں پردہ مری آنکھوں سے حیرت کا
تصور بندھ گیا ہے یا الٰہی کس کی صورت کا

سنے فریاد کوئی عاشقِ مظلوم کی کیونکر
نہیں ہے محکمہ شہرِ محبت میں عدالت کا

قمارِ عشق میں کیونکر نہ بازی جیت کے ہارے
پڑا الٹا ازل کے دن سے پانسہ میری قسمت کا

لیے پھرتے ہیں ہر سو نقدِ دل ہم ہاتھ پر کب سے
نہیں معلوم بکتا ہے کہاں سودا محبت کا

صبا کی طرح ہر گلشن میں ہم پھرتے رہے لیکن
نہ دیکھا باغِ ہستی میں کوئی گل تیری رنگت کا

رواں ہے چشمِ تر سے سیلِ گریہ بعدِ مردن بھی
نشاں باقی رہے کیونکر زمیں پر میری تربت کا

بہار آخر ہوئی ہر شاخِ گلبن اے پری سوکھی
وہی عالم ہے اب تک تیرے دیوانوں کی وحشت کا

انھیں دکھلاؤں گا اک دن کمانِ ابروئے جاناں
نشانے میں نشانہ جو مجھے تیرِ ملامت کا

مگر انور بیاں اُس سے مصیبت روزِ ہجراں کی
نہیں ہو وصل کی شب یار سے متوقع شکایت کا

جلوہ فرما جو لبِ بام وہ مہ پیکر تھا
دیکھتا اُس کی طرف دیدۂ ہر اختر تھا

کیون نہ مانون مین شبِ ہجر اجل کا احسان
بارِ ہستی سے مرے کوہِ گران سر پر تھا

ساتھ اشکون کے مرے دیکھکے خون کہنے لگے
ایک ہی کان مین لعلِ یمن و گوہر تھا

کیا ہی آرام سے مین دشتِ جنون مین سویا
ریگ بستر تھی اگر تکیہ مرا پتھر تھا

قیس کو کیا ہو تنِ زار سے میرے نسبت
گرچہ لاغر تھا پر اپنا بھی نہین لاغر تھا

کہیے کیا کیجیے کب تمکو یقین آتا ہے
صدمہ جو جو کہ شبِ ہجر مرے دل پر تھا

مثلِ آئینہ بلاتے ہین کسے اہلِ صفا
آپ سے تم جو چلے آئے تمھارا گھر تھا

جا نکر مجھکو نہ محفل مین جو تم نے دیکھا
اس عنایت کا سزاوار کہان انور تھا

گلگشتِ باغ مین جو مرا گلعذار تھا
دیکھا جو خوب پہلوئے ہر گل مین خار تھا

کاوش ہے مجھسے کس لئے مژگانِ یار کو
کب نشترِ جنون سے نہ سینہ فگار تھا

بجلی کہان تھی ای فلک اور ابر تھا کہان
جب اشکِ چشم سے مری بارش کا تار تھا

کیا وقت پر تو آگیا ای غیرتِ مسیح
بیمارِ ہجر آج بہت بے قرار تھا

رسوا کیا ہے دل نے ہمین بھر کے آہِ سرد
غماز ہو گیا وہی جو رازدار تھا

خط جب ملک نہ آیا تھا رخسارِ صاف پر
میری طرف سے آپکے دل مین غبار تھا

انور ہون بیقرار خدا جانے کیا ہوا

آیا نہ شام تک وہ سحر کا قرار تھا

ہوا گم آب سے جس دم نظر آیا دہن اسکا
کنوئین مین گر پڑا مین دیکھکر چاہِ ذقن اسکا

نہ ہیو خندۂ نازِ دہانِ غنچہ ہی بلبل
سِلا نا ای صبا پیراہنِ گل سے کفن اسکا

اسیرانِ محبت ہون رہا زنجیر سے کیونکر
شکن رکھتا ہی اپنے دل مین طرۂ پرشکن اسکا

ہی محرابِ ابرو رشکِ طاقِ دیر و مسجد سے
ہوا ہی دل سے عاشق شیخ اسکا برہمن اسکا

بہارِ حسن ہی دنجود الو ہی رخِ رنگین
نسیم صبح کی پروا نہین رکھتا چمن اسکا

مجھے رہبر ہوا جوشِ جنون مجنون کی سرکا
دلِ پرشور ہی شاید جرس لیلی کی محمل کا

مہارِ ناقۂ لیلی تو کھینچی جذبِ مجنون نے
ہوا اے شوق نے اسکی اٹھایا پردہ محمل کا

بہ رنگِ موج جب سے آشنا ہی بحرِ الفت ہون
نہین لیتا ہون منہ سے خواب مین بھی نام ساحل کا

دلِ سخت اپنا سنگِ صبر کے صدمو سے ٹوٹا ہے
کہ سینہ چوٹ سہتے سہتے دو ٹکڑے ہوا سِل کا

غمِ عشقِ بتان آسان نہین مشکل ہی گو لیکن
نہ ڈر مشکل سے تو اے دل خدا ہی یارِ مشکل کا

سرِ پرشور گردن پر ہماری بار تھا الوہی
قیامت تک رہیگا ہم پہ احسان تیغِ قاتل کا

دل کا خواہان وہ بتِ پرفن رہا
لوٹنے پر مستعد رہزن رہا

جب بسا آ کر خیالِ روئے دوست
رشک سے دل کا بھی میں دشمن رہا

میہمان تھا جب ملک وہ شمع رو
صورتِ فانوس گھر روشن رہا

تیرِ مژگان سے ہوا جس کو لگاؤ
اُس کے دل میں عمر بھر روزن رہا

قحطِ مے میں بھی نہ چھوٹی میکشی
خشک سالی میں بھی تر دامن رہا

جب گیا گلگشت کو وہ شوخ چشم
دیدۂ نرگس پہ چشمک زن رہا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے
مثلِ گل بے آستین دامن رہا

امتحانِ عشق پر وہ بدگمان
میری ہی جانب سے سدا بدظن رہا

مثلِ گل دستِ جنون سے عمر بھر
پُرزے پُرزے رات دن دامن رہا

اب تو ٹھنڈی گرمیان ہیں آپ کی
وہ نہ صورت ہی نہ وہ جوبن رہا

سرکشی خوبان سے کی مانندِ شمع
آپ اپنا دشمنِ گردن رہا

ہوں وہ میکش روز میرے سامنے
شیشہ نہوڑائے ہوئے گردن رہا

پڑ گیا جب عکسِ حسنِ روئے یار
مثلِ قندیل آئینہ روشن رہا

زلفِ جانان میں رہا دل کو فروغ
یہ کنول اِس جھاڑ میں روشن رہا

عمر بھر کی اُس کے کوچہ میں بسر
باغِ جنت میں مرا مسکن رہا

دوست میں تو آپ کو جانا کیا
آپ کے نزدیک میں دشمن رہا

دل رہا اس کے دہن مین اسطرح — جسطرح سے چاہ مین بیژن رہا

مر گیا اک شعلہ رو کے عشق مین
نام الفوس کا بھی اب روشن رہا

یون تو دنیا مین کیا نہین ملتا — پر کوئی باوفا نہین ملتا
ساقی تندخو نہو جب تک — میکشی کا مزا نہین ملتا
تیغ قاتل نے تفرقہ ڈالا — لب سے لب زخم کا نہین ملتا
ای ستمگر اب تو دے بوسہ — کب سے رزق گدا نہین ملتا
یہ سخن صبح کی زبانی ہے — بے غرض آشنا نہین ملتا
کیا کہون زلف یار کو زنجیر — اس سے کچھ سلسلا نہین ملتا
کسطرح سے شب فراق کٹے — کہین وہ مہ لقا نہین ملتا
کعبہ و دیر مین بھی ڈھونڈھ پھرے — اس کے گھر کا پتا نہین ملتا
مہربان کیا خطا ہوئی مجھ سے — جو مزاج آپ کا نہین ملتا
چاہیئے سعی بت کے ملنے مین — بے ریاضت خدا نہین ملتا
نامہ کس کا جواب خط کیسا — نامہ بر کا پتا نہین ملتا
جتنا قسمت مین ہے ملیگا وہی — ایک دانہ سوا نہین ملتا

گلوں کے توڑنے کا کچھ نہیں کھٹکا تجھے گلچیں
بھلا بلبل کی آہوں نہیں اثر ہوتا تو کیا ہوتا

کسی نے بھی نہ میرا حال اُس سے کہا انور
بھلا وہ حال میرے باخبر ہوتا تو کیا ہوتا

کھچا مجھ سے ابروئے دلبر رہا
مجھی پر سدا تیغ خنجر رہا

تصور سے تیرے ہی آباد دل
گرا جلد جو بے مکین گھر رہا

جواب ایک سے نے بھی نہ آکر دیا
گیا لیکے جو خط وہیں مر رہا

اجل کا رہا عمر بھر یہ خیال
سدا اپنا تکیہ میں بستر رہا

گزر جس گلی سے ہوا یار کا
وہ پہروں ہی کوچہ معطر رہا

بہار آئی جب صورت بوئے گل
مہینوں میں جامے سے باہر رہا

دل و دیدہ دونوں گئے عشق میں
نہ شیشہ رہا اب نہ ساغر رہا

بہت تم سے عاشق ہوئے کامیاب
فقط ایک محروم انور رہا

اب تو اسیر زلف دل زار ہو چکا
اس قید جاں میں گرفتار ہو چکا

اک دن بھی کچھ ظہور میں آتو جائیے
سو بار یوں تو وصل کا اقرار ہو چکا

ایسے مریض کو بھی ہوئی ہے کہیں شفا
اچھا تمہارے عشق کا بیمار ہو چکا

سامانِ رشک مجمع اغیار ہی اگر
تو حشر مین بھی آپ کا دیدار ہو چکا

بدنام ہو گئے ہاتھ اٹھا دن مین تجھسے کیا
رسوائے خلق اب تو مین ای یار ہو چکا

نے پوچھے تیری زلف کو ای یار چھو لیا
پھانسی کا حکم ہو مین گنہگار ہو چکا

بوسہ لیا ہی آپ کے روئے ملیح کا
اب تو مین آپکا بھی نمکخوار ہو چکا

آشوبِ حشر سے کوی کہدو کہ اہلے
بیہوش اُس کا شور سے ہشیار ہو چکا

زانوئے یار پر مجھے آئی ہی آج نیند
اب شورِ حشر سے بھی مین بیدار ہو چکا

انور کو یہ جنون ہمین پہلے ہی ہوا
سودائے زلفِ یار کئی بار ہو چکا

بندہ سے اختلاط جو تھا اب وہ کم ہوا
آزردہ وہ ہوئے غضب آیا ستم ہوا

تم تو خدا سے چاہتے تھے مین ہلاک ہون
کیا کہتے ہو تمھین مرے مرنے کا غم ہوا

کیا رحمت اُس کی ہی کہ ہزارون کیے گناہ
اِس پر بھی میرا رزقِ مقدر نہ کم ہوا

کعبہ سے سنگ جو اسے بتا تھا کیا ضرور
یادِ خدا مین دل کو خیالِ صنم ہوا

یہ حال ہی جدھر مین گیا آگ لگ گئی
میری طرح بھی کم کوئی آتش قدم ہوا

میخواریون سے کام رہا عمر بھر مجھے
مین بھی سیاہ کار مثالِ قلم ہوا

منھ جسطرف کو اُٹھ گیا انور چلے گئے

چار دن کی زندگی کنج قفس مین کٹ گئی
کس گھڑی نکلے کہ منھہ دیکھا تہا پھر گلزار کا

ماہ کے جلوے سے ہوئین آنکھین منور کس طرح
دیکھنے والا ہون انور مین روئے یار کا

شیفتہ تیرا اک جہان نکلا
جسکو دیکھا وہ نیمجان نکلا

خاک چاہِ ذقن سے ہون سیراب
خشک آخر کو یہہ کنوان نکلا

آتشِ غم سے جل کے خاک ہوے
نہ بدن سے ذرا دھوان نکلا

مبتلا اُس مین ایک عالم ہے
اُسکا گیسو بلائے جان نکلا

پیچ تو یہہ ہی عجب محیطِ عشق
اِسکا ڈوبا ہوا کہان نکلا

جلوہ گر زلف سے ہوا رخسار
ابر سے ماہِ آسمان نکلا

نظر آئے نہ غیر کوچے مین
یار جب بہرِ امتحان نکلا

دیر و کعبہ مین ڈہونڈا انور نے
نہ یہان وہ ملا نہ وان نکلا

دل کو زلفِ سیہ یار کا سودا ہوگا
سامنا جو تپشِ وحشت مین بلا کا ہوگا

دیکھیے کونسا دن تمکو نہیا ہوگا
میری آغوش مین وہ چاند کا ٹکڑا ہوگا

تم جو جاتے ہو مرے پاس سے اے روحِ روان
تمھین بتلاؤ کہ کیونکر مرا جینا ہوگا

داغ دل اس لئے ہمراہ لئے جاتا ہون
روشنی جائے مرقد مین اندھیرا ہوگا

مین تو ہون نزع مین تم کرتے ہو کل کا وعدہ
کس کو امید یہ باقی ہے کہ کل کیا ہوگا

سینکڑے چھوائے پریشان کیا برباد کیا
ای جنون اور جو قسمت مین ہے لکھا ہوگا

باغبان وقت رہائی اسیران چمن
میرے حق مین نہ کچھ صیاد سے کہنا ہوگا

شب ہجران بھی قیامت سے نہین کم انور
اس نے بے موت ہزارون ہی کو مارا ہوگا

مملکت ہی اپنی سرحد جوانان چھٹ گیا
پھر نہین جمتے قدم جسوقت میدان چھٹ گیا

ای بت کافر تری الفت مین ایمان چھٹ گیا
سب دعائین ہوگئین موقوف قرآن چھٹ گیا

بندھ گئی دھاک ایسی میری تیر دیوانگی کی
کوہکن سے کوہ مجنون سے بیابان چھٹ گیا

میری بیتابی سے جنبش مین در و دیوار تھے
مین چھٹا زندان سے کیا آفت سے زندان چھٹ گیا

اب نہین تنخواہ مین ہوتے عنایت مجھکو داغ
نوکری سے کیا مین ای خورشید تابان چھٹ گیا

لے چھٹے پھرتے ہین کیا پانی آبرو پیچ پھر نہ جائے
گھر ترے ہاتھون سے ای غیرت کے جوانان چھٹ گیا

اے دل نالان تری باتون سے ہا ہون کبھی
کیا ہی کیون ونا ترا ای چشم گریان چھٹ گیا

کاٹتا ہون گاہ پشت دست گہ ملتا ہون ہاتھ
ہاتھ مین آکر جو قاتل کا گریبان چھٹ گیا

وہ بھی آلے ناقۂ لیلی کو ٹھہرا لے ذرا
راہ مین قیس حزین ہے ای حدی خوان چھٹ گیا

تری زلفوں کا جس سے سودا ہوا اچھا رہا
ہو کے دیوانہ بہت جھگڑوں سے انسان چھٹ گیا

پوچھتے ہیں جب عیادت کو مری آتے ہیں وہ
آپ سے دانہ تیرا ای بیمار ہجران چھٹ گیا

معرکہ میں ایک دن [illegible] یاد دن
مرد میدان ہوں کبھی مجھ سے نہ میدان چھٹ گیا

کچھ شومیِ قسمت کا بیان ہو نہیں سکتا
وہ کہتے ہیں آنا مرا واں ہو نہیں سکتا

کیا پوچھتے ہو حال شب ہجر کا مجھ سے
دل جانتا ہے مجھ سے بیان ہو نہیں سکتا

دنیا سے میں جاتا ہوں بھلا دیکھ تو جا کے
اب جا کے پھر آنا مری جان ہو نہیں سکتا

پامال کرو لاکھ پیو مرے دل کو
گر فضل خدا ہے تو زیان ہو نہیں سکتا

مل جائے زمین خواہ فلک جیسے میں آ جا
جو کچھ ہو بیان ضبط فغان ہو نہیں سکتا

اک بوسے کے دینے میں [illegible]
ہیں نقش میں یہ دل وہ دل جان ہو نہیں سکتا

آئے ہو مری قبر پہ کیا نذر کروں میں
نادار ہوں کچھ مجھ سے بیان ہو نہیں سکتا

کچھ دور تو آئے تابوت کے ہمراہ
کیا اتنا بھی تم سے مری جان ہو نہیں سکتا

[illegible] بوسہ لے کے آج تو ملتا نہیں اثر
ہر [illegible] میں [illegible] ہو نہیں سکتا

دیتا نہ اگر سر کو تو کیا نہیں ہوتا
اب خنجر قاتل کا تقاضا نہیں ہوتا

بتخانہ مین کب نور کا جلوا نہین ہوتا
کافر ہے وہ قائل جو خدا کا نہین ہوتا

مل کر مرا خون ہاتھ مین شوخی سے یہ بولے
رنگ اس سے سوا سرخ حنا کا نہین ہوتا

لو دیکھ لو اب مرتا ہے بیمار تمہارا
کیا اتنا بھی اے رشک مسیحا نہین ہوتا

مشتاق شہادت ہین کھڑے سیکڑون عاشق
کیا ہے کہ جو ابرو کا اشارہ نہین ہوتا

محفل مین حسینون کی نہین لطف طبیعت
جبتک کوئی اپنا بھی شناسا نہین ہوتا

دیکھو مین کہے دیتا ہون عاشق کا ستانا
اچھا نہین ہوتا کبھی اچھا نہین ہوتا

جان تن سے نکل جاے مجھے اسکا نہین غم
پر آپ کے آنے کا بھروسا نہین ہوتا

یہ اور غضب دیکھیے فرماتے ہین وہ آج
اب مجھسے وفا وعدۂ فردا نہین ہوتا

عاشق ہون ازل سے مین مصحف رخ کا
قرآن نیا اور پرانا نہین ہوتا

دیکھا جو مری قبر کو افسوس سے بولے
اب ایسا جوان خلق مین پیدا نہین ہوتا

صدمے غم فرقت کے اٹھاتے ہین جو انور
مین جانتا ہون ان کے کلیجا نہین ہوتا

یہ دل اسیر خم زلف پیچدار ہوا
اس اثر دعا کا مین ناحق کو یار غار ہوا

شب فراق مین اگر وہ ہمکنار ہوا
اب اپنے جینے کا کچھ ہمکو اعتبار ہوا

بہت مجھے ترے بوٹا سے قد کی یاد آئی
چمن مین سرو و صنوبر سے جب دوچار ہوا

چراغِ داغ جو جلتا رہا تو سوئے خوب
ہزاروں گالیاں دیں تم نے سنکے ہم نے کچھ نہ کہا
کہوں حقیقتِ دل کیا میں آپ آ کے سن گئے

ذرا نہ خدشۂ تاریکی مزار رہا
اب ایک بوسہ جو مانگا تو ناگوار ہوا
ہزار بار سنی کچھ بھی اعتبار رہا

وہ سیمیں جو بغل میں ہے تیری ای انور
اسی سے کہتے ہیں سب مجھکو مالدار رہا

عذر گستاخیٔ شب کرتا جو دلبر ملتا
پاؤں پڑتا میں اگر وہ بتِ خودسر ملتا
فقر میں لطف ہے شاہوں کے برابر ملتا
عیش یاں تخت کا ہے خاک پہ بستر ملتا
راہ سیدھی جو چلے خضر اسے ملجائیں
موج کو تا لبِ ساحل نہیں ہے گھر ملتا
نہیں قسمت سے مجھے فائدہ جنگی کیطرح
سیر ابھی غیر کو ہے رزق مقدر ملتا
دل بہلتا ترے دیوانے کا سودے میں اگر
سیر کو کوچۂ گیسوئے معنبر ملتا
پھوٹتے ہیں سر نے تن پہ حبابِ دریا
قہر کرتے جو انھیں جسم برابر ملتا

ہاتھ سے سلسلۂ فقر نہ چھٹتا انور
پھاڑ کر دلق بناتے جو شجر ملتا

نشتر جو آپ سا بالائے آسماں ہوتا
ملک ملک کا یقیں ہے عدو کے جانے تک
نشان نے جو ہر اک عضو پر دہان تھا
زجیب بھی دردِ دل زار کچھ بیان ہوتا

عدم میں جلوۂ حسن اس کا گر نہاں ہوتا
طلسم ارض و سما کا نہ کچھ نشان ہوتا

شکستِ رنگ سے ظاہر خرابی دل ہے
زبان سے حالِ شکستہ نہیں بیاں ہوتا

تمہاری طبع میں ہر وقت وہ تلون ہے
نہ بوعلی بھی یقیں ہے مزاجداں ہوتا

اٹھوں جگہ سے نہ اپنی لئے قلم کی طرح
میں کارِ خیر میں ہوں سر بکف رواں ہوتا

سا پچھاڑ دیتا ہے دم میں ہر ایک کو غم عشق
مقابل اسکے نہیں کوئی پہلواں ہوتا

لہو کے چاٹنے کا پوچھتا مزہ قاتل
زبانِ تیغ سے مطلب نہیں بیاں ہوتا

یہ بارِ عشق اگر بہرِ امتحاں رکھتے
یقین ہے کمرِ کوہ پر گراں ہوتا۔

حصول کیا دلِ ویراں کی پاسبانی کا
نہیں خزانے کا کوئی نگاہباں ہوتا

جو راہِ عشق میں چلتا خموش مثلِ قلم
تو نقشِ پا سے مرا رازِ دل عیاں ہوتا

جو خاکساروں کے رتبہ کو جانتا انور
زمین کا ذرہ قدمبوسِ آسماں ہوا

کروں گر ماجرا تحریر اپنی چشمِ پرنم کا
گماں ہر سطر پہ موج کا ہر صفحہ پہ یم کا

بجا ہے گر رہے دل پہ ہجوم آنسوؤں کے غم کا
ہوا ہے بارشِ غم سے خمیرِ خاکِ آدم کا

تری فرقت میں سامانِ طرب سامانِ ماتم کا
نہیں ہے دورِ ساغر بزم میں حلقہ ہے ماتم کا

علم تھا سرو تجھ بن مرثیہ تھا نغمۂ بلبل
صدائے خندۂ گل باغ میں تھا شورِ ماتم کا

سیہ وہ زخم تیغ یار سے راحت اٹھاتے ہیں
زبان کو قطع کر ڈالون اگر لے نام مرہم کا

جنون نے نقش امید و بیم دل سے مٹا ڈالا
نہ جنت کی ہے پروا نہ اندیشہ جہنم کا

وہ خواہان درد کا ہون گر کبھی ہو نہ تسکین
تو بہا ہا شک مین آلودہ کر لیتا ہون مرہم کا

دہن اس مصحف رخ مین کسی کو کیا نظر آئے
کلام اللہ مین بھی دشوار ملنا اسم اعظم کا

عرق کی بوند کیا آئے نظر اس عارض روشن پر
گل خورشید پر دیکھا ہے کس نے قطرہ شبنم کا

شکایت ہے عبث جور و جفائے یار کی انور
اسی صورت سے ہے انداز سب خوبان عالم کا

اگر ہستی مین دیکھے کوئی عالم روئے انور کا
یقین ہے چشم پر ہو مے گلگون ساغر کا

نظر آتی ہے سب شکل پریشانی کی آئین مین
ہمارا کاسۂ زانو ہے آئینہ سکندر کا

لکھی دیدار کی قسمت مین تھی تو بعد مردن بھی
ہماری خاک ہے صحرا ہے اور ہے دوست صرصر کا

ہوا مطلب نہ حاصل وصل مین بھی شام تا صبح
رہا ہون محو آئینہ کی صورت حسن دلبر کا

جفائے دہر سے کیا خوف ہے عزلت نشینون کو
چراغ زیر دامن کو نہین اندیشہ صرصر کا

ہر ہم یار پر جنت کا ہوتا ہے گمان انور
اُسے رضوان سمجھا ہون جو ہے دربان اس گھر کا

بجھ چکا چشم مین سب خون ناکام اپنا
شیشہ خالی ہوا لبریز ہوا جام اپنا

کر چکا زہر غم ہجر صنم کام اپنا
ہی نفس سینہ میں خورشید لب بام اپنا

بادہ عیش سے اس دور میں کیا ہو لبریز
ٹکڑے ٹکڑے ہی برنگ گل تر جام اپنا

دوں جو مکتوب کبوتر کو تو ہو صید اجل
گنگ قاصد ہو جو بھیجوں آپ پیغام اپنا

ایک گردش میں نہیں ہوش بجا رہتے ہیں
چشم مست اُس بت بیمہر کی ہی جام اپنا

طوف کعبہ میں ہوا جوش جنوں کا انور
دھجیاں ہو کے اُڑا جائے احرام اپنا

ای جنوں مرنے سے صحرا میں ترا احسان ہوا
تھہ میں تو میں نہ بار خاطر یاران ہوا

روتے روتے عمر آخر ہو گئی شبنم کیطرح
مثل گل اس گلشن ہستی میں جو خندان ہوا

عشق تھا منظور ورنہ کون آتا تھا یہاں
اپنے آنے کا سبب حسن رخ جانان ہوا

چنگ و مطرب بادہ و ساقی شب مہتاب یار
ایک دن بھی ای فلک ممکن نہ یہ سامان ہوا

دم ہوا ہی جلد زندان فراق یار سے
ای اجل انور کی گردن پر ترا احسان ہوا

تصور ہی جو رونے میں مجھے اُس بت سنگیں رو کا
شہاب ثاقب آتا ہی نظر ہر تار آنسو کا

مجھے یاد آتی ہی چشم سیہ اسکی وحشت میں
گمان ہوتا ہی ہر نقش قدم پر چشم آہو کا

ترے خال لب شیرین سے یہ ای یار ثابت ہے
ہوا ہی چشمہ کوثر کے اوپر قبضہ ہندو کا

لیئے نے تاب ہو کر مین بوسے سنگ اسود کے
گمان وحشت ختن کا شہر پہ مشک کی بو کے

تصور عارض کعبہ مین جو آیا خال ہندو کا
نسیم صبح نے کھولا ہی حلقہ کس کے گیسو کا۔

دم فکر سخن سیر بلند و پست ہی انور
جھکاتا ہی زمین و آسمان آئینہ زانو کا

حیران جمال عارض دلدار نے کیا
رنگ حنا سے پاون کے گل نقش پا بنے
روزن سے اسکے آنکھ بدل لیگئے اپنی ہم
خونریز خلق ہے سر بین دنیا مین جنبش زن
رسوا نہوتی یار سے لڑتی اگر نہ آنکھ

آئینہ عکس آئینہ رخسار نے کیا۔
گلزار راہ کو تری رفتار نے کیا
گھر رحم وہ یار کے معمار نے کیا
ظاہر یہ حال تیر کے سوفار نے کیا
بدنام مجھکو روزن دیوار نے کیا

انور ہوا ہی آپ مین آنا ہمین محال
وارفتہ ابر یار کی رفتار نے کیا

شکوہ کرنے کا نہین مین یار کی بیداد کا
قید خانہ مین سمجھا ہون بیابان ریبا
بار ورجو دین کا نخل مدعا ہوتا نہین
خوف دشمن پاک طینت کو کبھی ہوتا نہین

قطع کر ڈالون زبان گر نام لے فرہاد کا
ای جنون جب دھیان آتا ہی تری امداد کا
حجت قاطع ہی اسپر ماجرا شداد کا
طائر قدسی کو اندیشہ نہین صیاد کا

اگر نمایش چاہیے ای دل تو کر ترکِ وطن
کان مین جوہر کبھی کھلتا نہین فولاد کا

مردنی ہیبت سے چھائی منھ پہ انور رو مین
رنگ غصہ سے جو بدلا اُس ستم ایجاد کا

دل محو جلوۂ بت شلے پیر سے ہوا
تصویر مین نظارہ تصویر سے ہوا

گویا زبان ہوئی تو پڑے لب پہ آبلے
سوزِ درون عیان مری تقریر سے ہوا

دیکھی جو اُس کی شکل ہوئی آہ مشتعل
روشن فتیلہ روغنِ تصویر سے ہوا

دیوانہ تیری زلف کا رویا جو قید مین
سنبل نمود سایۂ زنجیر سے ہوا

انور ہی دیکھکر تجھے حیران نہین ہے کچھ
خورشید آئینہ تری تصویر سے ہوا

دل مین عشق ہی میرے کس کے روئے روشن کا
دودِ آہ مین ہو دہی جو شمع ایمن کا

کم نہین سلاسل سے بار دُورِ دامن کا
ضعف سے گریبان ہی مجھکو طوق گردن کا

بے خطر گزرتی ہی غم نہین ہی دشمن کا
خاکساری مین عالم ہی حصار دامن کا

آزاد ہون مجھے نفرت کیون نہ ہو دنیا سے
جو کہ اِس کا طالب ہی وہ مرید ہی زن کا

قتل پر مرے انور تیغ کیا اٹھا نین وہ
بوجھ اٹھہ نہین سکتا مونچھونکی گُمرن کا

گیسوئے پر پیچ کا سودا ہوا
بیٹھے بٹھائے یہ مجھے کیا ہوا

وحشتِ دل نے جو رُلایا مجھے
موج ہر اک جادۂ صحرا ہوا

دل کی کدورت ہوئی اشکون سے صاف
پانی سے آئینہ مصفا ہوا

سر مین بھری تھی جو ہوا زلف کی
مشک کی بو سے مجھے سودا ہوا

موت ہوئی زیست ترے ہجر مین
رشتۂ جان تار کفن کا ہوا

رہتے ہین جو خوار جہان مین خموش
لب نہ کبھی تیغ کا گویا ہوا

بھر کے کبھی آنکھ نہ دیکھا تجھے
نور ترے چہرے کا پردا ہوا

آتش عشق اور بھڑکنے لگی
لطف صنم قہر خدا کا ہوا

جرم محبت کی یہی تھی سزا
دل کا برا حال ہے اچھا ہوا

آئینہ مین عکسِ رخ یار ہے
پانی مین بند آگ کا شعلا ہوا

دیتا ہے پیراہن یوسف کی بو
جامۂ کہنہ ترا اُترا ہوا

رہ گئی انور کو تمنا بہت
مجھسے نہ وہ بت کبھی گویا ہوا

فراق یار مین سیر چمن سے داغ ہوا
صدائے خندۂ گل مجھکو شور زاغ ہوا

جو بے نقاب وہ ہنگام سیر باغ ہوا
ہر ایک گل رخ پر نور سے چراغ ہوا

زمین ہی تیرے کوچہ کی آسمان سے بلند
وہان جو بیٹھ گیا عرش پر دماغ ہوا

کبھی جو رات کو اُس شمع رو نے منھ دیکھا
ہر ایک جوہر آئینہ بھی چراغ ہوا

ہوا ملال شب ماہتاب مین اُس بن
قمر نگاہ مین میری سفید داغ ہوا

پتا ملا نہ کبھی میرے دشت وحشت کا
خضر بھی لاکھ طرح در پئے سراغ ہوا

بھڑک گئی مری آہ جگر سے آتش داغ
ہوا سے اور بھی روشن مرا چراغ ہوا

مزہ ملا نہ مجھے قاتل سے گر نمک چھڑکا
ہنسے جو زخم بدن پر تو باغ باغ ہوا

ضرر پہنچ نہین سکتا ہی گوشہ گیر و نکو
شکار تیر نہ ہرگز کمان کا زاغ ہوا

کبھی جو شب کو تماشا وہ شعلہ رو انور
حباب آب ہر اک بحر مین چراغ ہوا

دیکھ کے چشم یار دل عاشق زار ہو گیا
آہوئے مست ناز کا شیر شکار ہو گیا

بادہ کشی نے رنج سے کر دیا خضر مجھے
شکر غم کے واسطے نشہ حصار ہو گیا

تو دین ہو گئین اُسے اپنا شریک حال ہے
جان عزیز سے سوا اب غم یار ہو گیا

سوز دروں کا حال جو خط مین لکھا ہی یار کو
خامہ دم رقم مرا شاخ چنار ہو گیا

دل کی کدورتین پڑھین ہو سے ہجر یار مین
بارش ابر سے بلند اور غبار ہو گیا

داستو نکی آبت ناپ سکی فریفتہ تھا دل
ہیرے کی کان بعد مرگ میرا مزار ہو گیا

آیا جنون میں جب مجھے ابروئے یار کا خیال
جادۂ دشت پاؤن کو تیغ کی دھار ہو گیا

بات کو کیسی دیکھا اُس کی طرف ہی ناگوار
تنگ ترے مزاج سے انور زار ہو گیا

ہو نہ غافل کہ ہر اک شخص ہی مہمان اٹھا
گور میں پاؤن کو لٹکائے ہی انسان اٹھا

دل ہا کرتا ہی زیر خم ابروئے صنم
خانۂ قوس میں چلہ ہی یہ نادان اٹھا

بیٹھتے ہی اشک روان جمع بحرین ہوا
جا کے دریا کنارے جو میں گریان اٹھا

بیج ہی ہوتی ہی پریزاد کی خلقت ناری
جل گیا پاس جو اُس کے کوئی انسان اٹھا

منزل عشق میں انور ہی خبرداری شرط
ٹھگ ہی اس راہ میں ہر گام پہ نادان اٹھا

پاؤن تک رسا سر زلف رسا ہوا
دل بستگی کا سلسلہ اپنی بلا ہوا

رونے سے میری چشم کی طوفان بپا ہوا
تھا کاسۂ حباب میں دریا بھرا ہوا

برگ خزان رسیدہ بنایا ہی ضعف نے
پھرتا ہون میں ہوا میں ہر اک سو اُڑا ہوا

بعد فنا بھی جوشش گریہ نہ کم ہوئی
پھرتا ہی کو بکو مرا مردہ بہا ہوا

انور دکھایا ہی یہ اثر درد آہ نے
رخ ہی مری طرف سے کچھ اُن کا پھرا ہوا

جب بزم میں ہماری وہ آفتاب ہوگا
تب کچھ سرور لطف دو [illegible] ہوگا

سرما میں دل جلے گا نے یار کس خوشی سے
جام شراب گرمی کا آفتاب ہوگا

اس ڈر سے بوسہ لب دیتے نہیں وہ ہمکو
بے ننگ ہوگی مستی لاکھا خراب ہوگا

قاتل نہ کر تردد تو قتل میں ہمارے
چھوٹیں عذاب سے ہم تجھکو ثواب ہوگا

ای شہسوار دیکھ آگشتے کو اپنے جا کر
یا مر گیا ہو یا اب پا در رکاب ہوگا

کہدینگے پوست کندہ جو جو ستم کیے ہین
محشر میں جب ہمارا تیرا حساب ہوگا

انور سوال بوسہ لازم نہیں ہے اس سے
ہے بد مزاج وہ بت فورا جواب ہوگا

ابر مژگان کی جگہ میں ہوئے اخگر پیدا
صدف چشم نے ایسے کیے گوہر پیدا

دفن جس جا پہ تھا تیری صف مژگان کا شہید
عوض سبزہ دو رویہ ہوئے خنجر پیدا

خانۂ چشم ڈبوتا ہے مرا طفل سرشک
ہو نہ لڑکا کسی دشمن کے بھی ابتر پیدا

آتش عشق نے اخگر ہیں بکھیرے سینہ میں
کیوں نہ خاکستر دل سے ہو سمندر پیدا

کرتی ہے خون جہان مدد قبضۂ دست
تیغ ابرو نے عجائب کیے جوہر پیدا

ننگے پاؤں جو چلا جوشش جنون میں انور
ہوگئے خار مغیلان سے گل تر پیدا

پرزے پرزے کیا نامہ دیکھا | نام آخر مین جو میرا دیکھا

یاد آئی ہے مجھے ویرانئے دل | جو چمن باغ مین اُجڑا دیکھا

تیر سے آنکھ لڑاتے ہین وہ | یہ ان آنکھون سے تماشا دیکھا

قتل کرکے وہ پشیمان ہوئے | اپنے دامن مین جو دھبا دیکھا

کھل گیا حال تمھارا انور
راز پنہان نہین چھپتا دیکھا

وہ کھینچ کر نیام سے تلوار رہ گیا | گردن جھکا کے بس گنہگار رہ گیا

تو شرع مین پاس تھا ای غیرتِ مسیح | دل تھام تھام کر ترا بیمار رہ گیا

رسوا ہوا تباہ ہوا دربدر پھرا | اب کون ظلم چرخ ستمگار رہ گیا

یاد مژہ نے کھو دیا دل کا ہمارے چین | بس ایک ہی کھٹکتا ہوا خار رہ گیا

ہر روز ذکر شعر رہا کرتی تھی ہمین
انور تمھین بس ایک ہی کا رہ گیا

دریائے عشق مین جو دلِ زار آشنا | سب کر گئے کنارہ جو تھے یار آشنا

رنج و کدورت و غم و اندوہ و انتشار | فرقت مین تیری بن گئے دو چار آشنا

ہم مٹ گئے تو آ کے وہ یہ پوچھتے ہوے | رہتا تھا اس جگہ مرا بیمار آشنا

البتہ کچھہ تو ہوتا ہی غم اپنا بھی غلط
خط صنم کی یاد دلاتا ہی دل سے مجھے
اک دن وہ تھا کہ پوچھنے والا کوئی نہ تھا

جب آ کے بیٹھ جاتے ہیں دو چار آشنا
رکھتا ہی اور زخم پہ زنگار آشنا
اور اب زمانہ ہو گیا ہی یار آشنا

زردئی رخ کو دیکھ کے انور کی کہتا ہی
اللہ نے دیا مجھے زردار آشنا

دیکھا نہ صنم جلوۂ رخسار تمھارا
اکسیر سے رتبہ نہیں کم یار تمھارا
ہی سایۂ مژگان ہو اُس کا جلوہ
کیون کھوتے ہو ناحق [illegible]

اللہ کی رویت ہوئی دیدار تمھارا
ہر شخص کو پاتا ہون طلبگار تمھارا
بیجا ہی غرور اتنے پہ اے یار تمھارا
ہر طرح سے بندہ ہی گرفتار تمھارا

تنگ آئے ہو تم اس سر شوریدہ سے انور
اللہ اتارے سے کہیں بار تمھارا

یون تغافل ہی مزاج آپکا جب آئیگا
سعی کرتا ہون پڑ فکر میں اُن کی دل
لیجیے دل کھو کے سب جور و جفا
بس یہیں ہی مزہ دولت دنیا باقی

جان سے جائینگے ہم آپ کا کیا جائیگا
گر نہیں مانتا ہی اپنا کیا پائیگا
حشر کو روز یہی سامنے آجائیگا
کہکے کیا چھاتی پہ آن کے کوئی جائیگا

خوفِ بدنامی سے میں آہ کو روکوں کب تک
دم اسی طرح سے گھٹ گھٹ کے نکل جائیگا

صبر اک مونسِ تنہائی تھا وہ جاتا ہے
کون اب اس دلِ بیتاب کو سمجھائیگا

حشر پر وعدۂ دیدار کیا ہے تو نے
پھر میں کس کو ترا جلوہ نظر آئیگا

تنِ خاکی کا بھروسا ہے کسے بعد فنا
خاک کا ڈھیر ہے بس خاک میں مل جائیگا

شکوۂ جور و جفا اُس سے نہ کرنا اے دل
ابھی نادان ہے سُن لیگا تو شرمائیگا

کام نکلے جو کسی کا تو یہ ہے کام کی بات
عاقبت میں یہی انورؔ ترے کام آئیگا

اُس کے دروازہ پہ جب میرا جنازا آیا
ہنس کے بولا یہ نیا آج تماشا آیا

ملک الموت مرے لینے کو تو کیا آیا
میرے نزدیک فلک پر سے مسیحا آیا

تھے اُسی عیسیٰ جاں بخش کا کشتہ مجھکو
آیا تو پیک قضا لینے یہ مژدا آیا

صدمہ ہائے شبِ ہجراں تو اٹھائے لیکن
صبح تک منھ کو کئی بار کلیجا آیا

لے لیا بوسہ لپٹ کر تو یہ فرمانے لگے
بے ادب تجھکو ذرا بھی نہ سلیقا آیا

آپ میں اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا
تجھکو اے ترک اگر رحم ذرا سا آیا

تیرے وعدے تو اے یار قیامت ٹھہرے
تو نہ آیا یہاں وعدہ فردا آیا

چلو تقدیر کا لکھا ہوا پورا انورؔ

غیر کے نام سے مجھ کو بلانا آیا [uncertain reading]

بھروسا تھا تمہیں اس مغربی تلوار پر کیا کیا
رہا تسبیح باقی گزری مجھ لاچار پر کیا کیا

کسی کا سر بھی تیغ ابروئے خمدار نے کاٹا
تمہیں تھا ناز اس بے آب و رو کی تلوار پر کیا کیا

دلایا تاب اس چشم فسونگر کے تغافل کی
بھروسا تھا مجھے اپنے دل بیمار پر کیا کیا

غضب کا کاٹ تھا قاتل کہ وقت قتل دل کا
جو ٹھہری ہو کر پھرتا تھا تری تلوار پر کیا کیا

تری مژگاں کی جنبش آئی مجھ کو خوش [illegible]
سر نیک آبلہ رویا ہوں نوک خار پر کیا کیا

نہ جا کوچہ میں اس بت کے خدا کے واسطے زاہد
کہے گی خلق تیرے جبہ و دستار پر کیا کیا

سنی زاہد نے جا کر جب کبھی میری غزل انور
تماشا کی [illegible] سے میرے اشعار پر کیا کیا

بلبلیں چھیڑ دیں بس نالہ و افغاں اپنا
کہوں اس گل سے جو میں قصۂ ہجراں اپنا

کیا تعجب ہے کہ میرے اشکوں سے اٹھے طوفاں
کم نہیں ابر سے کچھ دیدۂ گریاں اپنا

تیر مژگاں کو اتارا تو سہی دل میں مگر
کھائے جاتا ہے کلیجہ کو یہ مہماں اپنا

زلف کا دھیان کبھی دل سے نہیں جاتا ہے
بس یہی اب ہے ہر وقت نگہباں اپنا

سلسلہ وحشت دل کا ہے یہ اچھا انور
زلف ان کی ہے یہاں دل ہے پریشاں اپنا

جو سلسلہ اُس زلف کے بل کھانے میں دیکھا
زنجیر میں کالے کے لہرانے میں دیکھا

دیدار سے محروم گئی ملک عدم کو
اِس شوخ عرصہ جو ترے آنے میں دیکھا

تجھے رشک مسیحا نہ دوا دی مجھے زنہار
کیا فائدہ تم نے مرے مر جانے میں دیکھا

زاہد بھی ہے اب تاک میں کچھ نسبت عنب کی
سو مرتبہ آتے اُسے میخانے میں دیکھا

اب کون اُٹھائیگا غم و غصہ تمہارا
یہ لطف اُٹھا کیوں مجھے مر جانے میں دیکھا

آنور کا پھنسا مفت میں دل شانہ نہ مانند
اندھیر تری زلف کے سلجھانے میں دیکھا

زلفوں کے ہے قریب جو عارض نگار کا
کیا خوب اتصال ہے لیل و نہار کا

بے وقت باغبان دیا مجھکو حیف حیف
جب باغ سے نکل گیا موسم بہار کا

کس کو سنائیں تاب کسے کس کا دل ہے یہ
کس نے سنا ہے حال دل بیقرار کا

ہے انتظار دید رخ یار دیکھنے
نرگس نہیں چراغ ہے مزار کا

آنور کی جلد سے خبر اے غیرت مسیح
بو شوق یہ آ رہا ہے دم اُس بیقرار کا

ردیف با

عارض کو تیرے دیکھکے کہتا ہے آفتاب
اللہ نے تجھی کو بنایا ہے آفتاب

از زلف سیہ جو عارض پر نور سے ہٹی
جانا یہ سب نے رات کو نکلا ہے آفتاب

ہوکر سوار گھوڑے پہ نکلا وہ رشک مہر
سب نے صبح حشر سر پہ آیا ہے آفتاب

دیکھے اُسکا جلوہ روزن دیوار سے ذرا
گر اپنے حسن کا تجھے دعوی ہے آفتاب

انوؔر کے دل کو جب سے ہے اک ماہوش کا عشق
سینہ پر اُس کے داغ تمنا ہے آفتاب

دور ہی میں پہونچا ہوگئی ہے عام شراب
اب تو زاہد بھی لگے پینے لب بام شراب

قسمت خلق میں جب رزق مقدر لکھا
کی رقم کاتب قدرت نے مرے نام شراب

آرزو ہی رہی ایسا ہوا دور کبھی
ہاتھ سے میرے پئے دوست خود کام شراب

لب میگوں کے دیئے نشہ میں جو اُس نے
آج یوں ہے کہ کئے تو نے مرے سب کام شراب

چشم بد دور ستارہ ہے بلندی پہ مرا
یار پیتا ہے مرے ساتھ لب بام شراب

زاہدا تو در میخانہ پہ کیوں بیٹھا ہے
ہوتی ہے صحبت کم ظرف سے بدنام شراب

نشہ کے زور میں خنجر نہ اٹھا قاتل سے
کس بُرے وقت میں آئی ہے مرے کام شراب

پی لے اک جام اگر ہاتھ سے تیرے زاہد
پھیکر جائے نہ بیتا ہیں عام شراب

التجا ساقی کوثر سے ہے کہہ انوؔر
آنکھ سے دو نہ ہو میں کبھی تم جام شراب

پیئین بہار مین وزرات شیخ و شباب شراب
کرے کبھی تو جہان مین یہ انقلاب شراب

جو شغل بادہ ہو اُس رشک ماہ کو منظور
پلانے اُترے فلک پر سے آفتاب شراب

غش آیا ہی مجھے اُس رشک گل کی فرقت مین
پلا کے دینا تو اے چارہ گر گلاب شراب

مکان اُس بت مخمور کا ہی میخانہ
ہر ایک وقت صدا آتی ہی شراب شراب

فراق یار مین پیتا ہون خون دل دن رات
بہت زمانہ ہوا ہو گئی ہی خواب شراب

سوال بوسہ پہ ہو کر خفا یہ فرمایا
کریگی خوب کبھی ان تمھین خراب شراب

بغل مین کیون نہ رکھون بوتل انور آٹھ پہر
نکال دیتی ہی سب دل کا اضطراب شراب

ردیف باء فارسی

خط کے آنے سے نہ بدلا رخ دلدار کا روپ
گو خزان آئی مگر ہی وہی گلزار کا روپ

تا عیادت کو مری آئے وہ رشک عیسیٰ
اِسلئے لایا ہون بستر پہ مین بیمار کا روپ

وہ شبیہ حسن خدا جانے خفا ہی کس پر
آج سنے طور نظر آتا ہی دربار کا روپ

موت آنے کو ہی بشاش ہی چہرہ کا رنگ
قابل دید ہی اس دم ترے بیمار کا روپ

کہین پہ کھتا ہی قدم پاؤن کہین پڑتا ہی
مستی مین عجب ہی تری رفتار کا روپ

بندہ گیا کس قدر موزون کا خیال ہی انور

آج کچھ اور ہی دیکھا ترا اشعار کا ڈھب

یہ تو کہیے شب کو چھپ چھپ کر کہاں جاتے ہیں آپ
نام نامی پر بھلا کیوں نام رکھواتے ہیں آپ

بزم اعدا میں ابھی دیکھے ہیں ہم نے تیور آپ کے
آج آنکھیں سامنے کرتے میں شرماتے ہیں آپ

جس حسین کو نقد داغ دل دیا کہنے لگا
خیر ہے یہہ اشرفی قلب پرکھاتے ہیں آپ

حال دل کہنے لگا جب میں تو فرمانے لگے
کچھ کسی کی سنتے ہیں یا اپنی ہی گاتے ہیں آپ

شرع میں کیا شرم ہے اک بوسہ دینے میں بھلا
جانتے ہیں سب کہ معشوق کہلاتے ہیں آپ

اب نہیں دینے کا میں ہان چھین کر لیجایئے
یہہ نہ تھا معلوم دل لیکر مکر جاتے ہیں آپ

خیر اک دن شاہ کا ہوگا جو سو دن چور کے
عاشقوں کے دل چرا کر دور لیجاتے ہیں آپ

ڈر یہہ رہتا ہے بھڑک اُٹھے نہ شعلہ حسن کا
گورے گورے ہاتھ میں مہندی جو لگواتے ہیں آپ

میرا جینا بھی قیامت سے نہ کچھ کم جانیے
ای مسیحا کیوں مری تربت کو ٹھکراتے ہیں آپ

حضرت انور بلا ہے عشق سمجھاتا تھا میں
میرے کہنے کو نہ مانا اب نہ پچھتاتے ہیں آپ

گو کہ ہے حسن کی حاصل تمھیں ساری دولت
عشق اُس کا ہے ہمیں ہے یہہ ہماری دولت

سیم تن کا جو کیا عشق تو کیا میرا قصور
کون ایسا ہے کہ جسکو نہیں پیاری دولت

یار نے مجھسے لیا نقد دل و جان اپنا
مفت میں لٹ گئی افسوس ہماری دولت

ناصحا منع نکر اشک فشانی سے ہمین … عاشق زار کی ہے گریہ و زاری دولت

لیگئے گور مین بھی نقدِ دلِ زار کو ہم … مل گئی خاک مین افسوس ہماری دولت

زخمی کرے مجھے وہ ترک ہو کیونکر دل شاد … صید کو دل مین سمجھتا ہے شکاری دولت

یار ہو سبزہ ہو اور بادۂ گلرنگ بھی ہو … یہی دنیا مین ہے اے دوستو ساری دولت

کیا تعجب ہے جو وہ حسن پہ مغرور ہوا … آنکھ پھر جاتی ہے جب کرتی ہے یاری دولت

کیا ہوا تم نے جو بوسہ نہ دیا انور کو
جتنے ممسک ہین انھین ہوتی ہے پیاری دولت

شیرین نہین ہوتا ہے کبھی کام محبت … ہے زہر ہلاہل سے بھرا جام محبت

تبدیل زمانے کی ہوا ایسی ہوئی ہے … کانون سے بھی اب سنتے نہین نام محبت

دیوانہ نہین میری دوا کرکے مسیحا … زائل نہین ہونے کا یہ سرسام محبت

انور جو بنی جان پہ اپنی تو عجب کیا
آغاز مین ہم سمجھے تھے انجام محبت

(١)

کیا کہون ہجر یار کی صورت … دیکھہ تو جسم زار کی صورت

نہ اڑا میری خاک باد صبا … اسمین ہوگی غبار کی صورت

چھوڑے جاتا ہون قصۂ غم و درد … سخن یادگار کی صورت

باغ دنیا میں جب سے کھولی آنکھ — نہیں دیکھی بہار کی صورت
عشق زلف سیاہ جب سے ہوا — ہو رہی انتشار کی صورت

(۲۱)
اُس کی صورت نظر نہیں آتی
میں نے انور ہزار کی صورت

قاتل نے دی جو مار سے آج آستین پلٹ — پھرنے کو قتل آیا دم واپسین پلٹ
گردش ہی اپنے طالع برگشتہ کی جو آج — در سے گیا ہمارے وہ زہرہ جبین پلٹ
کہنے لگیگی عہد شکن غیر بھی سب تجھے — ہر بار بات کہکے نہ جانا زمین پلٹ
جاتا ہی شیخ دیر میں مسجد میں برہمن — کس زلف و رخ نے دی ہے رہ دیر و دین پلٹ
جب قتل اُس نے تیغ نگہ سے کیا مجھے — تڑپا پڑا جو ہاتھہ گئی تیغ کین پلٹ
آوارگی قیس کا پایا نہ کچھ نشان — سو بار نجد سے گئی محمل نشین پلٹ

(۱)
انور مرے جنازہ پہ آیا جو وہ مسیح
پھر جا کے آئی جسم میں جان حزین پلٹ

ردیف ثاء مثلثہ

ہم پہ کرتے ہو جو تم جور و جفا کیا باعث — اور اغیار پہ ہو لطف عطا کیا باعث
زلف کو بھی تو نہیں ہاتھہ لگایا ہم نے — پھر مزاج آپکا برہم جو ہوا کیا باعث

آپ کو خلق مسیحائے زمان کہتی ہے
پھر مری کیون نہین کرتے ہو دوا کیا باعث

یہی دھڑکا ہے کہ دل ہیٹھ نہ جائے کہین
نامہ لیکر مرا قاصد نہ پھرا کیا باعث

رشک کرتی ہے مگر میری پریشانی سے
مجھسے کھلتی نہین وہ زلف رسا کیا باعث

صحبتین رہتی تھین گلچھرے اُڑا کرتے تھے
آج کرتے ہو رقیبون کا گلا کیا باعث

بن بلائے جو چلے آئے گھر اسکے صاحب
یہ کرم آلوؔر مسکین پہ ہوا کیا باعث

ردیف جیم

دل کو ہے میرے الفت حیدر کی احتیاج
اس جام کو ہے ساقیٔ کوثر کی احتیاج

اُس بت کو لعل کی ہے نہ گوہر کی احتیاج
وہ خود حسین ہے کیا اُسے زیور کی احتیاج

جوش جنون و عشق ہے فصل بہار مین
رگ رگ کو سب بدن مین ہے نشتر کی احتیاج

الفت ہے سب کو رنگ طلائی آپ کے
ایسا ہے کون جس کو نہین زر کی احتیاج

سودے مین مثل زلف بسر ہو گئی مری
خانہ بدوش ہون مین نہین گھر کی احتیاج

دن رات یونہی بحر جہان مین رواں ہے
کب ہے جہاز عمر کو لنگر کی احتیاج

اُس دلربا کو مجمع عشاق چاہیے
سلطان کو کسطرح نہو لشکر کی احتیاج

دل بھی ملا ہے آنکھ بھی اللہ نے سب مجھے
شیشہ کی احتیاج نہ ساغر کی احتیاج

ردیف حاء حطی

چلائے چمن کی سیر کو ای گلعذار صبح
ہوتی ہے بسکہ جوش گلوں کی بہار صبح

شب نے اڑا دی بوسے عارض و خط کے
کچھ دل میں پایا جاتا تھا ان کے غبار صبح

تم رشکِ آفتاب ہو کیا تم کو خوف ہے
ہونے دو ہو گئی ہے اگر آشکار صبح

تم آؤ یا نہ آؤ تمہیں اختیار ہے
یہاں تو کبھی نہ ہو گی شبِ انتظار صبح

آتو یہ سمجھا سبزہ پر آیا ہے آفتاب
نکلا جو چڑھ کے گھوڑے پہ وہ شہسوار صبح

(۱)

دہانِ تنگ صنم ہے نہاں کمر کی طرح
کمر عدم میں نہاں ہے مری خبر کی طرح

تو وہ حسین ہے جو دیکھے ترا سنہری رنگ
تو نقش دل میں ہو قاروں کے خزر کی طرح

لفافہ حسن کا خطِ سیہ سے کھول دیا
نہ بیٹھے اُڑ کے لبِ بام مرغ نامہ بر کی طرح

خیالِ زلف میں کیا پوچھتے ہو دل کا حال
اِس آئینہ میں ہزاروں ہیں بال سر کی طرح

سنہری رنگ سے تیرے ہزاروں خون ہوئے
جہان میں ہے یہ بنائے فساد زر کی طرح

خیالِ گیسوئے دلدار دل جلاتا ہے
دھوئیں میں آ کے خوشبو ہوئی اگر کی طرح

تصورِ اُس شہ خوبان کا کس طرح ٹھہرے
دلِ خراب ہے میرا اُجاڑ گھر کی طرح

کبھی جو آتی ہے تیرے سیاہ خانے میں
سمٹ کے چاندنی ہو جاتی ہے قمر کی طرح

وہاں بسیت ہوا عشق سبزۂ خط کا — بدن مین پھیل گیا زہر کے اثر کی طرح

حیات قطع کیا کرتا ہی ہزارون کی — کسی کا خوف نہین قاطع اتش ہجر کی طرح

تصور رخ دلبر کہان رہے یارب — کرے قیف ولع ہوا ول بھی اب جگر کی طرح

رکھائیون سے جو کرتا ہی وہ کلام انور — مزے اٹھاتا ہی دل لطفِ شعر تر کی طرح

نہ آئے وہ شبِ وعدہ جو یہان سحر کی طرح — سفید ہو گئین انکھین مری قمر کی طرح

ہر اک کی ٹھوکرین افتادگی نے کھلوائین — تمام عمر کٹی سنگِ رہگذر کی طرح

زبان و دل مین تفاوت جو آدمی کے نہو — صفائے ظاہر و باطن رہے گہر کی طرح

صفائے رخ کی کرو فکر آمد خط ہی — گہن کا خوف ہے آپ کو قمر کی طرح

یہ ناتوان کمر رونے کر دیا مجھکو — اٹھا نہ بیٹھکے گرد زمین تبر کی طرح

جو رازِ عشق کو پتھر مین بھی کرین پنہان — نکل کے سنگ سے ہوئے عیان شرر کی طرح

کسی نے بھی نہین گھر مین یار کے دیکھا — ہماری آمد و شد ہی وہان نظر کی طرح

تمہارے پیار کا کیا کوئی اعتبار کرے — ہمیشہ رہتی ہی گھٹتی بڑھتی قمر کی طرح

خدا کے فضل سے اٹھتی ہوئی جوانی ہے — عزیز مین وہ ہر اک کو نئے ثمر کی طرح

ہر ایک جا ترا جلوہ لطیف ہی ایسا یار — دلون مین صورت جان انکھ مین نظر کی طرح

ستم و جور بتان کا نہ کرونگا شکوہ
رکھ لیا صبر کا مدت ہوئی دل پر پتھر

نہیں آزاد پہ ہوتا ہے اثر سختی دہر
نہیں پڑتے ہین کبھی سرو کے اوپر پتھر

سخت رہتا ہون مکدر جو زمانے مین مدام
میری تقدیر ہے خاک اور مقدر پتھر

پست کر دیتا ہے انسانکو بارِ احسان
بدلے احسان کے لگے کوئی سر پر پتھر

وہ غنی ہون نہ کبھی آنکھ اٹھا کر دیکھا
لعل و یاقوت کو سمجھا کیا کنکر پتھر

اپنے نزدیک تو ہے جوش جنون مین انور
ثمر بیشہ رس باغ سے بہتر پتھر

یار کی ابرو خمدار سے مل دل بھر کر
اے دل اس خنجر خونخوار سے مل دل بھر کر

چشم بیمار کا بیمار سمجھکر بولے
جا کسی نرگس بیمار سے مل دل بھر کر

حالت نزع ہے سامان سفر ہے درپیش
اب تو آ اپنے گنہگار سے مل دل بھر کر

اتنا کہنا میرے صیاد سے اے باد صبا
کوئی دن اپنے گرفتار سے مل دل بھر کر

(١)

عید ہوگی جو وہ قاتل کہے انور سے
آج آگر میری تلوار سے مل دل بھر کر

فراق یار مین کوئی نہیں مکان بہتر
زمین نظر مین ہے اچھی نہ آسمان بہتر

ہمارے ملنے مین کیا آپکو برائی ہے
سمجھیے تو ہے ملاقات دوستان بہتر

سوال جان و دل و مال پر کیا کب غلط — کہا تو مینے کہ اے یار مہربان بہتر

اسیر فقیر کی ہوتی نہیں ہے بے کمل — کہیں ہیں چلہ کے جاڑوں نے گرمیان بہتر

اہو کے آنسو وں نے رنگ فراق قاتل میں — یہی خوشی ہے تو اے چشم خونفشان بہتر

وہ گلعذار نہیں لطف سیر باغ ہی کیا — بہار سے میرے نزدیک ہے خزان بہتر

ہزار جا نون نجانے دے باغ مین مجکو — یہی یہی میرے حق مین ہے باغبان بہتر

صنعت کرون مین تیری ابرو و مژہ کی کیا — کمان سے تیر تو ہے تیر سے کمان بہتر

ہجوم غم ہے تو ہو ضبط کر نہ چیخ اے دل — جتا دیا نہیں ہر وقت کی فغان بہتر

عجب مقام ہے انور عجب گھر ہے
نہ اس مکان سے ملا کوئی مکان بہتر

موے پہ ہوتی ہے جان جسم زار سے باہر — ابھی کرون نہین کیونکر کنار سے باہر

جو وہ مسیح نفس آکے ایک ٹھوکر دے — ابھی ابھی نکل آؤن مزار سے باہر

حساب کون کریگا میرے گنا ہونکا — کہ ہو گئے ہین وہ حد شمار سے باہر

کسی کے وعدۂ دیدار سے قیامت تک — نہ نکلی روح میرے جسم زار سے باہر

پہنچو نہ طرز کو انور خلیل و آتش کے
قدم پڑے نہ کبھی اس حصار سے باہر

جانا ای جان کنار سے باہر ہے یہ قول و قرار سے باہر

کیا سبب ہے جواب خط نہ لکھا دن بھی گذرے شمار سے باہر

دیکھکر تمکو مین نہون بے تاب ہے میرے اختیار سے باہر

جسکو دیکھا وہ مر ہی کر نکلا دام گیسو ہے مار سے باہر

اب میرے واسطے بھی ہی بہشت نہ کرو کوئے یار سے باہر

آج ہوتے ہین اشک کیون انور
دیدۂ اشکبار سے باہر

نکلا نہ وہ آفتاب شب بھر اوقات رہے خراب شب بھر

دکھلائی نہ شکل اپنی مجھکو منھہ پر رکھا نقاب شب بھر

یاد آگئی سوتے مین جو وہ زلف کیا کیا رہا پیچ و تاب شب بھر

ہے چاندنی آج خوب چٹکی آؤ تو پیئین شراب شب بھر

یہ اسکا بندھا رہا خیال انور
آنکھون مین نہ آیا خواب شب بھر

برقع رخ نورانی ای عیسی دوران چھوڑ کر حیف جاتے ہو چلے گور غریبان چھوڑ کر

دیکھکر اڑگئے تمہاری روی رنگین کی بہار یہ گلستان پر نثر آئے ہین دبستان چھوڑ کر

چھوڑ کر جب مصحف رخ خال کا بوسہ دیا
کفر کی لی راہ ہمنے اپنا ایمان چھوڑ کر

جال اس میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوتا ہے مجھے
آئے ہیں زنجیر جو وہ زلف پریشان چھوڑ کر

آپ تو آرایش زلف پریشان میں پھنسے
شکوہ یہ ہے مجکو با حال پریشان چھوڑ کر

جان انور تم سے آگے دو قدم ہوگی روان
تم جو پہلو سے گئی تنہا میری جان چھوڑ کر

باندہی نظر کے تار سے بہی تو اگر کمر
بل کہا گئی لچک کے اے بت نازک مگر کمر

تار نفس میں شیوں یا تنگ رحیل ہے
چلنے پر اپنے باندہے رہے ہر بستر کمر

عریان بہی ہمنے دیکہا شب وصل یار کو
آئی نظر نہ صورت تار نظر کمر

صدمہ حجاب صاف سے دل کو ہوا امیر
ٹوٹی پیام یاس سے اے نامہ بر کمر

سر پر سے ایک روز گذر جائیگا ضرور
ہے آب تیغ یار میں پانی کمر کمر

شانے پہ بار عکس ذر گوشش اگر پڑا
کٹ سے رہا دہ ہاتہو سے دو دو پہر کمر

چہرے سے ہمسری جو وہ کرتے ہیں کرلیں خیر
لیکن کہاں سے لائینگے شمس و قمر کمر

رکہہ دو شپیر نہ لنگر زنجیر زلف کو
بل کہا نہ جائے بوجہہ سے اے سیمبر کمر

عشق میان یار نے مجکو کیا ہلاک
لیجانے کو عدم کے ہوئی راہبر کمر

ہم جسکی کہ یہ بیٹھہ کے روئے فراق مین
دلدل ہوئی ہے شکوئے آپنے کمر کمر

اژدہے کے سامنے انور نہیں ہے حواس ۔ دل پریشان ہوگیا گیسو پیچان دیکھکر

ردیف زاء ہوز

باقی ہے پھیر کچھ مری تقدیر کا ہنوز ۔ آیا نہ راہ پر جو مرا دلربا ہنوز

تنگ آگیا ہوں اس دل ناکام سے ۔ اے جان جان ہوئی نہ کچھ اسکی سزا ہنوز

ہونٹوں پہ جان ہے چلنے کو تیار ہوں مگر ۔ پیک اجل کا کچھ بھی نہیں ہے پتا ہنوز

کیسے ہو تم مسیح کہاں ہے وہ معجزہ ۔ بیمار ہجر کی نہ ہوئی کچھ دوا ہنوز

گردش نصیب کی ہے کہ دیر و حرم میں بھی ۔ ڈھونڈا بہت ملا نہ مکان آپکا ہنوز

کاوش ہے مجھسے اس لئے مژگان یار کو ۔ پھوٹا نہیں جگر کا مرے آبلا ہنوز

ہوش اپنے اڑ رہے ہیں خدا جانے کیا ہوا ۔ لیکر جواب خط نہ کبوتر پھرا ہنوز

انور یہاں تو نام سے مطلب ہے [illegible] ۔ صورت سے ہم نہیں بخدا آشنا ہنوز

مدتوں سے سر پہ ہے اس کی فرقت کا پہاڑ ۔ عشق گیسو کا اٹھائے کون یہ کالا پہاڑ

جان شیریں واسطے شیریں کے کھوئی اُف نہ کی ۔ کوہکن نے واقعی کتنا بڑا اسکا تھا پہاڑ

سخت حیران ہوں کسی صورت سے کٹتی ہی نہیں ۔ یہ شب ہجر بھی مجھکو ہوئی کالا پہاڑ

عمر اپنی ہوگئی دیر و حرم میں سب تمام ۔ یہ نہیں معلوم بتخانہ ہے یا کعبہ پہاڑ

سنگِ راہِ شوق مین خود بنگیا ہون ضعف سے
تیرے گھر کا ہو گیا ہو مجھکو اب آنا پہاڑ

کوہِ غم جس نے اٹھایا سر پر اک مدت تلک
اُس کو کیا مشکل اُٹھانا ہے یہ پتھر کا پہاڑ

کوہکن تھا ایک ہی سر اپنا حق بخشے اُسے
پھوڑ ڈالا سر کو جب پیش نظر آیا پہاڑ

سیمتن جب کبھی میرے ہاتھ ہی آتا نہین
اے ہوس کیا کرون لیکر مین سونے کا پہاڑ

اشک کی نہرین ہین جاری خوف ہو کیا سنگ راہ
عشق کے رستہ مین حائل ہین بہت دریا پہاڑ

سنگ گلجائے شرارت دل کی جلکر خاک ہو
گر کبھی اُس شمع رو کا ہووے پروانا پہاڑ

کوہکن سا آج تک سر پھوڑنے والا نہین
مرگ شیرین سے ہوا ہے اسقدر رسوا پہاڑ

کسقدر پتھر تھی مشکل سے کیا آخر تمام
اِس زمین مین ہو گیا انور غزل کہنا پہاڑ

ردیف سین مہملہ

تم جو بیٹھے ہو مری جان اُداس
ساری محفل ہے پریشان اُداس

اک نہ اک روز ضرور آئیگی
موت سے ہوتے نہ انسان اُداس

ہو گئی جب سے رہائی میری
خود بخود ہو گیا زندان اُداس

قتل کرکے مجھے قاتل میرا
ہے بہت دل مین پشیمان اُداس

جنس دل کا نہین خواہان کوئی
مدتون سے ہے یہ دکان اُداس

کیا مزہ زیست کا اُس کو جس کا
آج کیا ہی جو لبِ رنگین پر

دل بھی پژمردہ ہوا اور جان اُداس
مسی سے بے رنگ ہے اور پان اُداس

حق تعالیٰ نہ بنظر رکھیہ انوسا
کیوں رہا کرتا ہی نادان اُداس

ردیف شین معجمہ

نہ دیکھا جیسا ترا سال و ماہ کی گردش
عجب ستارے نے ای رشک ماہ کی گردش

دلوں کو مردم نظارہ باز کے بیسا
کم اشیا سے نہیں اُس نگاہ کی گردش

ضعیف بھی ہوں تو مجذوب ہوں نہ سالکوں
یہ سالکوں کو مبارک ہو راہ کی گردش

ہوا اسیر جو اس میں تو پھر رہا نہ ہوا
حصار سحر ہے چشم سیاہ کی گردش

نشانِ یار نہ پایا تلاش میں اُس کی
تمام عمر بحالِ تباہ کی گردش

عدم کی راہ سے ہموار کوئی راہ نہیں
نہ کچھ مسافتِ منزل نہ راہ کی گردش

فلک کے جوش اڑا دے فریبِ چشم سیاہ
زمین کو چرخ بنا دے نگاہ کی گردش

فلک کے دور میں گردش کو دیکھہ دیکھ
لکھنو میں جس نے نہ دیکھی ہو کلاہ کی گردش

پھرا ہوں توشۂ عقبیٰ کے واسطے
ہمیشہ میں نے بے زاد راہ کی گردش

جگر سے آہ کی ہے تا بہ چرخ آمد و رفت
بلا ہے اس علم سے سپاہ کی گردش

مسافر رہِ دیر و حرم تھے انور
اسی دوراہے مین ہی سال و ماہ کی گردش

ردیف صاد مہملہ

غیر سے بڑھ گیا ہی کیا اخلاص
ابتدا مین ہی انتہا اخلاص

کیا گھٹائین وفا کو اہلِ وفا
کہ بڑھاتا ہی بیوفا اخلاص

کیون نہ دشمن کی ہوئیگی تعریف
کہ ابھی ہی نیا نیا اخلاص

غیر کا نام لیکے چھیڑتے ہین
آفتِ جان ہوگیا اخلاص

ہم نہین جانتے ہین الفت مین
لطف کیا شئی ہی اور کیا اخلاص

کیا بیان ہو مزاجِ یار ندیم
غصہ قہرِ خدا بلا اخلاص

جانتے تھے اُسے کھرا انور
آپ نے کیون بڑھا لیا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

خون دل پیتا ہون کیا ہی مجھے صہبا سے غرض
نہ مجھے جام کی خواہش ہی نہ مینا سے غرض

آپ ہی سے ہوا فائدہ جب دنیا مین
اس لئے کچھ نہین کہتا ہون مین دنیا سے غرض

لب اعجاز نما کی حرکت کافی ہے
نہ مجھے کام دوا سے نہ مسیحا سے غرض

آرزو کہتے ہین کس کو نہین واقف آپ
آپ ہی کہیے پھر اظہار تمناے غرض

اُس کے کوچے سے اُٹھا تو نہ مجھے بہر خدا
مرنے آیا ہون اسی جا ہے اسی جاے غرض

اے مسیحا جو یہ کہتے ہو نہین بچنے کا
تمھین غرض تو کہ پھر کیسے مداواے غرض

(۱)
سیم بر یار بغل مین ہے تمھاری شب و روز
اب ہے افسر تمھین کیا دولت دنیا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

اب کیا سبب کہ آتے نہین بار بار خط
پہلے تو لکھتے تھے ہمین تم بے شمار خط

شاید نمود خط ہوا رخسار صاف پر
لکھا ہے آج مجھکو بخط غبار خط

آنکھین غزال عارض روشن ہے آفتاب
سنبل ہین دونون زلفین تو مشک تتار خط

سمجھے گا وہ نوشتۂ قسمت فراق کا
لکھون اگر حقیقت دل کے ہزار خط

اقرار وصل اُس نے کسی جا نہین لکھا
قاصد بھی مجھکو دیکھکے ہوا شرمسار خط

تعویذ کی طرح سے مین رکھتا ہون اپنے پاس
تسکین دل کو اپکا لیل و نہار خط

آئینہ لیکے عارض رنگین تو دیکھیے
نام خدا بہار پہ ہے اے نگار خط

ملتا ہے یہ نوشتۂ تقدیر سے بہت
رکھتا ہون سر پہ اسلیے مین تیرا یار خط

(۱) افسر اب ان سے خط و کتابت کیجیے

کھونے لگا امید کا بھی اعتبار خط

ردیف خاء معجمہ

سیرِ چمن کا کچھ نہ مزا ہمکو یار خط
تم ایک دن چلو تو اٹھے بے شمار خط

صیاد میری گھات میں تھا شمعِ عیان
گلگشتِ باغ کا نہ رہا زینہار خط

بچھلا سکے پاؤن پا میں تھا مست کی [illegible]
اتنا ہی تھا نصیب میں زیرِ مزار خط

آرام جان و روح تو بیکو اٹھ گیا
اب کیا تڑپنے میں ہے دل بیقرار خط

انور نہیں ہے سیرِ چمن کی کچھ آرزو
داغِ جگر سے ہے مجھے سیل و بہار خط

ردیف عین

مجھ دل جلے کی قبر پہ کیون لائے یار شمع
روشن ہین داغ دل سے یہان بیشمار شمع

کوئی نہ یار تھا شبِ فراق مین
ہان لو جیتی تھی رو رو کے کچھ جلی زار شمع

جس بزم مین کہ تم نہین بیکار ہین سب
نشۂ شراب جام مئے خوشگوار شمع

اے شمع کسی کو جلا کر ہے کون خوش
رہتی ہے صبحگاہ تلک اشکبار شمع

انور سیاہ بخت کے مرقد پہ کون آئے
روتی ہے بیکسی پہ مری زار زار شمع

ردیف فاء

اے دل نہ دیکھ زلف سیہ فام کی طرف
زیرک ہے مرغ اگر تو نہ جا دام کی طرف

آغازِ عشق میں ہے بلاؤں کا سامنا
کیونکر نہ ہو نظر مجھے انجام کی طرف

وہ زہد بادہ کش ہوں میں پیتا ہوں خم کے خم
کیا ساقیا نگاہ کروں جام کی طرف

فرہاد و قیس مٹ گئے آخر کو عشق میں
رکھا نہ کچھ خیال جو انجام کی طرف

آخر چمن میں دیکھتے ہیں سب بہارِ گل
میں کیوں نہ دیکھوں اپنے گل اندام کی طرف

اُس رخ کے خالہائے سیہ سے ہے دل کو عشق
کعبہ کی اب رجوع ہے اصنام کی طرف

زلفوں نے آج ڈھلتی ہے بے طرح رخ کی چھو
کچھ کھنچ رہا ہے صبح کا دل شام کی طرف

قاصد وہاں سے آئے کہ جھونکا نسیم کا
آنکھیں لگی ہوئی ہیں در و بام کی طرف

انور سا ہے اس زمین میں تحریک جاہ کی
اب رکھ نظر کلام کے اتمام کی طرف

کیا ہے سنوارتے ہو جو تم بار بار زلف
ایسا نہ ہو کسی کو کرے زیر بار زلف

جس روز داؤں پیچ میں آ جائیگی ترے
سنبل کا میں نکالونگا تجھ سے غبار زلف

کھل جاتی ہے لپٹتی ہے لہراتی ہے کبھی
کرتی ہے گنج حسن پہ کیا کیا بہار زلف

مر جائے ہی لونگا بوسہ رخ اک نہ اک دن
سمجھے دو گھات میں ہے مری گرد زار زلف

انور گلے سے لپٹی ہوئی ہے یہ رات دن
کچھ ہو گئی ہے دل کی مرے راز دار زلف

زمانہ ہے مرے رنج و ملال سے واقف
غضب ہے تم نہ ہوئے میرے حال سے واقف

ہمارے قتل کو شمشیر باندھے پھرتے ہو
نہ تھے ہم آپ کی اس چال ڈھال سے واقف

کبھی نہ بدر فلک پہ نکلتا گر ہوتا
تمہارے حسن عدیم المثال سے واقف

ہزاروں پیچ ہیں آئین بخا تیرے اے دل
ہیں اسکی زلف کے ہوں بال بال سے واقف

ہمارے بعد نہ پوچھے گا آپ کو کوئی
ہمیں ہیں آپ کے غنج و دلال سے واقف

زوال عزت عاشق سے تم نہ ہوئے ہو
نہ تھے ہم آپ کے ایسے کمال سے واقف

تمام کیا آخر کو ٹھوکریں کھائیں
غریب کب تھا تیری چال سے واقف

عجب زمانے نے رنگ انور آگے دکھلایا
وہ میرے غم سے نہیں اسکے حال سے واقف

بن ترے جاتا ہوں گلشن جو گلگشت چمن کی طرف
وحشت دل لے جاتی ہے بیابان کی طرف

استعارہ نہیں یہ کافی ہے حقیقت کے لئے
قمریاں جاتی نہیں سرو خراماں کی طرف

یاد آیا جو کوئی کشتۂ انداز خرام
آتے ہیں ناز سے وہ گور غریباں کی طرف

حسن عالم کی سجا ہے یہ میرا دل ہا
جبکہ قبلہ نما قبلۂ ایمان کی طرف

اپنی کشتوں کی لحد پر جو کبھی جاتے ہیں
دیکھتے رہتے ہیں سب گوشۂ داماں کی طرف

جھوم ہے آپ کے اعجاز کی اے رشک مسیح
ایک دن آئے تو گنج شہیداں کی طرف

زمزمۂ نالۂ زنجیر کا ان کو بھی سنا دیں
کبھی آنکلیں اگر خانۂ زنداں کی طرف

گر میسر ہو دل پر داغ دکھاؤں اے گل
پھر نہ رغبت ہو تجھے سیر گلستاں کی طرف

ڈر یہ ہے گوشۂ داماں نہ پکڑ لے کوئی
اس لیے جاتے نہیں گور غریباں کی طرف

نہ نکلوائیے کہیں حکم رہائی منہ سے
بھولے سے رخ نہیں کرتے کبھی زنداں کی طرف

زیست کا کیا ہے بھروسا ہے جہاں میں کچھ نام
دھیان انور کا ہے تیاری دیوان کی طرف

ردیف قاف

ملک الموت ہے قضا ہے عشق
سچ تو یہ ہے کہ اک بلا ہے عشق

نہ کر اے حبیب رنج بیرا تنا ظلم
ابھی مجھ کو نیا نیا ہے عشق

سینکڑوں مر گئے تباہ ہوئے
عاشقوں کے لئے وبا ہے عشق

جب کرامات ہی نہ ہو اس میں
کس مرض کی بھلا دوا ہے عشق

آپ کو اپنے حسن پر ہے گھمنڈ
ہم کو بھی کچھ بھلا بڑا ہے عشق

چھٹ گیا مال و زر کی فکر سے میں
میرے حق میں تو کیمیا ہے عشق

دیکھکر ناتوان و زار نہ مجھے ۔۔۔ بولے کس سے کہو کیا ہی عشق
خوب کی میری خانہ بربادی ۔۔۔ آفرین تجھکو مرحبا ہی عشق

کچھ کرو فکر آخرت انورؔ
اب ضعیفی مین بدبلا ہی عشق

ردیف کاف عجمی

ہاتھ آئیگا مرے گیسوے جانان کب تک ۔۔۔ اسی الجھن مین رہونگا مین پریشان کب تک
دیدہ و دل سے تمھین آٹھ پہر دیکھتا ہون ۔۔۔ آپ آنکھون سے رہینگے مری پنہان کب تک
تیر اُس ترک کا سینے سے نکلتا ہی نہین ۔۔۔ کھائیگا میرے کلیجے کو یہ مہمان کب تک
خط نکل آنے سے وہ رونقِ عارض نہ رہی ۔۔۔ یہ بھی سچ ہی کہ بہارِ گلِ بستان کب تک
دیکھنے کو ترے ای رشکِ مسیحا دمِ نزع ۔۔۔ روح کو روک کے رکھا تھا یہ ای جان کب تک
دل سے غفلت کی ہوے قافلہ والے ای ۔۔۔ اب مین چھپا کرون یہ خاکِ بیابان کب تک
حشر ہی منتظرِ فتنۂ انداز خرام ۔۔۔ آگیا طرفِ گورِ غریبان کب تک
ورد ہو دل آہ و فغان زخمِ جگر سوزِ درون ۔۔۔ دیکھیئے رہتے ہین یہ جان کے خواہان کب تک

سن کے اشعار مرے کہتے ہین احباب مجھے
انورؔ اب ہوگا مرتب یہ دیوان کب تک

دیدار سے کروگے مسرور یار کب تک
فرمائیے رہون مین امیدوار کب تک

لازم نہین ہوائی گل اتنا گھمنڈ تجھکو
اس حسن کی رہیگی آخر بہار کب تک

ہون نزع مین دکھادی شکل اپنی اے مسیحا
ٹھیری رہیگی تن مین یہہ جان زار کب تک

اے دل نڈر وہ جتنا چاہے ظلم کرلین
آخر رہیگا یہہ ہی لیل و نہار کب تک

مرنے کے بعد آکر وہ لاش پر ہمارے
بولے کہ غش سے ہوگا یہہ ہوشیار کب تک

کر ترک بت پرستی یادِ خدا ہے لازم
اس زندگی کا انور ہے اعتبار کب تک

ردیف کافِ فارسی

تم جو بیٹھے ہو ہم سے یار الگ
دل سے اپنے ہے جانِ زار الگ

دیکھیے کیا ہوا پڑے ہے بل
اُسپہ ہے نشہ کا خمار الگ

اے مسیح زمانہ نزع کے وقت
ہو نہ پہلو سے زینہار الگ

کون بچنے کی اپنی صورت ہے
طپشِ دل الگ بخار الگ

داغہاے جگر کی اے گل رو
سب بہارون سے ہے بہار الگ

دشمن دل مین آفت جان مین
تار الگ غمزہ ہاے یار الگ

دانت دکھلا کے مجکو ہنستے مین
ہے یہہ مضمونِ آبدار الگ

کیا کرون عشقِ زلف ہے انور
دِل پریشان ہے انتشار الگ

نوروز مین جو کھیلا ہے اُس دلربا نے رنگ
خورشید لیکر آیا شفق کو بنانے رنگ

حسرت ہی رہگئی مجھے اسکی جو دلمین تھا
بیرنگ میرا کر دیا آکر قضا نے رنگ

مشکین کسیکی باندہین کسیکو کیا اسیر
پہیلایا ہے نیا تری زلف دوتا نے رنگ

آسے جو کیف مے مین وہ گلگشت باغ کو
دیکھا ہے کس بہار سے بادِ صبا نے رنگ

چادر کی جا پہ پہول چڑہائے مزار پر
بارے دکھایا آج تمہارے حیا نے رنگ

پہولونکا اسکو دیکھتے ہی رنگ اُڑگیا
تھے جمع ورنہ باغ مین اپنا جما کے رنگ

کشتہ کیا جسے اُسے دم مین جلا دیا
مر مر گئی یہہ آکے جو دیکھا قضا نے رنگ

افلاک بہی سیاہ لگا ماہ کو بہی داغ
اسد کیا دکھایا ہے آہِ رسا نے رنگ

انور قلم کو روک غزل کو کر اختتام
کیا کیا دکھایا ہے تری فکر رسا نے رنگ

ردیف لام

فصلِ گل ہے لہلہاتے سنبلستان آجکل
خودشی سے کیا کیا تری زلف نے پریشان آجکل

تری صورت دیکھنے کے واسطے اے خودنما
آئینہ کی طرح سے رہتا ہون حیران آجکل

عاشقوں کے طائر دل قید کرنے کے لئے
پیچ کرتی ہے تری زلف پریشان آجکل

جوش وحشت سے گریبان چاک کر سکتا نہین
ناتوانی نے کیا ہے مجہکو حیران آجکل

کیسے کیسے خال عارض نے دکہائے معجزے
لائے ہین ایمان ہندو و مسلمان آجکل

اے جنون پیراہن گل کی طرح جسے دیکہیے
ہے گریبان چاک اپنا تا بدامان آجکل

پہولے جاتے ہین اپنی شمشاد و صنوبر سرکشی
باغ مین آئے جو وہ سرو خرامان آجکل

دیکہیے کرتا ہے کسکو قتل وہ قتال خلق
ہاتہہ مین رکہا ہے اپنے تیغ عریان آجکل

پہر کسی زلف مسلسل مین میرا دل ہاے پہنس گیا
ہے یہی باعث جو رہتا ہون پریشان آجکل

حسن یوسف بخشتا ہے صاف تیرے چہرے مہوش
منہہ چہپا لیتا جو ہوتا ماہ کنعان آجکل

تنگ رہتا ہے یہ دل سینہ مین قیدی کی طرح
خانۂ تن ہو گیا ہے مجہکو زندان آجکل

یاد لعل لب مین روتا ہون جو اے انور لہو
قطرۂ ہر اشک ہے لعل بدخشان آجکل

شمع رخسار سے تہی تیرے منور محفل
تو نہین ہے تو ہے بے نور سراسر محفل

محفل آرائیون نے تری جمایا یہ رنگ
جا بجا جتنے ہین ہر گہر گہر محفل

وہ نہین بزم سے اٹہتے ہین جو آتے ہین
گرم جو اے مہر لقا رہتی ہے دن بہر محفل

شمع ہے وہ شمع ترا جس سے ہے روشن عالم
کیون نہ اس شمع کی محتاج سہے ہر محفل

تری صحبت سی نہین کوئی صحبت اعلی
تری محفل سی نہین کوئی بہتر محفل

بزم شادی مین کسیدن جو گیا مین بے یار
محفل غم سے ہوئی وہ مجھے بدتر محفل

ساقیا بزم مین رندون کے چلے دور شراب
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

لطف صحبت سے وہ آگاہ نہین کیا جانین
گہر مین رہتی ہین وہ کہاؤن نہین کیونکر محفل

عطر گل ملکے جو محفل مین وہ گل رو آیا
ہوگئی صورت گلزار معطر محفل

تم جو محفل مین نہین آج تو بے رونق ہے
مری جانی مرے پیارے مرے دلبر محفل

تم ہی بتلاؤ کہ محفل سے جو ساقی اٹھ جائے
میکشو کیون نہو پہر بہنڈ سراسر محفل

لطف ہستی کے عدم مین بھی نہین پاتے ہین
مجکو یاد آتی ہے احباب کی اکثر محفل

اور تعریف کرون کیا مین تری محفل کی
نہین دیکھی تری محفل کی برابر محفل

جو ہے منظور نظر وہ نہین پیش نظر
کیون نہ سنسان نظر آئے مجھے پہر محفل

اپنی محفل مین نہ بلوائیے مجھ گریان کو
صاف کردونگا مین رو رو کے مکدر محفل

نقش حیرت تری محفل مین ہین اہل نظر
دنگ ہو دیکھ لے آکر جو سکندر محفل

شش جہت مین بہی مرغوب ہین ساقی مجکو
سبزہ و ابر و مے و شیشہ و ساغر محفل

غیر کی طرح جلے رشک سے شمع روشن
اُس قمر سے رہے انور کی منور محفل

ردیف میم

ایکدن چلیں چمن میں ای گلعذار ہم تم
لوٹیں شگفتہ ہوکر گل کی بہار ہم تم

کی ہے جو تمنے الفت واجب ہی پاس اسکا
ایسا نہو کہ اکدن ہوں شرمسار ہم تم

اچھا نہیں ہی دلمیں رہنا کدورتونکا
بیٹھو نکال ڈالیں دلکا غبار ہم تم

جو جو کہ نیش زن ہیں منہہ انکا ہوگا کالا
آخر ملینگے باہم پھر ایکبار ہم تم

ایک روز تو ہماری تربت پہ آئیگا
تھی زیست اپنی جبتک باہم تھے یار ہم تم

ایسا بھی دور آئے مقسوم سے ہمارے
باہم پھریں شہر میں لیل و نہار ہم تم

انور کے حال پر ہے کچھہ اندنوں عنایت
کہتے ہیں چلکے دیکھیں گل کی بہار ہم تم

ردیف نون

رنگت تری ہی شرم سے نسرین و سمن میں
پھولا ترے جانے سے شگوفہ بھی چمن میں

وقت ہی یار کے مضمون دہن میں
سو وہم کی تعریف سماتی نہ سخن میں

باہر ہو قرینہ سے تو کیا لطف سخن میں
ہی گوہر دندان کی بہا درج دہن میں

تم راستی سرو رواں چلکے دکھادو
خوش قامتی پر سرو اکڑتے ہیں چمن میں

تم جلبے دکھا آئے ہو آئینہ عارض
ہے دیدۂ حیرت زدہ ہر پھول چمن میں

تم جاؤ تو ہو نوع دگر باغ کا عالم — گل پہولین ہزار ونکے تم گلگشت چمن مین

زینت کی نہین حسن خداداد کو حاجت — ہے لاکہہ بناؤ ترے بیساختہ پن مین

پرتو سے نقاب رخ گلرنگ ہو رنگین — مانند چمن رنگ ہے دیوار چمن مین

کیونکر نہ جہکون دیکہہ کے رخ کو تہہ گیسو — واجب ہے نماز آدمی پر چاند گہن مین

سم ہو گیا خال سیہ یار کا بوسہ — تہا زہر بہرا نافہ آہوے ختن مین

ہنستے ہین جو پڑتا ہے عکس دُر دندان — موتی نظر آتے ہین بہرے چاہ ذقن مین

اُس شعلے کے گر وصف مین سرگرم سخن ہون — بتی سی زبان جلنے لگی میرے دہن مین

کہتے ہین وہ لیتا ہو نہین بوسے جہے لپٹ کر — دہبا نہ لگے دیکہو کہین سیب ذقن مین

بوگل کی پریشان ہوئی غنچے سے نکل کر — ضائع ہوئی وہ بات رہی جو نہ دہن مین

تیرے لب لعلین پہ نہین خال نمایان — نکلا ہے سہیل ایسی بہت دلخواہ یمن مین

اسرار حسینون کا نہین رہتا ہے پنہان — برباد ہوا کرتی ہے بوگل کی چمن مین

جلد بدن زار ہے سوزن زدہ کاغذ — یہہ نشتر مژگان کا تصرف ہے بدن مین

نالے کئے اس گل کی محبت مین بہا تک — دم بہول گیا بلبل شیدا کا چمن مین

جسم اسکا ہے گویا مئ گلرنگ کا شیشہ — خون جلد سے آتا ہے نظر صاف بدن مین

یاد قد محبوب مین آنکہون مین ہماری — مد الف آہ ہے ہر سرو چمن مین

کیون پیرہن گل کی طرح پھٹتے ہین کپڑے
اے جوش جنون کیا مرے کانٹے ہین بدن مین

منہہ گیسوؤن نے ڈہانپ کے دیتے ہین وہ بوسے
کہلتی ہے گرہ دل کی میرے چاند گہن مین

بندش ہو تکلف کی جو بستہ ہون معانی
کچھہ بہی تو نیا لطف ہو مضمون کہن مین

حلقے مین بہم حلقۂ زنجیر کی صورت
کیا سلسلہ ہے یار کی زلفون کی شکن مین

دیتا ہے قسم موسم گل میرے جنون کو
جامے کا رہے تار تو ہو صرف کفن مین

نقاش سے اُس شوخ کا نقشہ نہین کہنچتا
شک موے میان مین ہے سخن تنگ دہن مین

ڈرتا ہون بہت آپ کی رفتار ہے کج کج
بٹا کہین لگ جائے نہ صاحب کے چلن مین

بڑہجائیگی چہیڑو نہ مجہے چپ ہو صاحب
فوارے کی صورت ہے زبان میری دہن مین

گو پیر ہون دلمین ولے عشق جوانی
ہے جوہر تازہ میری شمشیر کہن مین

دامن مین جو لی یار نے پہول سمن کے
مین سمجہا کہ کافور ہے مردے کے کفن مین

انور کو ترانی نہ سُنا بلبل شیدا
کافی ہے خیال بت خودکام چمن مین

گر آئے نہ نظر سے ضعیف و زار ہون مین
اُٹہونگا گر کے نہ پہر آنسوؤنکا تار ہون مین

یہہ عشق چشم بتان نے نحیف و زار ہون مین
پڑے جو بار نظر ہی تو سنگسار ہون مین

جنون نے وحشی بیباک کر دیا ہے مجہے
کبہی ڈرون نہ اگر شیر پر سوار ہون مین

وہ خاکسار ہون آئی کبھی نہ یہہ دلمین — کسی جلو مین پیادہ ہون یا سوار ہون مین

کیا نہ مرکے بہی سودائے عشق زلفِ سیاہ — اِس اژدہے کا لحد مین ہی یار غار ہون مین

صفائی گوہرِ دندان دکہائیے مجہکو — جہانمین طالبِ مضمون آبدار ہون مین

پڑی نہ مجہپہ کسی ترکِ خوبرو کی نگاہ — شکارگاہِ جہان مین زبون شکار ہون مین

مدام کاٹتا ہون انگلیان ندامت سے — گناہگار ہون یا طفلِ شیرخوار ہون مین

نہ ذبح کر مجہے صیاد اسیر رہنے دے — کہ جس سے جال کی رونق ہی وہ شکار ہون مین

قدم بڑہیگا نہ میرا وہ امتحان تو کرین — مثالِ کوہ محبت مین استوار ہون مین

زیادہ حد سے اُٹہیگا نہ کہینچیگا ناز — کمر سے آپکے بہی ناتوان و زار ہون مین

اسیرِ الفتِ مژگانِ چشمِ یار ہون مین — جہان مین پنجۂ شہباز کا شکار ہون مین

کسی کی عالمِ مستی مین مین نہین سنتا — عجیب رنگ کے گلگون پہ اب سوار ہون مین

بغیر درد نکلتا نہین کوئی آنسو — رگِ بریدہ کے مانند اشکبار ہون مین

جو دے خدنگِ نگہہ کو وہ رخصتِ پرواز — فلک پہ طائرِ قدسی کہے شکار ہون مین

خراشِ ناخنِ غم سے یہہ حال ہی انور

ہزار جا گلِ تر کی طرح فگار ہون مین

مہر و مہ راحتِ جان دعِ روان کہتے ہین — لوگ کیا کیا تجہے ای جانِ جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو رواں کہتے ہیں
زلف کو سنبل گلزار جناں کہتے ہیں

حال کھلجائے جو انصاف سے دیکھے کوئی
جو ہماری ہے زباں اسکو زباں کہتے ہیں

کھپکے جاتے ہو کہ آئینگے پھر آتے نہیں تم
کہو اس بات کو کیا اے مری جاں کہتے ہیں

حرف قرآنکے مٹیں خشک ہوں جتنے ہیں کہاں
ابہیں نادانوں کو قیامت کا نشاں کہتے ہیں

کوئی کہتا ہے ستمگار دل آزار کوئی
لوگ کیا کیا تجھے اے آفت جاں کہتے ہیں

مہر کہتے ہیں کبھی شمع کبھی شعلہ کبھی
تمکو کیا کیا نہیں ہم سوختہ جاں کہتے ہیں

گوش گل تک ترے نالے نہیں جاتے بلبل
گونج اٹھے چرخ سے فریاد و فغاں کہتے ہیں

نوک نیلی تیری پلکیں ہیں جنہیں اے چشم
مرہم آزار زمانی کی سناں کہتے ہیں

نہ بھڑک ہمسے تو اس بات پر اے تند مزاج
رخ کو شعلہ تیری زلفونکو دہواں کہتے ہیں

کوئی دشنہ کوئی خنجر کوئی کہتا ہے ہلال
سہم کر ہم تری ابرو کو کماں کہتے ہیں

تیرا ثانی نہیں اے طفل حسیں دنیا میں
جان عالم کی تجھے پیر و جواں کہتے ہیں

گر پڑوں مثل نظر دیکھ تو مونہہ سے کہدے
کسکو کہتے ہیں گڑھا کسکو کنواں کہتے ہیں

ہم ہیں بیمار مسیحا تمہیں کہتا ہے جہاں
تم سے اس واسطے ہم درد نہاں کہتے ہیں

میں تو اے نور نہیں ایذا کے سوا کچھہ واقف
لوگ راحت کسے اے اہل جہاں کہتے ہیں

بیٹھتا ہی اگر تو خردمندانون مین
سخن خوب کو رکھہ مثل گہر کانون مین

ہیفت افلاک سے راحت کی توقع ہی عبث
نعمت غم کے سوا خاک ہے ان خوانون مین

آنکھین دکھلاتا ہی بوسے کی طلب پر ہردم
آج اغیار نے کچھہ پھونک دیا کانون مین

چشم جانانکا نہ چھوڑا دل وحشی نے خیال
یہہ ہرن ساتھہ رہا میرے بیابانون مین

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھہ کے زخمون کو مرے
ابہی باقی ہی نمک اور نمکدانون مین

اور بہی ٹوٹتا ہی دل جو کبہی آتی ہے
نالۂ بلبل شیدا کی صدا کانون مین

واہ کیا رنگ ہی کیا روپ ہی کیا جوبن ہے
آدمی آپ سا دیکھا نہین انسانون مین

مین نہ کہتا تہا کہ ہین آپ مسیحائے زمان
آپ کے آتی ہی جان آگئی ہی جانون مین

کچھ نہ چشم تصور سے اُسے دیکھین گے
تم نہین اسکا رہے یار نگہبانون مین

بہ نہین وہ رند میسر ہے ولکو ہوش نکے سحر
آئی جب قلقل مینا کی صدا کانون مین

اٹھ نہین شہر سے لیجیل ہوئے صحرا مجھے
کیا ہی کانٹون کے سوا خاک بیابانون مین

دل نہ دونگا تمہین جبتک کہ نہ دوگے بوسہ
ایسا کیا آپ مجھے سمجھے ہین نادانون مین

[illegible] دیکھا جو ہمین کہنے لگا
مجکو بدنام کروگے کہین مہمانون مین

[illegible] ہوتی ہی جدا ک با نجھ
لطف ملتا ہی جو پڑھتا ہون خوشنوانون مین

شیفتہ بلبل نالان کی طرح ہوتا ہون
دیکھتا ہون جو کرن پہول تیرے کانون مین

تم سا اعجاز نما کوئی نہین دنیا مین
ہاتہہ رکہدو تو پڑے جان مری پانون مین

محفل یار مین کیون ساتہہ کسیکے جائین
قدر مہمان طفیلی نہین مہمانون مین

راحت عیش ہر آفاق مین دیوانون کو
گذر غم نہین ہوتا کبہی نادانون مین

ترک کر گوشۂ عزلت کو جو منظور ہے قدر
لعل و یاقوت کی توقیر نہین کانون مین

کیون نہ ہر بات پہ لغزش ہو زبان کو الکو
کہولنا منہہ نہین آسان سخندانون مین

غارت پہ حسین جو چہوٹتے ہین
سلطان و گدا کو لوٹتے ہین

نیلام مین دل جو لیتے ہین وہ
کوڑی کوڑی پہ چہوٹتے ہین

ہے امن جہان مین بے زری سے
رہزن بہی غنی کو لوٹتے ہین

دل چہینتی ہے صفائے دندان
دُزدانی ہمکو لوٹتے ہین

مجہکو شب ہجر ماہرو بین
تارے تا صبح لوٹتے ہین

اس رشک قمر کے دیکہنے سے
داغ دل لالہ چہوٹتے ہین

کوچے سے عشق کے ہٹین گے
میدان مردون سے چہوٹتے ہین

کم رہتا ہون ستم جو ہو کسیپر
روتا ہون جو پہول ٹوٹتے ہین

اس ماہ کی دیکہکر صفا کو
دہبے کلفت کے چہوٹتے ہین

دل چھینتی ہین تمہاری آنکھین | ہمکو یہہ ترک لوٹتے ہین

چاہتے ہین داغ عشق تا زیست | دیجیے یہہ مرکے چھوٹتے ہین

پیکان کی خلش سے مٹتے ہین داغ | یہہ پہل برچھی سے لوٹتے ہین

شیشہ کی طرح بتون کے پیمان | دن مین سو بار ٹوٹتے ہین

دل لیتے ہین خال زیر ابرو | کافر کعبے مین لوٹتے ہین

بیٹھے ہین بناؤ کرکے برہم | رہ رہ آئینے شانے ٹوٹتے ہین

تم گہر مین بلا کے لیتے ہو جان | مہمان کو کہین بہی لوٹتے ہین

کہہ کر ہو عشق و عاشقی ترک | لیکے یہہ بشر سے چھوٹتے ہین

زلفین بکہرا کے لیتے ہین جان | رہزن شب کرکے لوٹتے ہین

کیا توڑ ہے ناوک نظر کا | چھاتی کے کواڑ ٹوٹتے ہین

اسکے لب سے برابری کی | یاقوت کہرل مین کوٹتے ہین

رہتی ہو دراز گیسوؤن کی | اس سے نہین بندہ کی چھوٹتے ہین

رہزن آنکھین ہین ٹھگ ہین گیسو | یہہ مارتے ہین وہ لوٹتے ہین

تجرید حصار عافیت ہے | عریان کو کہین بہی لوٹتے ہین

دل لیتے ہین خال ناف معشوق | رہزن نخچیر مین لوٹتے ہین

آہِ دلِ عاشقان سے انور
ساتون افلاک ٹوٹتے ہین

مین ناتوان کہان غمِ عشق بیان
ایک کاہ سے اُٹھیگا کوہِ گران کہان

جاتا ہے مجکو چھوڑکے اے جان جان کہان
طفلی سے تیرے ساتھ ہے پھرا ہون کہان کہان

پہلے سے کیون نہ آئی عیادت کو میرے آپ
اب عرضِ حال کی مجہے تاب و توان کہان

صیاد میری گھات مین دشمن ہے باغبان
لیجاؤن اس چمن سے مین آشیان کہان

آتا ہے جی مین اس دلِ نالان کو پھونکدون
اسنے مجہے ذلیل کیا ہے کہان کہان

گردش ہے یہہ ہی بخت کی اپنے کہ نامہ بر
نامہ ہمارا لیکے پھر آیا کہان کہان

کس سے کہون گذرتی ہے جو اپنی جان پر
ایسا کوئی شفیق کہان مہربان کہان

بلبل کے نالے سنکے میرے دل مین درد ہے
میری طرح سے پھنس گیا یہہ بے زبان کہان

سوزِ درون کی میرے خبر دوستون کو کیا
آگاہ سوزِ شمع سے اہلِ جہان کہان

مرغِ سحر کی سنتی ہی آواز اُٹھ گئے
مین پوچھتا ہی رہ گیا صاحب کہان کہان

آئے عدم سے جائین گے پھر جانبِ عدم
دنیا کی سیر کرلین پھر آئینگے یہان کہان

یہہ کونسا محل تھا شبِ وصلِ یار تھی
مرغِ سحر ہی بول اُٹھا ناگہان کہان

تمکو یقین نہ آئے تو پہلو کو چیر کر
زخمی ہے دیکھیئے دلِ شیدا کہان کہان

بحر الم مین ڈوبے مین گے عاشق ہزارہا
جاتے ہوا و ڈہے چادر آب روان کہان

انور عبث تلاش مین اُسکی ہو تم خراب
جو بے نشان ازل سے ہو اُسکا نشان کہان

جستجو مین نہین کرتا تری دلبر کسدن
مہر کیطرح سے پہرتا نہین گہر گہر کسدن

بدلی مجہپر نہین اُس شوخ کے تیور کسدن
نہ چلایا عاشق جانباز پہ خنجر کسدن

جلوہ فرما ہو وہ خورشید مرے گہر کسدن
دیکہئے اپنا چمکتا ہے مقدر کسدن

وصل کی شب سے مئی ناب پلا اے ساقی
کام آئیگا ترا شیشہ و ساغر کسدن

دل کو رہتی ہے شب و روز یہی بیتابی
نامہ لیکر مرا پہرتا ہے کبوتر کسدن

قطرۂ خون بہی نہ نکلا رگ سودا سے مری
سیکڑون ٹوٹے نہ فصاد کے نشتر کسدن

رتبۂ شاہ و گدا عشق مین یکسان ہے ہا
نہ بچہا بوریہ مسند کے برابر کسدن

ہر گہڑی ابروے خمدار چڑہا رہتا ہی
کہلتے ہین دیکہئے اس تیغ کے جوہر کسدن

نام تو سنتے ہین ساقی مئی گلرنگ کا ہم
دیکہئے ہوتی ہے یہ ہمکو میسر کسدن

تیرے دانتونکو مین تشبیہ بہلا کس سے دون
آب مین انسے مقابل ہوے گوہر کسدن

قتل عشاق پہ ہے جبسے طبیعت مائل
یار کے کوچے مین رہتا نہین محشر کسدن

گردش بخت سے حاصل نہوا وصل صنم
کوچہ یار مین کہائے نہین چکر کسدن

وصل کا اُسنے جو اقرار کیا مینے کہا
اس عنایت کا سزاوار ہی انور کسدن

ہر انامل یار کو جو خط کی بہی تحریر مین
یہہ بہی تہا لکہا ہوا شاید مری تقدیر مین

تشنہ کامانِ شہادت کی ہے جو حلق تر
آبداری خوب ہے قاتل تری شمشیر مین

آپ شاہِ حسن ہین اور مین بہی ہون سلطانِ عشق
آپ سی کچہہ کم نہین مین عزت و توقیر مین

باندہکر خنجر جو آیا گہر مین میرے وہ صنم
مینے یہہ جانا اجل آئی مری تدبیر مین

خوب آیا وقت پر اے غیرت عیسی تو آج
ایک رمق ہے جان باقی عاشقِ دلگیر مین

شکوہ جور و ستم جسدم کیا کہنے لگے
کیا کرین ہم یونہین تہا لکہا تری تقدیر مین

اے پری تیری بدولت اب تو یہہ عالم ہوا
ہتکڑی ہے ہاتہہ مین اور پانون ہین زنجیر مین

کل تلک تو بات ہی تجکو نکر آتی تہی یار
آج دیکہا اور ہی عالم تری تقریر مین

یونہی مضطر ہے پہنس کے دل زلف مسلسل مین تری
جسطرح ماہی طپان ہو دام ماہی گیر مین

قتل کا اس ترک اپنے کچہہ نہین انور کو غم
غم یہی ہے بل نہ پڑ جائے تری شمشیر مین

بُرا کہو مجہے عاشق ہون کچہہ حجاب نہین
کلام سخت سے دیوانے کو ملال نہین

قمر کی شکل ترا روئے بے مثال نہین
اُسے زوال ہے اِسکو کبہی زوال نہین

ہمارے پہلو مین جب ہے وہ خوش جمال نہین
سوائے غم کوئی اپنا شریک حال نہین

وہ بت ہے میرے پہلو مین میرے دلکی طرح
خدا سے اسکے سوا اور کچھ سوال نہین

کسی سے ظلم و ستم آپکے نہ اٹھہ سکتے
میرے دل ہے کہ جو مجھکو کچھ ملال نہین

وہ اسقدر مری صورت سے ہٹتے ہین پرے
مین اپنے مرتا ہون اگر میرا خیال نہین

چمن کی سیر کو جاتے ہو ساتھ غیرون کے
مرے ملال کا تمکو ذرا خیال نہین

زمین پہ آئے ہین جو جائین گے زمین کے تلے
خدا کی ذات کو لیکن کبھی زوال نہین

جو اسکے پیچ مین آیا گذر گیا جی سے
بلائے جان ہے تیرے گیسوؤن کا جال نہین

فراق یار نے ایسا کیا ہے زار و نحیف
کسیطرح مجھے جینے کا احتمال نہین

ریاض دہر مین شمشاد و سرو ہون لاکھون
تمہارے بوٹے سے قد سا کوئی نہال نہین

صفائی دل نے بنایا ہے مجکو آئینہ
جو بد بھی ہو میرے بر رو تو کچھ ملال نہین

نہ پی لہو کو میرے اے غم فراق حبیب
کسیکا خون کسیکے لئے حلال نہین

کسیکی چھین کے دولت نہ دے فلک مجکو
حرام مال کا کہانا کبھی حلال نہین

طریق عشق مین کچھ اغنیا کی قدر نہین
ذلیل و خوار ہے وہ جو خراب حال نہین

نہ ڈر میرے دل پر خون سے اے ہلال حبیب
تری جگہ ہے زمین صف قتال نہین

ہماری آنکھہ کو سیری نہ دید سے تشنگی
بہرا کبہی شکم کاسہ سوال نہین

خدا کا نام ہے وِردِ زبان اگر انور
تو کچھہ بہشت مین جانا مجھے محال نہین

ملو ملو نہ ملو اسکا کچھہ خیال نہین
کوئی جہان مین کیا او خوش جمال نہین

گناہ کرتے ہین لیکن کچھہ انفعال نہین
بتون کے عشق مین اللہ کا خیال نہین

یہہ آرزو رہی پوچھے کبھی وہ شاکی مسیح
بتا تو عارضہ کیا ہے جو تو بحال نہین

نکل چکا تیری لفونکے پیچ سے دل زار
بلا کے جال سے چھوٹے کوئی مجال نہین

خدا کے واسطے اسکو نہ توڑ اے شیشۂ حسن
ترے گدا کا ہے دل کاسۂ سوال نہین

میری نظر مین جو ہین بیثبات راحت و رنج
غمِ فراق نہین شادیِ وصال نہین

کمر پہ ہاتھہ جو رکھتے ہو قہر کرتے ہو
یہہ تار بال سے باریک ہے کچھہ خیال نہین

جستجو مین عشق کے دل ہو تلف ملال نہین
قمار باز کے نزدیک قدرِ مال نہین

اِسی مہم مین ہے گم عقل بادشاہونکی
وصال یار کا ہے تدبیر ملک و مال نہین

ستم سے ظلم سے کیون چہپاتے ہے دلکو سپر
وہ بت خدا نہین کچھہ قبضہ کا مال نہین

بتونکا سبزۂ خط ہے بلا کا دام فریب
خضر بھی پیچ کے نکل جائین یہ مجال نہین

تمہاری آنکھہ کہان دیدۂ غزال کہان
حریف ساغر جم کاسۂ سفال نہین

جو مانگتا ہون بوسہ تو یار کہتا ہے
یہہ ہمسے بے ادبی کچھہ تجھے خیال نہین

کلام سخت سے کیون توڑتے ہو دلکو میرے
شکست خاطر بیمار کا خیال نہین

صدف کے مونہہ کو بھی بھرتا ہے موتیون سے خدا
یہہ وجہ ہے کہ اُسے عادت سوال نہین

پس فنا بھی یہہ زور آوری غم عشق
کفن ہین تیرے شہیدونکا خونسے لال نہین

نہ دیکھہ ابروخوش خم کو آئینہ مین یار
اُلٹ پڑے جو یہہ سیفی تو کچھہ محال نہین

کہان ہم یار کا کرتے ہو اعتبار اکثر
فریب کہاتے ہو رہزن کا کچھہ خیال نہین

یارب یہہ بہار آئی پہونچا جو چمن مین
روشن ہو شمع مینا ندیمون کی انجمن مین

آب گہر سے بہتر حسن و صفا ہی تو ہین
خلقی ہو مثل صندل بو یار کے بدن مین

گر ہین عزیز دشمن اسکا نہین تعجب
یوسف کو بھائیون نے کیا دکہہ دئی وطن مین

کیا وقت رز کا ساقی جلدی مجہے کہا رہا ہے
وہ مرد ہم نہین جو آئین فریب ظن مین

جلوہ دکہاتے ہین وہ پردے مین عاشقونکو
ضو ہے رخ قمر مین گل ہین یک چمن مین

داغونکا اپنے کشتہ جبکو سمجہتے ہین وہ
دو پہول موتیا کے رکہہ دیتے ہین کفن مین

ایسا گہولا دیا ہے سوز تپ الم نے
مثل حباب ہڈی باقی نہین بدن مین

چاہت نے خط سبز کے عاشق کو جبکے مارا
اس زہر نے بلا کی تاثیر کی بدن مین

سیکھے گلون نے کوئی یہان شیوۂ نوکری
عمر اپنی کاٹتے ہین یہہ ایک پیرہن مین

دنیا کی مین ہے انکا ہاتھون نے نازکی کے
پہولون کی سیج پر بہی کانٹے چبہتے بدن مین

چہرے پہ خون رواں ہے اشک گلگون کے
قدار سے چہوٹتے ہین کیا عشق کے چمن مین

بیچ دیا ہمین لاغر مثل حباب ہون مین
سینے مین ہی شمع جان ہے فانوس پیرہن مین

اغیار کو جو دیکہا ساتہہ اسکے ہم یہہ سمجہے
کانٹے بہرے ہوے ہین یوسف کے پیرہن مین

صدقے کا یہہ پیرہن پہول کیتکی کے
گلدستہ جنان کا تہا اس گل کے بدن مین

سامان آخرت مین ہوتا نہین تکلف
نکلتے نہین مصالحے شاہون کے بہی کفن مین

جب سے پسند ہمکو آئی ہے خاکساری
رہتے ہین مثل انگرمٹی کے پیرہن مین

محفل مین اس حسینکی افور فغان نکرنا
رہتے ہین چپ ادب سے شاہون کی انجمن مین

جو شغل مے کرے وہ آفتاب پانی مین
یقین ہے مچھلیان ہووین کباب پانی مین

پیون نہ اشک کے ہمراہ خون دل کیونکر
ملاکے پیتے ہین اکثر شراب پانی مین

کہین نہ لطمۂ بادِ اجل فنا کر دے
بہت نہ سر کو اٹہائین حباب پانی مین

رخ اپنا دیکہ کے آئینہ مین لگے کہنے
یہہ ماہتاب ہے یا آفتاب پانی مین

کوئی گہڑی نہین فرصت ہے رونے سے انور

مین کسطرح لکھون خط کا جواب پانی مین

ای حسین تو بھی نہا دھو کر نکھر برسات مین
صاف رہتے ہین بہت شمس و قمر برسات مین

نوجوان ہوتے ہین بڈھے بیشتر برسات مین
راست ہوتی ہے کمانون کی کمر برسات مین

آے وہ دریا اُتر کر میرے گھر برسات مین
کیا مرے رونے نے دکھلایا اثر برسات مین

آ کسی شب ای بت رشک قمر برسات مین
لے غریق بحر الفت کی خبر برسات مین

ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین اُس گل کو ہر برسات مین
بادلون کی طرح رہتا ہے سفر برسات مین

گل کھلاؤن خونفشانی سے اگر برسات مین
سانولی کوسون تلک آئے نظر برسات مین

گریۂ عشاق سے روپوش ہوتے ہین حسین
منہہ چھپاتے ہین شمس و قمر برسات مین

ابر رحمت کے کرم سے نوجوان ہین چمن
باندھتے ہین سبز پوشی پر کمر برسات مین

اپنے اپنے وقت پر ہر شی کی ہوتی ہے بہار
موسم سرما مین اس ابر تر برسات مین

گرم و سرد ہجر آفت ہے کہون کیونکر نہ مین
گرمیو مین الامان اور الحذر برسات مین

کیا کہون برسات مین بے یار کیا رہتا ہے رنج
آسمان روتا ہے میرے حال پر برسات مین

میرے رونے سے ملایم کیون نہ دل اُس گل کا ہو
نرم ہو جاتی ہے شاخ خشک ہر برسات مین

جوش اشک چشم عاشق کو ہے پیغام اجل
ہوتی ہے شدت وبا کی بیشتر برسات مین

مین ہی بھیجا نکل آیا ہے بدلی سے قمر
وہ اندھیری مین چھپ آئے میرے گھر برسات مین

اسی خیال ناز میں روتا ہوں تو دل سے نجات
لوگ تو پردیس سے آتے ہیں گھر برسات میں

بادلوں کی طرح پھٹ جاتا ہے صدمہ سے جگر
ہے تمہارے منہ برستا ہے اگر برسات میں

جانتا ہوں جب میں آ تو رجو گاتے ہیں ملار
صاحب ماتم ہوئے ہیں نوحہ گر برسات میں

ہم اُس محفل سے پکڑ کر جو ان کا باہر نکلتے ہیں
رقیبوں کے لئے جب شیشہ و ساغر نکلتے ہیں

خدا ہی دیکھئے اب اسمیں کیا کیا شر نکلتے ہیں
رقیبوں کے لئے ہمراہ وہ اکثر نکلتے ہیں

خدا محفوظ رکھے ان بتوں کے دام الفت سے
پھنسے جو اسکے پھندے میں وہ پھر مر کر نکلتے ہیں

اگر وہ بت شرارت سے جلائے کیا تعجب اسکا
عیاں ہے سب پہ پتھر سے شرر اکثر نکلتے ہیں

بھلا کیا کبک کا منہ جو اڑالے چال اُن کی
قیامت ڈھاتے ہیں جب وہ قدم باہر نکلتے ہیں

یقین ہوا ہے میرے نخل تمنا میں ثمر آئے
سنا ہے وہ چمن کی سیر کو اکثر نکلتے ہیں

عجب برگشتہ قسمت ہوں جب آتے ہیں وہ میرے گھر میں
وہی شکوے پرانے اور وہی تیور نکلتے ہیں

ہماری ذبح میں اللہ اکبر کسقدر کد ہے
چھری رک جاتی ہے چلنے میں تو خنجر نکلتے ہیں

بھلا وہ حال لے میرے واقف کسطرح ہونگے
نہ ہم وہاں تک پہنچتے ہیں نہ وہ باہر نکلتے ہیں

صدا ہے الحفیظ و الامان آتی ہے ہر سو سے
برائے قتل جب یہ ترک غارتگر نکلتے ہیں

اٹھا دیجئے نقاب رخ کسی دن یا کسی شب تو
بھلا دیکھیں تو ہم شمس و قمر کیونکر نکلتے ہیں

بہت آرام و آسائش ہے شاید کنج تربت میں
جو سو جاتے ہیں اسمیں پہر نہیں اٹھکر نکلتے ہیں

خفا ہو کر وہ جب سے اٹھ گیا یہ حال ہے اپنا
کبھی جاتے ہیں گھر میں اور کبھی باہر نکلتے ہیں

ہمارے روز و آہ دل سے یہاں نہ ہیں رہتا ہے
فلک پر مثل شب دیکھو ہی یا اختر نکلتے ہیں

جو ہیں نا اہل وہ کامل نہیں ہوتا کسی صورت
گلی تلوار میں ہرگز نہیں جوہر نکلتے ہیں

زوال حسن ہی حیرت فزای خلق ہے انکا
نہیں خط رخ پہ اس آئینہ سے جوہر نکلتے ہیں

نہیں انور ہمیں پرواز کی امید اسیری میں
ہمارے بازوؤں میں ٹوٹنے کو پر نکلتے ہیں

دل پھنسا ہے حلقہ زلف بت بے پیر میں
رہتی ہے میری گھڑی الجھی ہوئی زنجیر میں

کسطرح دیکھیں شہ عاشق کو نگاہ تیز سے
کاٹا ہوتا ہی نہیں ہے ہاتھ کی شمشیر میں

وصل کے سائل کو دیتا ہی نہیں کہلکر جواب
پیچ ہے گیسوی پیچاں کی طرح تقریر میں

واہ ری تاثیر عشق زلف جنبے یار سے
جب کبھی مطلب کی کچھ بل پڑ گیا تقریر میں

زخمی تیغ نگاہ یار بچتا ہی نہیں
ہے بجھاوٹ زہر کی شاید کہ اس شمشیر میں

دیکھکر ایک بات میں دل کو لبھا لیتے ہو تم
موہنی ہے آنکھ میں جادو ہے کیا تقریر میں

ماجرا درد جدائی کا ہماری جب لکھا
شق ہوا سینہ قلم کا بھی رقم تحریر میں

بھیجنے نفس عشق کے صحت مقدر میں نہیں
جان جائیگی طبیعت کی سی تدبیر میں

جسنے دیکھی اُسکی صورت نقش حیرت بنگیا
بہر دیا کیا رنگ صانع نے کلی تصویر مین

مجکو دیکہی کہہ کے یا تہا ابرو پہ سوتا ہی وہ کک
بیشتر دینے سے بل پڑجاتا ہی شمشیر مین

تیرے کوچہ مین رہینگی رات دن خونریزیان
دم ہی باقی جب تلک قاتل تری شمشیر مین

طائر نکہت ہرن رہ لیگا جنون مین مجکو کون
قید ہوتی ہی نہین ہرگز صدا زنجیر مین

منہہ بگڑنے پر بہی ظالم طلسم کا پانی ہا
آگرہ بنجاے جو دندانے پڑین شمشیر مین

زینت ظاہر سے واقف ہی نہین جوہر حلق
کیسے کنگہی کی ہی زلف جوہر شمشیر مین

تیری انگشت حنائی سے یہہ ہوتا ہی عیان
بہر گیا ہی خون کسی عاشق کا دستی تیر مین

بات ہم کچہہ کہتے ہین تم گالیان دیتے ہو کیا
غصہ آجانا نہایت عیب ہی تقریر مین

مانی و بہزاد نے دیکہا جو نقشہ یار کا
چیپتے دو نو کسطرح کہنچین وہ ہن تصویر مین

آسمان پر کیون نہو تیرا دماغ اے ماہرو
چاہنے والا تہا انور سا تری تقدیر مین

ڈہونڈنے انکو جب نکلتے ہین
سر سے ہم مثل مہر چلتے ہین

نالے اس بت کے سامنے ہین فضول
ایسے پتہر کہین پگہلتے ہین

جہوٹے اور ون سے کیجئے وعدے
ہم سے بہی آپ چال چلتے ہین

ہے جو منظور میری پامال
ایک نئی چال روز چلتے ہین

منہہ ہی جب اُنکے ہم لگاتے ہین | ہاتھہ ہاتھہ کیا کیا رقیب ملتے ہین
الفتِ قد کا یاس ہے انجام | پہولتے ہین نہ سرو پہلتے ہین
لڑتے ہین بات بات پر مجھہ سے | عطر فتنے کا جب وہ ملتے ہین
سختیان ہجر کی اُٹھین کیونکر | کہین ٹالے سے کوہ ٹلتے ہین
آنکھہ جس سے ملی ہلاک کیا | کیا نگاہون کے تیر چلتے ہین
سبہنے اک دن کہا تہا رشکِ قمر | رات کو اس لئے نکلتے ہین
تنگ خوبون کو ہے نکہت سے | پہول کپڑے نہین بدلتے ہین
دل سے کیا جائے عشق گلرو کا | ایسے کانٹے کہین نکلتے ہین
پہیل جاتا ہے نور گلیون مین | جب وہ مثل قمر نکلتے ہین
عشق دندان مین تہوکتے ہین لہو | ہیرا کہایا ہے لعل اُگلتے ہین
بزم رندان مین شیخ شہر نہ آ | دیکھہ عمامے یہان اُچہلتے ہین

کہبی صاف اُسکے گال ہین یا تو
جن پہ پائے نظر پہسلتے ہین

خواب مین گر رخ جانان دیکھون | نہ سوے مہر درخشان دیکھون
گر خط عارض جانان دیکھون | نہ چمن مین گل و ریحان دیکھون

ہے یہی صبح شب ہجر دعا | پھر نہ روے شب ہجران دیکھون
وہ پریشان مین زلف کے نیند آئی ہے | کیون نہ مین خواب پریشان دیکھون
ٹکڑے کیونکر نہ کرون وحشت مین | مین کرن آنکھون سے گریبان دیکھون
رو کے آنکھون سے بہاؤن دریا | ہجر مین نوح کا طوفان دیکھون
دھن ہے سودے مین یہہ مجھ مجنون کو | ایک نیا روز بیابان دیکھون
ہون وہ مشتاق شہادت خوش ہون | قتل کا اپنے جو سامان دیکھون
دیکھون گر چہرہ رنگین اسکا | پھر نہ مین سوے گلستان دیکھون
عشق مین اس رخ رنگین کے | آنکھین پھوٹین جو گلستان دیکھون
ہے نظر مین میری چشم سیاہ | کیا سوے چشم غزالان دیکھون
لب جانان کا جو نظارہ کرون | نہ کبھی لعل بدخشان دیکھون

غیر کو اپنی طرح اے انور
یہہ ہمت ہے کہ نالان دیکھون

گھر مین وہ شوخ بے حجاب نہین | اپنی منزل مین ماہتاب نہین
دور ہے منع بچپن کا می سے اب | محتسب کو بھی اجتناب نہین
رکھون ناسور قلب مین پچکیا | پتہ شیشۂ شراب نہین

حسن خط عین حسن عارض ہے
حاشیہ خارج کتاب نہین

واہ رے یار شرمگین کا خیال
پردہ دل مین ہے حجاب نہین

رشک دل کے غبار سے پہنچے گذر
موتیون مین ہمارے آب نہین

دل سے بے معرفت ہو خاک عزیز
قدر شیشہ کی ہے شراب نہین

عشق و ندان مین ہو سکے جو عزیز
آبروئے دُرِ خوشاب نہین

یار کیا لے دل شکستہ کو
کام کی کشتی خراب نہین

نالہ عاشق کا کس شمار مین ہے
مد کبھی داخلِ حساب نہین

خوب ہو ترک عشق پیری مین
اب سے مستیِ شباب نہین

کیا مزہ ہے جو تم جلاتے ہو
دل عاشق ہے کچھہ کباب نہین

خط تقدیر کا گلہ ہے عبث
اس نوشتے کا کچھہ جواب نہین

بوسہ دیکر نہ کیجیے ظاہر
ایسے دینے کا کچھہ ثواب نہین

روشِ بت سے کیون ہو ہے نہان
شاہد غیب بے حجاب نہین

نفس بد کے ہین مطیع یہہ انسان
ایسے دشمن سے اجتناب نہین

حیرتی یار کے نہین ہوتے
آنکھہ مین آئینہ کے خواب نہین

خاکسارون مین صاف طینت ہین
کس جگہہ زیر خاک آب نہین

توبہ توڑونگا دیجیئے تو شراب
یہہ طلسم آپ کا حجاب نہین

مصحف عارض صنم کے سوا
ایک ورق کی کوئی کتاب نہین

قصر جانان ہے شہر خاموشان
کتنا چلائیے جواب نہین

میرے گھر ہجر مین یہہ ہے اندھیر
دن کو بھی نور آفتاب نہین

خوبرو بے حجاب رہتے ہین
رخ خورشید پر نقاب نہین

ٹھنڈی آہون سے گرم ہین آنسو
عین سرما مین سرد آب نہین

ہے بجا عذر نارسائے آہ
وہان دعا تک بھی مستجاب نہین

ہے یہہ سرکار حسن اُسکی بخیل
کوئی ناکام کامیاب نہین

دل ویران ہے جلوہ گاہ حبیب
کس خرابے مین آفتاب نہین

کسی خوشرو کا ہے یہہ گل تکیہ
سر عریان سے آفتاب نہین

ہاتھہ کیا اُسکے سینے تک پہونچے
جو کہ محرم سے بے حجاب نہین

یاد رخ ساتھہ ہے جدہر جاؤن
کس جگہہ سر پہ آفتاب نہین

عشق کامل کو چھوڑ پیری مین
اب سے مستی شباب نہین

نیند اُڑائی ہے اب شکیبائی نے
آپ کیونکر عدو سے خواب نہین

بڑھ گئی ہے زبان چپ رہئیے

الفور اب لائق خطاب نہین

عطر اُس گل کے لگاتا ہون مین
سوتے فتنہ کو جگاتا ہون مین

پاؤن پڑتا ہون مناتا ہون مین
نہین آتے وہ تو جب تا ہون مین

دل کو زلفون مین پہنساتا ہون مین
کیا نئی لاگ لگاتا ہون مین

قتل مین میرے اگر ہے جلدی
ہاتہہ پر سر لئے آتا ہون مین

مہندی ملواتا ہے مجہہ سے وہ شوخ
رنگ اب اپنا جماتا ہون مین

ڈر یہہ ہے چہین نہ لے وہ عیار
اس لئے دل کو چہپاتا ہون مین

کشمکش باندھے ہی ہے ہنا شب وصل
یہی آنکہون کو سوجہاتا ہون مین

آرزو ہی رہی اتنا نہ کہا
صبح یا شام کو آتا ہون مین

داغ دل کے میرے خواہان ہین حسین
کہوٹے پیسے کو چلاتا ہون مین

انتظاری مین ہوئی ختم یہان
بولے تہے شام کو آتا ہون مین

اپنے قاتل کا تصور ہے مجہے
موت کو اپنی بلاتا ہون مین

داغ دیتا ہون مین اپنے دل کو
کعبہ مین آگ لگاتا ہون مین

کیا مجال آپ کو دیکہے کوئی غیر
پردے آنکہون کے لگاتا ہون مین

قتل کر ڈالیگا گر جاؤنگا
اس لئے جان بچاتا ہون مین

وصل کا کرتا ہون پیغام اُسنے — بخت خفتہ کو جگاتا ہون مین

سرو کو دیتا ہون اس قد سے مثال — اسکو جہنڈے پہ چڑہاتا ہون مین

کچہہ حکایت نہین حال شب ہجر — دل سے سنیئے تو سناتا ہون مین

خون ملکر میرا بولا وہ شوخ — مہندی ہاتون مین لگاتا ہون مین

تیرے دروازے سے اے بت بجزا — کہین آتا ہون نہ جاتا ہون مین

ہے وہ گل رو میرے گہر مین انور
نہین اب پہولے سماتا ہون مین

آنا تو کیا ہے رخ بہی وہ کرتے ادہر نہین — افسوس میری آہ مین کچہہ بہی اثر نہین

آیا نہ کس لئے میری میت پہ وہ مسیح — شاید کہ میرے مرنے کی اُسکو خبر نہین

کس درجہ خشک سالی ہے اسال دہر مین — یہانتک کہ چشم عاشق مضطر بہی تر نہین

حسن وجمال یار کا اللہ رے فروغ — چڑہتے نگاہ پر میرے شمس و قمر نہین

کسی مین بتکدہ مین ہی کی مدتون تلاش — دیکہا تو ایک جا بہی وہ بت جلوہ گر نہین

جاتا ہون آج قتل کرے یا جواب دے — کچہہ اپنی جان کا مجہے خوف و خطر نہین

مستغنی کردیا ہے خدا نے کریم نے — وہ ہمتین ہین پاس تمنائے زر نہین

اتنا [illegible] جلکے کری اُس سمع سے — ہم مرگئے پر آپکو اتبک خبر نہین

اب آج لیجاؤنگا تمہین اپنے گہر ضرور
سر اپنا پہوڑ ڈالون کہا تمنے گہر نہین

کیون سب نہ بوسہ لب و دندان چاہین
کسکو جہان مین خواہش لعل و گہر نہین

کرتے ہین وصل مین بہی وہ باتین ملال کی
عنقا ہوا ہون دلکی میری کچہہ نظر نہین

جاتا ہون اُٹھکے اُس گل رعنا کے قصر پر
بلبل کیطرح ہائے میرے بال و پر نہین

فرہاد کی طرح سے مین کیون جاؤن کوہ پر
کیا سر کے پہوڑنیکو تیرا سنگ در نہین

کچہہ دیر بیٹھیے تو کرون عرض حال دل
یہ داستان طویل بہت مختصر نہین

وہ تیغ میرے واسطے رکہتے ہین تو پاس
سمجہا ہوا ہون مین بہی کہ ایکروز ہی نہین

ٹہکرا کے چلتے ہو میری تربت کو پاؤن سے
اب بہی مزاج آپکا کچہہ جسم پر نہین

طول شب فراق مین انور یہہ بار بار
کہتا تہا کیا سبب ہے جو سحبت گہر نہین

عرش پروازی ہے میرے نالۂ شبگیر مین
پر فرشتونکے لگا ہے مین مگر اس تیر مین

عمر بہر سودا نہ خوش چشمون کا دل سے کم ہوا
پڑگئین دو چار کڑیان ہر برس زنجیر مین

خاک دیدار بت کی چشم عاشق حیران ہوگئے
نور سے جاری ہے پتلی دیدۂ تصویر مین

شیفتہ ہوتا ہے زلف عنبرین یار کا
پیچ پڑجاتا ہے جب انسان کی تقدیر مین

ہے تصور خانۂ زندان مین کسکی زلف کا
رہ رہ پڑجاتی ہے کیون الجہن میری تحریر مین

عشق خال عارض جانان مین غم کہا یا کیا ۔ ایک تل بہر رزق لکہا تہا میری تقدیر مین

استخوان پر میری آ بیٹہا کمان سے چہوٹکر ۔ کیا ہما کے پر مین تیر انداز تیرے تیر مین

کون دیکہے جنبش ابروے قاتل کی طرف ۔ موت آتی ہے نظر چلتی ہوئی شمشیر مین

منصب دنیا سے بوی فقر آتی ہے مجہے ۔ اے فلک دی مجہکو بہی اصل زمین جاگیر مین

اس سخن پرور سے کیا کوئی مقابل ہو سکے ۔ منطقی کو کون قائل کر سکے تقریر مین

خاکسارونکی توجہ کیمیا سے کم نہین ۔ قلب ماہیت کری ہے خاصیت اکسیر مین

آسمان پر ہین فرشتون کی زیارت گاہ ہے ۔ حسن ہے پیدا اسکے روے پاک کی تصویر مین

کردیا دیوانہ کس کان ملاحت نے مجہے ۔ روز لگجاتی ہے بولی خانہ زنجیر مین

کیا برابر خلق مین خود سند رکہتا ہے خدا ۔ خوبرو کو حسن مین درویش کو اکسیر مین

تیر ہی بیتابی تیر مژہ گر دیکہ لے ۔ ماہی بے آب دم ہو سینہ نخچیر مین

پہانس لیتا ہے ذرا سی بات مین انسان کو ۔ کس بلا کے پیچ ہین عیار کی تقریر مین

شمس کے مانند گہر گہر جہانکتا پہرتا ہے روز ۔ محو ہے انور کسی محبوب کی تصویر مین

دل خدا نکو کیا یاد دلستان دیکہین ۔ بڑے ملال جہا جڑا ہوا مکان دیکہین

صفا ہو دل ہو تو راز نہان عیان دیکہین ۔ ایک آئینہ مین طلسمات دو جہان دیکہین

نگارخانۂ گلزار خلد کو بھولیں
سجا ہوا جو فرشتے تیرا مکان دیکھیں

مرض مریض محبت کا کچھ نہو معلوم
ہزار نبض طبیب مزاجدان دیکھیں

تم اپنا پاؤں دکھاؤ تو ہوں یہہ پامال
فقیر دست سخی کو نہ مری جان دیکھیں

مدام رہتا ہے منظور خوش نگاہوں کو
نظر کی تیغ سے عالم کو نیم جان دیکھیں

شراب تلخ سے بھی تند ہے مزاج بتاں
کہاں تلک انکے یہہ مدحور کا سمان دیکھیں

تپ علاج نہیں کوئی سخت گوئی کا
ہوئیگا منہہ نہ کبھی زخمی زبان دیکھیں

خیال زلف سے کیونکر نہ بھاگ کر سوئیں
کریں گریز تو دل مبتلا جہان دیکھیں

زوال حسن میں یوں اونکو دیکھ رہے ہیں ہم
خزاں میں باغ کو جسطرح باغبان دیکھیں

قمر میں شمع میں نور نظر میں ہے موجود
تمہاری جلوہ گری کو مردم کہاں کہاں دیکھیں

دہن پہ یار کے کیونکر نہو دلوں کا ہجوم
مسافروں کا ہجوم ہے جہاں کنواں دیکھیں

ہم آج آہ کو دیتے ہیں رخصت پرواز
ہمارے تیر کا بھی تو نشانہ آسمان دیکھیں

نظیر ہیں جو نہاں بے ثبات راحت و رنج
نہ ہم بہار کو دیکھیں نہ ہم خزان دیکھیں

بہت دنوں سے سحر بیدار ہی رات ہے اوپر
تمہاری تیغ کا منہہ ہم بھی اے بتان دیکھیں

وہ ہم نہیں ہیں جو بھائیں تمہاری آنکھوں سے
سرشک خون نکل آئیں جو زعفران دیکھیں

تمہیں نہ ناز کا شاید خیال آجائے
یہہ خندہ ہو انکو نہ گلشن میں ارغوان دیکھیں

یہہ خوش خطونکی محبت مین خشک کر اے عشق
قلم کیطرحسے ہمنے استخوان دیکھین

ہر رنگ خانۂ نقاش ہجر مین کب تک
ہر ایک موی شو اپنے خونفشان دیکھین

ہماری آہ سے بہاگین نہ کسطرحسے رقیب
مگس ٹہرین وہان جس جگہہ دہوان دیکھین

لیا شباب مین عشق بتان نے زرد ہمین
بہار مین بہی ستم ہے کہ ہم خزان دیکھین

نظارۂ بت کم سن کرین نہ ہم کیونکر
نہال نو کو توجہ سے باغبان دیکھین

دعاے وصل صنم مانگتے ہین کیا قبول
یہہ کام وہ نہین ہے جسکو ہم روان دیکھین

شہید ہون تو ملے رنگ سرخروئی کا
لبونپہ زخم کے ہم خون سے رنگ پان دیکھین

یہہ سرنوشت مین ہم دلجلونکے لکہا ہے
کہ سر پہ دود جگر مثل آسمان دیکھین

فراق یار مین انور یہی ہے پیش نظر
سرشک چشم کی تسبیح کو روان دیکھین

دل مقید ہو گیا زلف بت بے پیر مین
جاکے دیوانہ پہنسا ہے عرش کی زنجیر مین

گلرخون کے رنگ اڑتے ہین تبسم سے مگر
نور خورشید قیامت ہے تری تصویر مین

کہینچتا ہے زلف جب نقاش روے یار کی
پیچ پڑجاتے ہین موی خامۂ تصویر مین

عشق ابرو نے کیا ہے اسقدر جینا تنگ
ڈوب مرئیے جہان ہے آب دم شمشیر مین

مدتون ہمکو رہا سودا نئی الفت سے یار
ہو کرین کہا کی ہین برسون کو نہ زنجیر مین

ابتدا ہے عشق مین معلوم تہا انجام کا
بگڑی ہی ہر تدبیر کچھہ آتا خلل تقدیر مین

میرا نالہ کان تک پہونچا نہ اُس بت کے کبہین
کون کہتا ہے کہ ہوتی ہے رسائی تیر مین

سیکڑون ہی عشقبازونکے فنا ہوتے ہین دم
جان ستانے کے ہین جوہر یار کی شمشیر مین

عشق کاکل کی کشاکش مین دل صد چاک ہے
ٹہوکرین کہاتا ہے شانہ کوچۂ زنجیر مین

دل نہ اُس بت کا پسیجا میرے حال زار پر
تونے کوتاہی کی اے آہ رسا تاثیر مین

کہینچ لیجاتا ہے دل بیٹہے ہے اے ناوک فگن
کیا کسی مجذوب نے جڑ دی ہے پیکان تیر مین

یا الٰہی تر نہو دامان قاتل وقت قتل
خون میرا ہو جذب پانی کیطرح شمشیر مین

گل کہلاتی ہے عجب رنگین بیانی یار کی
پہول جاتا ہے میرا دم سامنے تقریر مین

صورت پر نور جانان کا اگر پڑجاے عکس
منہ نظر آنے لگے آئینۂ تصویر مین

رنگ پر ہو کیون نہ حسن اُس نوجوان معشوق کا
آبداری خوب ہوتی ہے نئے تصویر مین

شعلہ رنگ رخ دلبر نہ اے نقاش کہینچ
لگ اُٹہے گی آگ موے خامۂ تصویر مین

عاشقون پر وار قاتل نے لگاے اسقدر
چلتے چلتے دم نہین باقی رہا شمشیر مین

تازہ دم آکے نظر کہولا مرقع جس گہڑی
رنگ ہے خون شہیدان میری تصویر مین

خون تہکوایا مجہے حسن ملیح یار نے
سودۂ الماس نکلا یہ نمک تاثیر مین

کہاتا ہین ہے دل نہانی کے نگاہ چشم یار
ترک غارتگر ہے بیٹہے لوٹ کی تدبیر مین

دل مین طاقت ہو تو نالہ لامکان کے پار ہے — سخت ہے جیسی کمان اتنا ہو پلہ تیر مین
یون وصال سیمتن محبوب کی ہے مجکو فکر — جسطرح رہتا ہے مفلس مال کی تدبیر مین

نقش ہر کشش تنگ ہے لوح حصیر قصر سے — دیوانے قیدی کیا ہے مینے اس زنجیر مین
قفل گل ہے سکۂ داغ جنون لب پر نہین — سال کا توڑا ہوا اسکے میری جاگیر مین

گیسوے جانان سے تب ہوتا ہے انور سلسلہ
پیچ پڑجاتا ہے جب انسان کی تقدیر مین

جب جسے اُسکے رخ روشن کا ہے جلوا دلمین — داغ دل ہو گئے ہین دیدۂ بینا دلمین
چشم جانانکی جو تاثیر ہو پیدا دلمین — داغ سودا ہو گل نرگس شہلا دلمین

سوز داغ غم فرقت کا بیان کیا کیجے — آگ مجمر کی طرح رہتی ہے گویا دلمین
اسقدر حسن خداداد پہ رکھتا ہے گھمنڈ — وہ صنم جانتا ہے مہر کو حربا دلمین

خار ہوتا ہے تیرا غیر سے ملنا ہمکو — گل چڑھی کیون نہ پری ای گل رعنا دلمین
ہمکو بھی یار کے رہنے کا پتا ہے معلوم — ڈھونڈھ لاینگے اُسے کعبے ہو یا دلمین

اپنی رسوائی ہے یوسف کا پھٹا کر دامن — اتنی بھی بات کو سوچی نہ زلیخا دلمین
الفت کاکل محبوب نے مارا آخر — اس تپیچے کا سدا رہتا تہا کھٹکا دلمین

ہجر مین یار گل اندام کے کیا پوچھتے ہو — خار غم سینے مین ہے داغ تمنا دلمین

خود بخود ہاتھہ دل آزاری عاشق سے اٹھا
کہ ستمگر کو برا کہتی ہے دنیا دل مین

دل جو روشن ہو خیال رخ نورانی پر
کوکب صبح قیامت ہو سویدا دل مین
خال ہی سوزش غم سے کرۂ ناری کا
خشک ہو جائے جو بالفرض ہو دریا دلمین

قبر جمشید پہ جمشید سے پوچھے کوئی
ہے یہان بہی ہوس دولت دنیا دلمین
مشک و نافہ مین بہلا تل کو ترے کیا کہنا
بات کو پہلے سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

چشم بے نور کہان دیدہ پر نور کہان
قرص خورشید کرے انکو اندہا دلمین
ناتوان ہون مین غم عشق سے چہتا نہین
خون دل لے کے ہوا ہے یہہ توانا دل مین

ہر جگہہ دیدہ تر تاریک بخار غم عشق
دیدہ تر مین دہوان ہوتا ہے دریا دل مین

عقل حیران ہے انور کرون کس کسکا علاج
صورت غنچۂ گل زخم ہین صدہا دل مین

خط نمایان نہین اُس شعلہ سے رخسار مین
رنگ دکہلائے اگر عاشق پروانہ کا خون
رگ گل سی ہے کمر پیچ نہ پڑ جائے کہین
[illegible] رنگ پسینا ہے جو اس گلرو کا
ہم ہین کیا مال جو رسوا ہوئے ہین عشق [illegible]

دانۂ خال دہوان دیتے ہین انکار نہین
پیڑ لالے کے اوگین یار کی دیوار نہین
ڈال گردن مین نہ ہر بوجہ بہت بار نہین
رہتی ہے پہول کی بو بہتی ہوئی ہار نہین
کہینچ لایا ہے پیمبر کو بہی بازار نہین

جلوۂ تازگی ہر آن دکھاتی ہے بہار
طرفہ نیرنگ ہے اُن پھولسے رخسارون مین

دے اگر بلبل شیدا کو خدا خطِ سودا
سب گلستان کو لکھے باغ کی دیوارون مین

مین وہ بیکس ہون کہ شیگے مجھے جلاد جو قتل
پھوٹ کر روئینگے چھالے مجھے تلوارون مین

ہوے گل شمس و قمر سیل بگولے دریا
سب یہہ ہین ارض و سما پر ترے آوارون مین

کتنے ہین ہمدم او دنیا مین جو ہین نازک طبع
نہین ہوتی ہے صدا آنسوؤن کی تارون مین

لغزشِ پا کے نالے نہین کرتے کبھی زنجیر کی طرح
رسم ہے یار کی زلفون کے گرفتارون مین

کیون نہ آنکھون سے بہا دین صفِ مژگان کو شکر
سیل کر دیتا ہے جاروب کشی غارون مین

عشق ہووے نہ اگر در پئے رسوائے حسن
کوٹھے پہ تکو نہ کبھی گل بکین بازارون مین

نقش کو اصل کی جا پہ نہین ہوتا ہے فروغ
طرہ دیکھا نہ کبھی شمع کا دستارون مین

مرغ دل پھنس ہی گیا دیکھا جو سودا خط کا
کشش دام سیہ رنگ ہے ان خارون مین

دیکھیے جسکو اُسے زلف کا سودائی ہے
ایک زنجیر ہے لاکھون ہی گرفتارون مین

قتل عشاق ہو موقوف کہ چلتے چلتے
ابتو دم بھی نہین قاتل تری تلوارون مین

خوف سے کاتب اعمال کے چپ ہون اخوند
بول سکتا نہین اخبار کے ہرکارون مین

یہی ہے دور تیون کا اگر زمانے مین
کرینگے دخل خدائی کے کارخانے مین

گرے جو وقت تبسم کے پرتو دندان — چراغ طور کی ہو روشنی زمانے مین
بجا ہے کہتے ہین خورشید اگر تجھے شاعر — ترے جمال سے ہے روشنی زمانے مین

خدا نے الفت گیسو سے دی نجات مجھے — کمی نہ کی تھی بلانے گلا دبانے مین
چھپاؤ گر رخ روشن کو زلف شبگون سے — تو غل ہو چاند گہن کا ابھی زمانے مین

بچائے گرمی خورشید سے فلک کسکو — رکی نہ اوس سے بھی جب اُسکے شامیانے مین
جو قصہ حوادث کہے میرے فسانۂ غم کو — تمام سال محرم رہے زمانے مین

مین ضعف سے نہین ہلتا ہون بے اعانت غیر — مثال مہرۂ شطرنج ہون مین خانے مین
دم اشتیاق سے لب پر ہی دل تڑپتا ہے — خدا کے واسطے کیجے نہ دیر آنے مین

دکھا دو چہرۂ رنگین کو باغ مین چلکر — لٹاؤ کانٹو نپہ گل دم کو آشیانے مین
فقیر رہتے ہین جو مایہ دار نام کو ہین — نہ دیکھے لعل و گہر جو من کے خزانے مین

گلا جو ظلم کا کرتا ہون اُنسے کہتے ہین — ہماری کیجیے فریاد جا کے تھانے مین
نہ ہو نکونتا بسی ڈرگا تیسے سہتا ہے دل — کبھی کمان تو یہ ناوک ہے پر نشانے مین

کلیجہ آتا ہے مُنہ کو جو صبر کرتا ہون — بتو یہ سنگ ہی بہاری بہت اُٹھانے مین
رہی بہی پرتو دندان یار سے شب وصل — تجلی گوہر شب چراغ خانے مین

ستی مین کرتے ہین تعلید جب سر آتش گل کی — وہین گھر بیٹھتے ہین عشقیون کے شکرانے مین

چھٹے ستارے جو افشان کے روی انور سے
فلک نے ٹانک لیے اپنے شامیانے مین

جوش وحشت مین جنون سے مجھے کچھ باک نہین
غیر عریانی دامن جسم پہ پوشاک نہین

کاہ کی تاب ہی ہوا سے تو یہ اڑجاتا ہے
وحشی آہو ہی ترا توسن چالاک نہین

سمجھین ہم غیر کی کیا کیا کہین اپنے دلکی
طاقت نطق نہین قوت ادراک نہین

دیکھتا جسکو ہون وہ حال مین اپنے ہے مست
گردش جام سے کم گردش افلاک نہین

کس طرح جامہ سے باہر نہ کرے عالم کو
تنگ و چست ایسی ترے جسم پہ پوشاک نہین

دل مشتاق شہادت کا اشارہ ہے یہی
کاٹ لے اپنا گلا گر کوئی سفاک نہین

پیرہن سے مرے آثار جنون ہین پیدا
ٹکڑے دامن ہی گریبان اگر چاک نہین

سبزہ خط نہین نکلا ہی رخ رنگین پر
گلشن حسن مین اسکے خس و خاشاک نہین

میرے اشکون سے نظر آتا ہی ہر سو پانی
ربع مسکون مین نشان کرہ خاک نہین

چشم فتان سے ہوا ہی تہ و بالا عالم
کونسی جا ہے جہان گردش افلاک نہین

اپنی عریانی سے ہے زینت ازاد انور
قامت سرو کو کچھ حاجت پوشاک نہین

جو مئی پلانے کی تکلیف گلعذار کرین
شراب خوار ہین کو زاہد بھی اختیار کرین

شب فراق مین گر نالہ ہاے زار کرین
جو ہم تکلف ظاہر کو اختیار کرین

ستم کسی پہ جو خوبان گلعذار کرین
جو بات بات مین ضد تیری طرح یار کرین

خدا ہم آنکھون سے کیونکر نہ تیری یاد کرین
چو نظم وصف دہان و میان یار کرین

نمود اپنی اگر موے خط یار کرین
جگر کو جان کو دل کو اگر اجازت ہو

چھٹے نہ ربط تمھارا طفل شیر خوار کی طرح
وہ تیری زلف کو چاہین جو اپنے سہنے کو

سیاہ خط رخ رنگین پہ تیرے ہو جو نمود

جو تجکو ہووے غرور شکوہ حسن و جمال
محال ہے جو ہوتی اصل سے درشتی کا

اجل ہے عشق مین زلف سیہ کے کاش آجاے
نہ دل سے جائیگا عشق بتان شعلہ رخان

نشان صبح قیامت کے آشکار کرین
عبیر جیب قبا خاک کوے یار کرین

اسیر سلسلۂ زلف تابدار کرین
خلاف طبع تیرے جو ہوا ختیار کرین

یہہ وہ بیرن ہین کہ جو شیر کو شکار کرین
تعدد تنگ فکر سے عنقا کو ہم شکار کرین

گل بہشت کے دلمین جگہہ یہہ خار کرین
فدا کرین تیرے صدقے کرین نثار کرین

جوان و پیر جو فکر تان کار کرین
سواد کو چہ زنجیر اختیار کرین

نگاہ تمکو کا دشمن سے پائمال غبار کرین

کلاہ کج نہ تیرے آگے تاجدار کرین
رفو نہ چاک کبھو آنسو مونکے تار کرین

کہنا جتنک انہو ہی غم کو زہر مار کرین
جلائین آگ مین یا مجکو سنگسار کرین

حذر کرو میرے نالون سے اے بتو ورنہ
یہہ تیر وہ ہین کہ پتھر سے بھی گزار کرین

جو اپنے دست جنونکو ہو شوق جامہ دری
قباے صبح قیامت کو تار تار کرین

وہ رشک ماہ جو شبدیز کو ذرا چھیڑے
خجل ستارون کو بھی ذرۂ غبار کرین

جلوس خسرو گل ہووے پھر گلستان مین
شگفتہ خاطرون کو اہل روزگار کرین

پہن کے پیرہن پھولون کی لے کے شیشہ و جام
سبیل بادۂ گلرنگ گلعذار کرین

بہار آئی خزان جاے پھر شراب پیجیے
چمن مین بیٹھہ کے ہو حق شراب خوار کرین

یہہ التماس ہے انور جناب باری مین
چمن مین پھول کھلین چہچہے ہزار کرین

مجکو دیدار بت ہے پیر کی حاجت نہین
یہان تصور دل مین ہے تصویر کی حاجت نہین

حق سے کچھہ سیم و زر و اکسیر کی حاجت نہین
فقر کا منصب ملے جاگیر کی حاجت نہین

چاک رکھتا ہو جنون تدبیر کی حاجت نہین
یہان گریبانکو گریبان گیر کی حاجت نہین

جو بہادر ہین ازل سے وہ نہین محتاج تیغ
حرکت چرخ پیر کو شمشیر کی حاجت نہین

جو کہ اعلی ہین نہین محتاج اسفل کے کبھی
شمع مہر و ماہ کو گل گیر کی حاجت نہین

حال بیتابی کا معشوق پہ انور ہے عیان
عاشقون کو نالۂ شبگیر کی حاجت نہین

کیا شمشیر ابرو نے تیری قبضہ صفاہان مین
لب لعلین نے تیرے سکہ بٹھلایا بدخشان مین

جنون نے کر دیا ایسا سبک بار تعلق سے
نہ دامن میں ہے پر باقی نہ تار اپنے گریبان میں

دکھا دے جلوۂ رخسار و گیسو وہ اگر اپنا
پڑے رخنہ بنائے مذہب گبر و مسلمان میں

کیا ہے عشق میں کس سینۂ نورانی کو چاک اسکو
شعاع مہر کا عالم ہے ہر تار گریبان میں

غبار راہ تیرا جبسے آغوش چشم پہونچا ہے
نہیں بکتا ہے سرمہ خاک کی قیمت صفاہان میں

گریبان پھاڑنا دست جنون تجھکو مبارک ہو
قدم باد بہاری کا پھر آتا ہے گلستان میں

عزیز دل اگر رکھتا نہیں ہے خوش جمالوں کو
کیا کیوں وصف حسن ماہ کنعان حق نے قرآن میں

نہ الجھا ایکدن خار چمن میرے بھی دامن سے
رہا بے رنج مثل بوے گل میں اس گلستان میں

وبال جسم جان ہوتی ہے ایسا دم الجھتا ہے
الجھتا ہے کبھی شانہ جو اسکی زلف پیچان میں

نکلتا دم نہیں ہے جسکی ایذا میں اٹھاتا ہوں
مجھے بھی یار کی شمشیر شاید آب حیوان میں

گیا اس عمر گھر میں اٹھا کر ہجر کے صدمے
ریاضت سے کیا میں نے گذر گلزار رضوان میں

وہ دیوانہ ہوں میں رخصت جو سنکر غل مچانے کی
قیامت تا کہ زنجیر سے ہو جاوے زندان میں

فلک دل تنگ مجھکو ہمیشہ سے دکھاتا ہے
رلایا پیر کنعان کو فراق ماہ کنعان میں

نہیں محتاج زینت حسن ذاتی خوش جمالوں کا
بنا ہے منہ ہی زیبا کبھی غنچہ مہر درخشان میں

کیا ہے میری وحشت نے جو اسپر تنگ صحرا کو
کھٹکتا ہے نہیں مجنون بیدہ غول بیابان میں

نہیں ملتا پتا تیرا نہ اے غنچہ دہن ہم سے
رہا آوارہ مثل بوے گل شہر و بیابان میں

گلوی شعلہ طوق دود پیچان مین نظر آیا
سپند فتیلہ لگایا اُسنے جو اپنی تار گریبان مین

قیامت ہو گئی کس کسپہ ہی خورشید ولا دے
بیاض صبح محشر سے تیری چاک گریبان مین

رخ پر نور دکہلا کر کیا ہے قتل جو اسنے
فروغ مہر ہے ہر ذرہ خاک شہیدان مین

تصور مین لب گیسو کی عمر اپنی گذرتی ہے
ختن مین رات کو رہتی ہیں ہم دنکو بدخشان مین

نہین گیسوی مشکین ہے رخ رنگین پہ اے انور
دہوان پیدا ہوا ہے آتش گل کا گلستان مین

حلقے زلفون کے وہ بناتے ہین
دیکھیے کتنے پہانسی پاتے ہین

خشک ہین سوز غم سے دیدۂ تر
آنکہہ رونے مین اب چراتے ہین

اس جفاجو کے کوچہ مین گر آئے
چور کے پاؤن لڑکہڑاتے ہین

اپنی خونریزیو نپہ ہین معترو
آنکہہ میرے رخ سے لڑاتے ہین

جان دیتے ہین جو کہ دنیا پر
بیوفا کا فریب کہاتے ہین

سمجھے ہین عکس غیر کا شاید
آنکہہ آئینہ سے چراتے ہین

ہون وہ دیوانہ پری کہ چراغ
غول گہر مین مرے جلاتے ہین

رخ روشن ہے اپنے مد نگاہ
آنکہہ خورشید سے لڑاتے ہین

شعلۂ رخ کے عشق سے دل کو
شیشہ آتشین بناتے ہین

تو وہ محبوب خوش جمال ہے یار — ماہ رو تجھپہ داغ کہاتے ہین
کرتے ہین ہم غبار دل کا بیان — خاک اِس بحر مین اڑاتے ہین
ہوگا شبخون کسی کا مدنظر — مسی مل کر جو پان کہاتے ہین

انور انکو ہے گر پری کا عشق
مجکو دیوانہ کیون بناتے ہین

ورد قرآن کا پوجا نہ وضو کرتے ہین — زہد مین خالی خم و جام و سبو کرتے ہین
خود فراموش ہین ہم یاد مین جسکی قاصد — یہہ تو کہیو وہ بہی ہمین یاد کبہی کرتے ہین
سانس لیتے نہین ہم عشق بہت نازک طبع — حبس دم مثل حباب لب جو کرتے ہین
جتنا چاہا ہوا نہین یہہ دشمن جان ہتے ہین — دوست ہو کر یہہ حسین کار عدو کرتے ہین
بند کرتی ہے جو دم تیرگی شام فراق — یاد ہم روشنی صبح گلو کرتے ہین
سیکہی ہے گل ہے روش جامہ دری کی ہمنے — ہم وہ ہین چاک گریبان کو رفو کرتے ہین
جب سے ہے حکم نہ وحشی کوئی کپڑے پہاڑے — خار سے ہول تمنائے رفو کرتے ہین
چاندنی ساری زمانے مین چہٹک جاتی ہے — شب کو جگنو جو بتان زیب گلو کرتے ہین
گرم ہوتی ہین پہر گئی ہین جلاتی ہین سب مجہے — روز پیدا نئی ایک شعلہ کی خو کرتے ہین
مست رکہتی ہے کسے نرگس مخمور کی یاد — ہم تو میخوار ہیان بے جام و سبو کرتے ہین

لکھتے ہیں سورۂ اخلاص کی تفسیر تمام
خط جو ہم یار کو تحریر کبھی کرتے ہیں

آنکھیں پھوٹیں تیری منہ پھیر کے فرمائیں
دیکھنے کا جو انہیں قصد کبھی کرتے ہیں

فاتحہ پڑھنے کو تربت عاشق پہ یہ دید
کب سے سنتے ہیں کہ آتے ہیں وضو کرتے ہیں

اسکی تصویر کی تعریف نہیں ہو سکتی
بی زبانی کا گلا خامۂ مو کرتے ہیں

رند مشرب ہیں طہارت ہی نہ یہاں قید نماز
نہ تو کرتے ہیں تیمم نہ وضو کرتے ہیں

مو برابر نہیں کھچتی تیری تصویر کمر
دقتیں سیکڑوں ہی خامۂ مو کرتے ہیں

رات لیلیٰ کو میرے ہجر کو دن کہتے ہیں
اہل انصاف جو انصاف کبھی کرتے ہیں

ہو گئی سیری تری جلوے سے نہ انور کو کبھی
چشم آئینہ سے دید آئینہ رو کرتے ہیں

عاشقوں میں ترے گر ننگ ہوں میں
ایسے جینے سے بہت تنگ ہوں میں

آخر تجھ قدر میری لازم ہے
صورت کوہ گراں سنگ ہوں میں

ایک صورت پہ نہیں رہتا ہوں
کسی نافے کا گر رنگ ہوں میں

واکمشی گھات میں کیوں پھرتے ہیں
کیا کوئی مرغ خوش آہنگ ہوں میں

ٹھوکریں کھاتا ہوں رہگیروں کی
ریگزاروں کا مگر سنگ ہوں میں

نام سے لوگ حذر کرتے ہیں
سخت دیوانہ بے ننگ ہوں میں

چلون ایک پانون سے گر یار بلائے | مثل پرکار کے گو لنگ ہون مین
پیچھے لپٹتا ہون پتنگون کی طرح | شمع رو لایق سر چھنگ ہو نہین

نہ کرین دفن احبا انور
تیغ بیداد کا جو رنگ ہون مین

ڈھونڈھتا ہون پر کوئی ملتا حسین کامل نہین | دل کا دینا تو میرے نزدیک کچھہ مشکل نہین
میرے یوسف خوب ڈھونڈھا چارسوئے مین | تیرا ثانی کوئی بھی حسن و شمائل مین نہین
کوئی گل سنتا نہین ہر چند یہہ نالے کرین | خاک بھی تاثیر فریاد عنادل مین نہین
سنکے غل دل اُس بت سفاک کا جاتا ہے ہل | بی اثر نالہ کوئی میرے سلاسل مین نہین
منفعل کرتا تھا نالے دل سے مانند جرس | دیکھتا تھا قیس جب لیلی کو محمل مین نہین
موج دودِ آہ ہی نظرون مین میری تو شمع | ہون وہ مے کش گرچہ تلخ بادہ محفل مین نہین
قتل کرتا ہی جسے کرتا ہی اسکو بے نشان | ایک بھی کشتہ کی تربت کوچۂ قاتل مین نہین
حال نیرنگ جہان اسمین ہی آتا ہی نظر | جام جم مین کیا ہی جو آئینہ دل مین نہین
جیسے دیکھا ہی تجلی جمال یار کو | صورت تصویر مین ہوش اہل محفل مین نہین
کیا کریگا ہمکو وہ سیراب آب تیغ سے | پانی ٹپکاتا کبھی جو حلق بسمل مین نہین
تیرے قد و کبر سے ہی قلب خاکی کو فروغ | کچھہ حقیقت سرو صنم اس میرے گل مین نہین

ضعف سے جنبش نہیں انگشت شانے کی طرح — خط لکھوں کیا یار کو طاقت انامل میں نہیں

ہمکو یہہ منصور کی بانگ انا الحق سے کھلا — کچھہ ندامت کر سوا دعوی باطل میں نہیں

جو چمک تیرے کف پا میں ہی خورشید و — روشنی دیکھی وہ ماہ کامل میں نہیں

کس لیے ہو دن انور میں آسکے روبرو روشن گل
مہر و مہ تو اور حسین ہی جس کے مقابل میں نہیں

چھیدتے دل کو یہاں خار رہا کرتے ہیں — پاس اس گل میرے اغیار رہا کرتے ہیں

کوئی سنتا نہیں اندھیری فریاد میری — سب کے سب اسکے طرفدار رہا کرتے ہیں

پھر ہر یک سو سے ہیں ہنگامے خریدار انکے — اندنوں وہ سر بازار رہا کرتے ہیں

اپنی جانبازی سے شہرت ہی جہاں میں اپنی — دل چلے جو ہیں نمودار رہا کرتے ہیں

اپنے گھر میں ہی کبھی ضعف سے ٹلتے نہیں ہم — صورت نقطۂ پرکار رہا کرتے ہیں

فرصت آرایش گیسو سے نہیں ملتی انکو — چال میں اپنی گرفتار رہا کرتے ہیں

ڈھونڈتے ہی رہتے ہیں معشوق جدا آرام — جنس عمدہ کے خریدار رہا کرتے ہیں

صورت شمع شب ہجر گلے کے میرے آ — صبح تک آنسوؤں کے تار رہا کرتے ہیں

کسی صورت سے تپ عشق کی گرمی نہ گئی — پھپھالے لب پہ میرے وہ چار رہا کرتے ہیں

تاکہ بیماری دل دور ہوا پنی انور

اُنسے بوسہ کے طلبگار رہا کرتے ہین

بیقدر کیون نہ دِل ہو خمِ زلفِ یار مین
آئینہ کب عزیز ہوا زنگبار مین

لختِ دلِ حزین نہین اشکونکے تار مین
یاقوت کی لڑین ہین یہہ موتی کے تار مین

وہ عندلیب ہون چمنِ روزگار مین
دل خوش کیا نہ خوفِ خزان سے بہار مین

پہنتی کبھی ہے یہہ سرِ پستانِ یار پر
رکھا ہے غنچۂ گل حسنِ انار مین

ہو مشتعل جو آتش رخ اسکے باغ مین
شعلے ہون شمعِ طور کے گل شاخسار مین

مژگان مین لختِ دل ہین رہے چھد وہان
وہان گل مین خار ہین تو یہان گل ہین خار مین

اُس گل سا ایک پھول نہین باغِ دہر مین
رہتا ہے ذکر بس یہی ا قود ہزار مین

بر چمن کس طرح سے مین راہ اگر پیدا کرون
اپنی الفت کا تو انکے دلمین گھر پیدا کرون

طایر کم بخت ہوگا کون مجھسا دوسرا
تو ڈرے صیاد اگر مین بال و پر پیدا کرون

ہون مین وہ ثابت قدم کیونکر تیغِ یار سے
شمع کے مانند اگر سو بار سر پیدا کرون

آگے جاتا ہر صباحت رنگ رُو داگر چلا
اس سے بہتر کون اپنا نامہ بر پیدا کرون

تیر کو بھی پانی کرون آہ کی تاثیر سے
عشق کی آتش سے گر سوزِ جگر پیدا کرون

پھونکدا دل مجھے اس بت کا گر مد نظر
سحر پیدا ہو نگا نالون مین اثر پیدا کرون

خشکسالی ہو زمانے میں تو رووں اس قدر
آب چشم تر سے پتھر میں شجر پیدا کروں

بہرہ ور آنکھیں تجلی سے ہوں حسن پاک کی
چشم موسیٰ کی طرح نور نظر پیدا کروں

دھیان **انور** ہو کمر کا گر دم فکر سخن
بال سے باریک مضمون کمر پیدا کروں

شہادت لکھی ہجران سے لکھی تھی مقدر میں
ہوا سے وصل شیریں رہ گئی فرہاد کی [illegible] میں

لکھے ہیں شعر جو وصف لب رنگین دلبر میں
رگ یاقوت کا عالم ہے نقش تار مسطر میں

ملایم دل ہوا اس بت کا میری اشکباری سے
گداز موم پیدا ہو گیا پانی سے پتھر میں

نہ تھا یہہ نشۂ ایجاد جب سے اسپ شیدا ہوں
شراب شوق ہر روز ازل سے ہے میرے ساغر میں

برہمن کی طرح کچھ قید بتخانہ نہیں مجھکو
نظر آتا ہے جلوہ یار کا ہر ایک پتھر میں

ہوا ہے جو بدل سودا مزاج اپنا حرارت سے
مزہ حنظل کا ملتا ہے زبان کو قند و شکر میں

قد محبوب کا ہوتا ہر ایک کو اسپ ہو جاتا
جو ہوتا حلقۂ خلخال بھی پائے صنوبر میں

حقارت کی نظر سے دیکھنا بہتر نہیں منعم
بھری ہے نعمت کونین کشکول قلندر میں

رہا کی کثرت غم سے دل محزون کو ہو جاوے
اگر یہہ دور ہی توحید ساقی میرے ساغر میں

میں اس مینا کا ہوں بادہ کش جس میں کہ [illegible]
پیا کرتے ہیں ہم بدلے کدو کے کاسۂ سر میں

ازل سے صاف دل مربوط ہیں نازک مزاجوں سے
شہو رشتہ تو جمعیت تھی ہو وے سلک گوہر میں

لب لعلین سی اُس تجھے بتونی لب کہان پایے
نہین ہوتا ہی لعل بے بہا ہر ایک پتھر مین

سمجھہ لی شیر کا برقع نہ دیکھہ اسکو حقارت سے
لگے ہون سیکڑون پیوند اگر دلق قلندر مین

خط شوق اسکو لکھتا ہون تو لیجا نیکی حسرت مین
رہا کرتا ہی جھگڑا پہرون ہُد ہُد اور کبوتر مین

بھڑکتی آگ ہی تن مین لب لعلین کی فرقت سے
لکھا تھا آتش یاقوت سے جلنا مقدر مین

نہین تشبیہ کچھہ موتی سے دندان یار سے اسکو
رگ گل صاف ہوتی ہی عیان برگ گل تر مین

لطافت خوش دماغی و نزاکت اسکو کہتے ہین
جو سونگھا خواب مین بھی گل کبھی تو درد اٹھا سر مین

لبِ جانانکے بوسہ کی تمنا رہگئی دل مین
مزہ ان خوان نعمت کا نہ تھا میرے مقدر مین

گرانی جسقدر بار تعلق مین مین پاتا ہون
نہ ایسا بوجھہ آہن مین نہ ایسا بوجھہ پتھر مین

کہین کیونکر نہ تجھکو آسمانِ حسن شبا[illegible]
گل خورشید کا عالم ہی تیرے طرۂ زرین مین

ہوا ہی یار شب بہہ آمد و شد کا میری عالم
کبھی گہر مین کبھی باہر کبھی باہر کبھی گہر مین

رقم تھا ایک قلم خط مین جو حسن یار کا مضمون
ہوا سنبل کا عالم سایۂ بال کبوتر مین

لگا دون یار بن منہہ سے نہ مین زنہار ای ساقی
شراب صبح پرور ہو اگر مینا نہ زرین مین

نشانہ اُسکو کیا تو نے نہ جسدم تیر مژگان سے
نہین لال آنکھہ آتا آیا ہی خون چشم کبوتر مین

اٹھا مین عشق بان اہل جہان کی اسقدر ٹھوکر
شتر کی طرح بس ہو مرے ترچھے جا نہین پتھر مین

مستین کبھی تو اور بگڑ جاتے ہین
جنگجو صلح کی باتون مین بگڑ جاتے ہین

کبک چلنے مین جو کرتی ہین تمہاری تقلید
پاؤن ہر دم دم رفتار اُکھڑ جاتے ہین

بجلیان گرتی ہین بجلی جو چمکتی ہے تیری
رخ جو کھلتا ہے تو پھر صاعقے پڑ جاتے ہین

دل دیکھے زلف کو رہتے ہین پریشان عاشق
سانپ کو چھیڑ کے خنجال مین پڑ جاتے ہین

سنگ و آہن سے بڑی سخت ہے جو کاٹا اُس کی
ٹانکے انگڑائی سے مجرم کی اُدھڑ جاتے ہین

کیا عجب ہین جو میرے منہہ پہ گرے اشک ان سے
خار اکثر گذر سیل مین پڑ جاتے ہین

ہاتھا پائی سے شب وصل کی ہوتے ہین تنگ
کپڑے ہر روز مصالح کے اُدھڑ جاتے ہین

ہوتی ہے دیکھ کے حیرت اُسے جسدم عشاق
صورت سنگِ نشان راہ مین گڑ جاتے ہین

اصی الف دکھاتی ہین یہہ خوش خط جسکو
تر مہرہ کی طرح دل کو رگڑ جاتے ہین

تجھ سے کیا آنکھ ملائے کوئی اختر ای ماہ
ایسے تارے تری پاپوش سے جڑ جاتے ہین

ہوئے مژگان بتان پر ہوا دل مائل
ہو وہ نیزے ہین دل سنگ مین گڑ جاتے ہین

چاہنے والون کی اِس زلف کی رسّی ہے دراز
دل نہین سکتے جو اِس قید مین پڑ جاتے ہین

حیرت وصل بنا رکھتی ہے مردہ انور
دیدے جب آنکھون سے اُس شوخ کے لڑ جاتے ہین

نہی لکھی آوارگی جو بخت نا ہموار مین
راہ بھولی ہے تنے اگر کوچۂ دلدار مین

کیون نہ تقریر اپنی الجھے وصف زلف یار مین
بند ہین پیچیدہ مضمون رشتۂ گفتار مین

نالہای گرم کھینچے مینے جب گلزار مین
شعلۂ آواز بلبل گل ہوا منقار مین

زاہد حق بین جو دیکھے جلوۂ روئے صنم
دانۂ سبحہ پروئے رشتۂ زنار مین

قال کے رتبہ سے گدا عشق انجام تو ہین
ای زبان لب ذکر اس حالکو اظہار مین

نکہت زلف صنم کو گر نہ پہنچاتی صبا
ہو نہ سکتا مشک ناف آہوئے تاتار مین

عارض صافی پہ ہے نہ رگ نیلی نمود
عکس تار زلف ہے آئینۂ رخسار مین

تیر تیرا جب لگا دلپہ میرا خون جگر
ہان کی سرخی بنا طالب سوفار مین

شعلۂ رخسار جانان ہمکو شمع طور ہے
سوئے ایمن کب گئے ہم حسرت دیدار مین

وصل شیرین سے ہوا مایوس جب دم کوہکن
مار کر تیشہ کو سر پر مر رہا کہسار مین

مطلع

ہے ستمگر اور ہے اس پردۂ زنگار مین
منت بدنامی ہے بخت چرخ کج رفتار مین

کیون بناؤن شاخ گل پر آستان عندلیب
خوش گذرتی ہر کسیکے رخنۂ دیوار مین

گل کا نظارہ ہی تہا منظور اگر اے باغبان
بلبل مسکین کا لاناتہا قفس گلزار مین

عشق کے وادی مین اے مجنون سمجھ کر رکھ قدم
سو رہے سودائے جنون ہیجان سر خار مین

ٹوٹے تار اشک انور کس سے اے دست جنون

پڑ گیا سوراخ ابر چشم گوہر بار میں

بلبل داغدار کیوں نہ ہو فصل بہار میں
وہ لالہ رو نہ ہووے جو اپنی کنار میں

آغاز خط نہیں رخ تابان یار میں
خط غبار ہے ورق مہرہ دار میں

جو عاشقوں کے نالہ و آہوں میں ہے اثر
تاثیر اب کہاں ہے وہ صوت ہزار میں

تابش کہاں ہے مہر درخشاں میں اسقدر
ہے جو فروغ عارض پر نور یار میں

موباف گوندھے کا نہیں چوٹی میں ہے لگا
یہہ کہکشاں نمود ہے شب ہائے تار میں

آئینہ رکھ کے دیکھ رخ لالہ گوں کی سیر
گلگشت کر نہ تو روش لالہ زار میں

انور وہ سرخ پوش نہ آیا نظر کبھی
آنکھیں سفید ہو گئیں بس انتظار میں

نہیں ہے نشہ مے سے وہ چشم سرمگیں رنگین
مئے احمر سے ساقی نے کیا ہے ساتگیں رنگین

ہوا ہے سرخی رنگ شفق سے مجھ پہ یہہ ثابت
کہ یکی موج اشک خون سے ہے چرخ بریں رنگین

شہیدان وفا کے خون سے تربت خاک جو ہوئی
برنگ کربلا ہے کوچۂ قاتل کی زمیں رنگین

نگاہ تیر سے کر قتل ظالم کھینچ مت خنجر
مبادا خون ناحق سے ہو تیری آستیں رنگین

جدا ہو جائے سر گردن سے کچھ بھی غم نہیں اسکا
مگر ہو خوف اتنا ہے نہ تیری آستیں رنگین

رخ گلرنگ سے کیونکر نہ ہو صحبت برا اُسکے
نہایت ہے مزاج اس نازنین کا رنگین

لگائی پنجہ مژگان مین اشک سرخ نے مہندی — حنا سی جب ہوا دست نگار نازنین رنگین
جڑا ہی سادہ کار عشق نے تخت دل عاشق — نہین ہی حلقہ خاتم مین اسکے یہہ نگین رنگین

پڑھون جا کر جو مین محفلمین یہہ رنگین غزل انور
ہر اک گوش گل ہو جائین گوش سامعین رنگین

ڈھونڈھا بہت ملا جو صنم کا مکان نہین — گردش ہی بخت کی گلہ آسمان نہین
گر ساتھ اپنے وہ گل غنچہ دہان نہین — کچھہ لطف سیر باغ کا ای باغبان نہین
تنگی دل کا شکوہ کرین کسطرح سے ہم — غنچہ کی طرح منہہ مین ہمارے زبان نہین

مطلع

چاہ ذقن ہی چشمہ آب روان نہین — پانی یہان پیئے کوئی یہہ وہ کنوان نہین
اب کسطرح بیان کرون حال اپنا ای مسیح — حالت رہی ہی قابو مین اپنی زبان نہین
افسوس کس سے پوچھون کہ جاؤن کیا کرون — ملتا کسی جگہہ پہ میرا کاروان نہین
بوسہ دو گالیان دو نہین کچھہ جواب دو — فرمایئے زبان سی بیان کچھہ تو ہان نہین
گر ہو ضعف قلب تو دیدار ہو نصیب — حق پوچھتے ہو آپ تو وہ بت کہان نہین

ہاتھہ ابرو کو لگاتے ہی انور یہہ بول اٹھے
جو چاہئے کہینچ لے اسے یہہ وہ کمان نہین

بڑی مشکل سے رنج و درد و غم فرقت کے جھیلے ہین
تری دوری مین اے بت خوب پاپڑ ہمنے بیلے ہین

بس اب ملجاو اگر رنج فرقت خوب جھیلے ہین
وہان تم بھی اکیلے ہو یہان ہم بھی اکیلے ہین

کنیزک ہین تمہاری حسن کے گر لیلی و شیرین
جنون و عشق مین فرہاد و مجنون سے ہی چیلے ہین

غرور حسن سے آئے ہو خنجر کھینچکر مجھپہ
وہ دن بھی یاد ہین تمکو کہ ہم تم ساتھ کھیلے ہین

نکل جا کر کہین یہہ جان اپنی تن سے اے عیسی
ستم کے ظلم کے جور و جفا کے مجھپہ ریلے ہین

کہین مجکو بوسہ دیجئے لبہائے شیرین کا
حلاوت مین سنا کرتے ہین ہم مصری کے ڈھیلے ہین

دل عشاق کی غارتگری پر چست ہین ہر دم
یہہ اے **انور** بتانِ نازنین ہین یا رُو ہیلے ہین

سبز ہے وہ گل آج مہمانِ چمن
رنگ دکہلا رہی ہے شانِ چمن

یہی کہتی ہین بلبلانِ چمن
نہین گل تما اب میانِ چمن

ہوا دخلِ خزان میانِ چمن
نظر آتا نہین نشانِ چمن

چشم نرگس ہے حافظ دل و جان
ترکِ گردون ہے پاسبانِ چمن

موسم گل مین ہے ہر ایک گل تر
اختر اوج آسمانِ چمن

دیکہکر داغ دل کی میرے بہار
ہنس کے بولے کہ ہے بستانِ چمن

مجکو گھر مین بلا کے قتل کیا
خونِ بلبل ہوا میانِ چمن

باغبان خونبہا مین بلبل کے
قطع ہون دستِ دشمنانِ چمن

دیکہے بلبل جو داغہاے جگر
پہر نہ جاے کبہی میانِ چمن

طائر دل کے نالے سُن سنکر
اشک ریزان ہین بلبلانِ چمن

تونے جو جو ستم کئے اے گل
اِس کے شاہد ہین ساکنانِ چمن

اے صبا کیا بہار آ پہونچی
جو ہوا پر ہین طائرانِ چمن

رخِ رنگین پہ سبزہ کی ہے نمود
ہوا دخلِ خزان میانِ چمن

صفِ مژگان ہین مین بوسہ کیا مانگون
کہ ابہی تو ہے عنفوانِ چمن

دیکہتا ہون جو وہ رخ رنگین
مجکو ہو جاتا ہے گمانِ چمن

رخ رنگین پہ مین ازل سے فدا
کون ہے ہمسا قدر دانِ چمن

دو نو گیسو پہ ہے سرِ سنبل
رخ رنگین پہ ہے گمانِ چمن

گر کرون نالہ تو زمین دہس جاے
آہ سے شق ہو آسمانِ چمن

رخ رنگین کا محو ہے انور
لکہئے کیونکر نہ داستانِ چمن

عدم مین جاکے کی سیر گلستان جنان مین نے
نیا پایا ایک گل مین بوے الفت کا نشان سیر گلشن

جو داغ داغ ہجران نے سلوک اچہا کیا مجہسے
کلیجا کہا گیا میرا یہ رشکِ مہوشان بہار گلشن

خیالِ گیسوئی محبوب نے دل کی صفا کھوئی
مکان کیونکر نہ کالا ہو رہے جسمین وہ ہوان سون

بتونکے کشتۂ بیداد جیسا دفن ہوتے ہین
لب ہر گور پر رہتا ہی شور الامان برسون

جنون نے مجکو اس صحرائی وحشت ناک مین پہینکا
جہان آتا نہین بہولے سے کوئی کاروان برسون

خیالِ تلخئی ہجران جب آتا ہے مرے دلمین
کریلے کی طرح کڑوی رہی منہہ مین زبان برسون

کرون کیونکر نہ مین اس نونہالِ حسن کی خدمت
نہ پوچہے پہ کرتا ہی ریاضت باغبان برسون

وہ بلبل ہون جسی مطلب کتاب گل کا ازبر ہے
چمن مین وصف خوانی کی ہی پیش باغبان برسون

ہوا وارفتۂ رفتار اگر میری طرح یہہ ہی
زمین پر ٹہوکرین کہاتا پہریگا آسمان برسون

بلند و پست راہِ عشق مین کیا کیا اٹہائے ہین
ستم اہل زمین کے ظلم جور آسمان برسون

الہی شکر تیرا اتنا پوچہا اسنے انور سے
کہو کسطرح سے گذرے رہے جا کر کہان برسون

یہہ دلمین ہی کہ نہو جب شراب شیشہ مین
اتار لون تجہے اے آفتاب شیشہ مین

وہ رند ہون کہ مجہے دیکہتے ہی محفل مین
شراب ہوتی ہی جلکر کباب شیشہ مین

عذاب دہر سے چہوٹون ثواب ہو اسکو
جو بہر کے دے کوئی مجکو شراب شیشہ مین

عجب ہی کیا جو میرے دلمین وہ پری آتا
اتر کر آتی ہی خم سے شراب شیشہ مین

خیال عارض گلرنگ دل مین ہے ہردم
بغلی مین بہرتا ہون عطر گلاب شیشہ مین

وہ رند ہون کہ جو کرتا ہون قصد صحرا کا
تو پہلے کرتی ہی مے پا تراب شیشہ مین

یہہ آج کیا ہی جو کہتا ہے مجہسے وہ بدمست
ذرا ٹہریئے تو لاؤن شراب شیشہ مین

یہہ طرفہ حال ہی کہتے ہین گالیان دیکر
ہوا ہے نشہ کبہی بے حساب شیشہ مین

یہہ دخت رز وہ بلا ہی کہ قید مین بہی کیا
ہوئی ہی جانکو میری عذاب شیشہ مین

خم فلک کو کرون مین نثار پیر مغان
اُتر کر آئے جو وہ آفتاب شیشہ مین

مین کیا کہون شب وصلت کا ماجرا کہ یہہ ہے
ہمارے اُنکے سوال و جواب شیشہ مین

اُٹہا جو میکدہ دہر سے مین رند حزین
ہی جام بہرتے ہین اور مے خراب شیشہ مین

جو عکس عارض پر نور و زلف اُسمین پڑا
نظر پڑے مجہے برق و سحاب شیشہ مین

مین اپنا خون جگر لے گیا تو کہنے لگے
شراب ناب ہے یا ہے شہاب شیشہ مین

پہر اور مجہہ سے طلب کیجئے گا حاضر ہے
جو پی سکے ہوش رہین گے جناب شیشہ مین

اب اسمین درد ہو یا چند قطرہ ہون کچہ
کچہہ اپنا باقی ہے ساقی حساب شیشہ مین

کرم سے دور ہی ساقی جو جام سے ندیا
رہیگی جان میری ورنہ جناب شیشہ مین

ذرا ٹہریئے تو البتہ کچہہ سرور بہی ہو
شراب لاتا ہون مین انتخاب شیشہ مین

سوال کرکے بہی ایسی کبہی نہ پی ہوگی
شراب ناب ہے یہہ لاجواب شیشہ مین

بہتنگے آپ مجہے کیون نہ مست اور مدہوش
بجاے مے کے جو بہر دون کباب شیشہ مین

سفید مویون مین لیجانا روسیاہی ہے ۔ عوض خضاب کے بھر کر شراب شیشہ مین

ہوا ضعیف کہ اب ترکِ میکشی **انور**
رکھا ہے اب شراب کے بدلے خضاب شیشہ مین

دامن مین اپنے تو جو لگاتا کرن نہین ۔ ہوتا جہان مین رشک سے سورج گہن نہین

لاتا زبان پہ اس لئے ذکرِ دہن نہین ۔ وصفِ دہانِ تنگ مین چلے سخن نہین

تشبیہ تیری زلف کی ہے مشک سے خطا ۔ اس سے زیادہ قیمتِ مشکِ ختن نہین

بے ڈھب پھنسایا پاؤن میرا دامِ عشق مین ۔ دستِ قضا کو باندھے ہر کوئی رسن نہین

حسنِ ملیح دیکھتا تیرا اگر کبھی ۔ شیرین سے کرتا عشق کبھی کوہکن نہین

بلبل کی طرح رہتا ہے نالان دلِ حزین ۔ ہنستا کبھی جو مجھ سے وہ غنچہ دہن نہین

سوزِ درون سے میرے خبر کیا کسیکو ہے ۔ آگاہ دردِ شمع سے ہرگز لگن نہین

غمزے کو اپنا قتل پہ مت اذنِ عام دے ۔ ڈھونڈھیے پھر ملیگا کسیکو کفن نہین

سرخیِ لعلِ لب سے مین تشبیہ دون کسے ۔ پہونچے ہے جسکے رنگ کو لعلِ یمن نہین

انور کے دل مین کیون نہ چبھے اور خارِ غم
بے گلعذار بھاتی ہے سیرِ چمن نہین

اشکِ گلرنگ سے ہے مجکو چمن دامن مین ۔ لختِ دل دُرِّ عدن لعلِ یمن دامن مین

تن عریاں نے مرے پہنا جو وحشت کا لباس
ہر طرف اسکے بٹے ہیں ہرن دامن میں

جیب کیا شکل ہے ہر تار شعاع خورشید
جیسے اُس ماہ دوتا کی ہے کرن دامن میں

شب کو رویا میں خیال گہر دندان سے
صبح ہر اشک ہوا دُرِّ عدن دامن میں

ٹانکے ہیں سلمہ ستارہ کی جگہ تیرے صنم
تار خورشید سے پروین نے کرن دامن میں

لمعۂ برق سماتا ہے نظر میں انور
اُسکی لہرا کے جو پڑتی ہے شکن دامن میں

جیسے مخمور نگاہ بت سرشار ہوں میں
اسقدر پی ہے مئ ناب کہ بیمار ہوں میں

عاشق زار ہوں میں جانسے بیزار ہوں میں
آئے گر پیک اجل مرنے کو تیار ہوں میں

لاغری نے دئیے بل اسے کمر یار مجھے
برہمن گو نہیں پر رشتۂ زنار ہوں میں

ماجرا ایسا کسی نے بھی نہ دیکھا ہوگا
دزدیِ دل وہ کرے اور گرفتار ہوں میں

نقش کیونکر نہ دل یار میں ہو میرا بھی
گر پری جا نہ ہے وہ صورت دیوار ہوں میں

دخل کیا اسکا ہوا ایک گھڑی بارش اشک
ابر باراں کی طرح دیدۂ خونبار ہوں میں

راہ بازار محبت کی مجھے بتلا دے
اے جنون دے مجھے سودا کا خریدار ہوں میں

کر دیا زرد مجھے عشق نے جب سے انور
سیم اندام سمجھتا ہے کہ زردار ہوں میں

جب سے پہنسا ہی دل تیری زلف سیاہ مین
ہر شب گذر رہی ہے مجھے آہ آہ مین

مردیکو زندہ کرتی ہے زندہ کو جان لب
تاثیر ہمنے دیکہی یہہ تیری نگاہ مین

ڈوبا ہوا ہون اشک کے دریا مین رات دن
یہہ حال ہوگیا ہی میرا تیری چاہ مین

جیسے ہمارے دلکو ہی ایک گلبدنکا عشق
کانٹونکا فرش رہتا ہی بس خوابگاہ مین

کرکے گذر ادہر تُو اُسے دکہلا دے اپنی شکل
انور جو منتظر ہے کہڑا تیری راہ مین

جیسے دیکہے ہین تمہارے دُرِ دندان ایجان
آنکہہ برسانے لگی گوہر غلطان ایجان

پہنس گئی دام محبت مین مری جان ایجان
دیکہہ پر پیچ تیری زلف پریشان ای جان

دیکہکر دست حنابستہ تیرا لیل ونہار
رشک کہاتا ہی سدا پنجۂ مرجان ای جان

چاہ مین تیری گرے کیون نہ دوبارہ یوسف
دیکہہ پائے جو تیرا چاہ زنخدان ای جان

اور مضمون نیا لانے کہان سے انور
کہہ گئے ایک سے ایک خوب سخندان ای جان

اُس گل نے کیا جب ستم ایجاد چمن مین
اعمال کو رونے لگے صیاد چمن مین

رویا مین گلے سرو صنوبر کے لپٹ کے
یاد آیا جو وہ عشرت شمشاد چمن مین

اے باد صبا چل طرف کوچۂ جانان
لگتا نہین ہرگز دل ناشاد چمن مین

خوش آیا ہمین دام اسیری لب گل
ای بلبلو بس تم رہو آباد چمن مین

سنگین دل بلبل پہ ہوا کرہ غم گل
ای نالہ اٹھا تیشۂ فریاد چمن مین

بیسے جو قفس مین بہی کیا نالۂ رنگین
بلبل کو ہوا جا کے وہ استاد چمن مین

ای باد صبا لوٹ بہار اسکی گلی کی
کرتی ہے عبث عمر کو برباد چمن مین

زلفون سے کریگا وہ شکار ای دل بلبل
کل دام جو لایا نہین صیاد چمن مین

کیا ناز سے شمشاد اکڑتا ہے کہڑا آج
آجائے کہین وہ قد آزاد چمن مین

ہو غنچۂ دل اس تیری مجنون کا شگفتہ
بوسہ تو دے ای رشک پریزاد چمن مین

جام مے گلرنگ رہا دور مین ہر روز
مجہہ رند کو ایکدن نہ کیا یاد چمن مین

بلبل کی غزل گل نے سنی کان سے انور
نرگس نے بہی آنکہون سے کیا صاد چمن مین

ردیف واو

چشم وفا سے دیکھے وہ اس خوش خصال کو
شطرنج عشق حسن مین بہولا ہون چال کو

لے تصدق دل ہین نہ کرینگا سوال کو
ہاتہونکا اپنے مین سمجہتا ہون مال کو

شمع سحر بقا نہین حسن و جمال کو
ای آفتاب بہول نہ وقت زوال کو

سے ملئے نہ روے رخ کے اوپر گلال کو
ہر بار کاٹیے نہ شعلۂ حسن و جمال کو

فقر و فنا سے حرص و ہوا کو مٹا دیا
پامردیون سے توڑا ہے دستِ سوال کو

گیسوے تابدار بتان نے شکست دی
زنجیر کو کمند کو سنبل کو جال کو

اس بت کا عشق دل مین چھپاتا ہون اسطرح
جسطرح جیسے چھپاتے ہین چوری کے مال کو

عاشق ہون تازہ کہہ نہین سکتا ہون کچھ ابہی
اس تیغ زن کی دیکھتا ہون چال ڈھال کو

جوبن سے جو حسین ڈھلا مجھکو غم ہوا
دیکھا کبھی نہ مینے کسیکے زوال کو

مین ناتوان کہان غم عشق بتان کہان
ایک کاہ نے اٹھا لیا کوہ ملال کو

چلتی نہین ہے حکمت کی بھی کچھ انکے سامنے
ہین پیچ یاد گیسوؤن کے بال بال کو

تیغ اسکی خود بخود مرے دلمین در آگئی
پانی ہی خوب جانتا ہے اپنی ڈھال کو

جینے سے تنگ ہون مین کہان کی چلی گئے
چھیڑین نہ آپ عاشق شوریدہ حال کو

بانکی ادا پہ یار کی کیونکر پڑے نہ آنکھ
مشتاق ہوکے دیکھتے ہین سب ہلال کو

دیکھا ہے جبسے چہرۂ پرنور یار کا
قفل طلسم حسن سمجھتا ہون خال کو

گیسوے یار کو مین نہ دون نقد دل کبھی
رہزن کو کوئی سونپتا ہے اپنے مال کو

دے زور و زر خدا تو ضعیفونکا پاس کر
رستم وہ ہے جو رنج نہ دے پیر زال کو

مین کیا ہون جب یہ حال ہے عالم مین [illegible]
کوئی بھی پوچھتا نہین اہل کمال کو

دنیا ودنغ کیون نہون اشکو نسے بھی عزیز
اولاد پر جہان مین ہے تقدیم مال کو

بدلی کی چھاؤن اے بت بے مہر جان لے
اس آفتاب حسن سریع الزوال کو

ہو یاد زلف دیدۂ ترکو تو کیا عجب
دریا مین بھی لگاتے ہین صیاد جال کو

سودائے زلف مین وہ پریشان ہون اندنون
کھینچے نہ مو قلم میری تصویر حال کو

تصویر میرے حال پریشان کی کھینچکر
کیا مو قلم نے سر پہ لیا ہے وبال کو

گردش تمہاری چشم کی تمکو ندے فریب
ہم خوب جانتے ہین زمانے کے حال کو

ابروے یار رہتا ہے انور کھنچا ہوا
بے رخ مین دیکھتا ہون کمال ہلال کو

جو ہجر کے غم مین مبتلا ہو
کیا جانیئے اُسکے جی پہ کیا ہو

جو بت کہ نہ صاحب وفا ہو
سجدہ نہ کرون اگر خدا ہو

ہو جلد نصیب وصل جانان
قسمت مین اگر میری لکھا ہو

ہے آج جو دل مین ولولہ سا
شاید میرا نامہ پر چلا ہو

وہ سیم بدن ہے پاس جسکے
اُسکو نہ ہوائے کیمیا ہو

بیمار ہے عشق ہے طبیب ہو
مر جاؤن جو مین تو پھر شفا ہو

پھوکے ہین ہزار ہا گھر اسنے
سوز تپ ہجر کا بُرا ہو

کس طرح وفا ہو وعدۂ وصل
مشہور جہان مین ہے وفا ہو

سمجھا زرِ قلب نقدِ دل کو
حاجت میری اوس سے کیا روا ہو

لون بوسہ مین گیسوئے رسا کا
گر اوج پہ بختِ نارسا ہو

پہنی دھانی قبا ہے اُسنے
تو بہی اے زخمِ دل ہرا ہو

اورون کے لئے مسیح ہو تم
کچھ میرے بہی درد کی دوا ہو

سر کٹنے کا غم نہین ہے مجکو
دامن نہ کہین ترا لگا ہو

کیا سحر پری رخو ہے تم مین
دیوانہ بنا لو جس کو چاہو

موجود ہے خون دِل ہمارا
گر آپ کو حاجتِ حنا ہو

انور میرا دل کیون نہ لپچاے
جب نرگسِ یار سرمہ سا ہو

ساتھ ہی زیست کے جب موت کا ڈر پیدا ہو
خیر اسی مین ہے کہ نہ دنیا مین بشر پیدا ہو

کبھی باز آتے نہین اپنی شرارت سے شریر
دل کی انسے جو کہون اور بہی شر پیدا ہو

عشق مین رنج سے خالی نہین رہتا ہے بشر
درد دل دور جو ہو دردِ جگر پیدا ہو

سیکڑون جور رقیبونکی چلین گی مجھ پر
صورتِ وصل بہی قسمت سے اگر پیدا ہو

کوہ و دریا کو دکھاؤ لب و دندان تم اگر
کان سے لعل صدف سے نہ گہر پیدا ہو

اوٹ میں بیٹھ کے کرتے ہیں وہ باتیں ہم سے
کیا عجب ہے اسی دیوار سے در پیدا ہو

بال کی کھال تک ارباب سخن نے کھینچی
میری کیا فکر جو مضمون کمر پیدا ہو

ہوں وہ کمبخت شب وصل جو آئے مری گہر
اول شام سے خورشید سحر پیدا ہو

عشق صادق جو کرامات دکھائے اپنی
آہِ مظلوم کا نالوں میں اثر پیدا ہو

کھینچ لے خلق سے ارمان اگر دستِ سوال
صورتِ غنچۂ گل ہاتھ سے زر پیدا ہو

ہے ترے حلم کے ای شافیِ مطلق کرتی
نوشدارو بھی جو کھائے تو ضرر پیدا ہو

دیکھ لے اُس بت مستور کو جسدم چاہے
دیدۂ دل میں انسان کے جو نظر پیدا ہو

پاؤں وہ غیرتِ گلزار جو رکھدے اپنا
گل قالین سے شمیم گلِ تر پیدا ہو

دور ہو جائے پریشانیِ دل ای انور
سلسلۂ گیسوئے پیچان سے اگر پیدا ہو

کیا مرا حال ہے تم ایک نظر دیکھو تو
آنکھ کیوں مجھ سے چراتے ہو ادھر دیکھو تو

ہمکو دکھلاتے ہیں ہم زخم جگر دیکھو تو
دیکھ رکھنی کا ہے یہ گھاؤ ادھر دیکھو تو

بوجھ چوٹی کا نزاکت سے نہیں اٹھ سکتا
دوہری تہری ہوئی جاتی ہے کمر دیکھو تو

محفل غیر ہے یہ ضبط کا موقع ہے یہان
کیوں بہے جاتے ہو لے دیدۂ تر دیکھو تو

چشم پوشی نہیں ای ناقہ نشینو اچھے
پسِ محمل ہیں کئی خاک بسر دیکھو تو

کمر یار کو کہہ سکتے نہیں تارِ نظر
کتنا باریک ہے مضمونِ کمر دیکھو تو

آنکھیں ملتی ہوی وہ نیند سے دوڑی آئے
ہمنشینو مری آہوں کا اثر دیکھو تو

دل کے دکھلانے سے مطلب نہیں میرا کچھہ اور
یونہیں کہتا ہوں نہیں کیسا ہے یہہ گھر دیکھو تو

اوڑھتا ہے کوئی اس طرح سے دوپٹہ صاحب
ہر کہ ہر دہیان کہلا جاتا ہے سر دیکھو تو

جوہر مشتاق شہادت ہی نظر آتا ہے
ایک دن باندہ کے شمشیر و سپر دیکھو تو

صبح نزدیک ہے گھبراو نہ اے ہجورو
کیا دکھاتی ہے شبِ غم کی سحر دیکھو تو

کل سے ہیں آپ کے بیمار کے تیور میلے
آج چل بسنے کا ہے طور ادہر دیکھو تو

تم وہ نور مجسم کہ تمہارے آگے
رشک سے روز ہے بے نور قمر دیکھو تو

چشم پوشی کا محل یہہ نہیں اے خوش چشمو
دم ہے آنکھوں میں میرا ایک نظر دیکھو تو

کیا عجب رنگ یہہ مہندی سے زیادہ لائے
ہاتھہ تم اپنے میرے خون میں بھر دیکھو تو

نور ہے ایسا کہیں چاند کے منہہ سے دہ چند
اپنے تلوے کو تم اے رشک قمر دیکھو تو

آپ کے عشق میں ہے کسکو سر و پا کی خبر
پا برہنہ ہوں نہیں عریاں ہے یہہ سر دیکھو تو

یا فقط میری نگاہوں سے یہہ پوشیدہ ہے
نظر آتی ہے تمہیں اپنی کمر دیکھو تو

تھوڑی تھوڑی ہوی جاتی ہیں تمہارے آگے
آنکھہ اٹھا کر طرف شمس و قمر دیکھو تو

آنکھیں ہیہات پھر گئیں تم نہ ادہر منہہ پھیرا
مجکو درپیش ہے دنیا سے سفر دیکھو تو

دم نکلتا ہی میرا طالب دیدار ہون مین
اپنی آنکھون کی قسم منگوا دے ہو دیکھو تو

کون کہتا ہی کہ دروازے تک آؤ گہر سے
سیر سکتا ہی کوئی جانب در دیکھو تو

دن ہوا اندھیر مجھے چوتا ہی آسے آنکھو
رات کسطرح سے ہوتی ہے بسر دیکھو تو

جوہری کہتے ہین آپس مین تری دیکھ کے ذات
گہر مین رکھنے کے ہین قابل یہہ گہر دیکھو تو

نور مین حسن مین ہے کون تمہارا ثانی
آئینہ لیکے تم اے رشک قمر دیکھو تو

ہین جو نرگس کیطرح آپ کی آنکھین بیمار
چشم بد دور لگی کس کی نظر دیکھو تو

نہین معلوم ہے وہ دن سے کہان دل انور
ایک ذرا تم ہی ادہر اور ادہر دیکھو تو

دشمن ہی قید زلف بتان اے خدا نہو
یہہ وہ بلا ہے جس مین کوئی مبتلا نہو

آزردگی کا مجکو تمہاری خیال ہے
مطلب کی کچھ کہون مین اگر تم خفا نہو

افسوس کا محل ہے تمہارے مکان مین
سبکی جگہ ہو ایک ہماری ہی جا نہو

ایک بوسہ کے سوا نہین طالب ہون کچھ
آزردہ اتنی بات پر اے دلربا نہو

ہم سرد مہریون سے ہین واقف جفا کی
کیا جانے جسکو آپ سے پالا پڑا نہو

فرقت مین اُسکی ہی شب ماہ خاک ہے
اندھیر چاندنی ہی جو وہ مہ لقا نہو

اے جان ہی تجھی سے فقط میری زندگی
مانند روح مجھ سے تو اک دم جدا نہو

تو چھیڑ چھاڑ ظلم کی کر اے جفا شعار
وہ صبر مین کرون جو کسی نے سنا نہو

دل کو لگاؤ ہے کسی کافر کی زلف سے
اس گھر مین خوف ہی کہین نازل بلا نہو

ہوتی ہین مجکو دیکھہ کے کیا چشم پوشیان
بے دید کوئی خلق مین تم سے سوا نہو

جو تجھہ مین ہین پری مین بھی یہہ خوبیان نہین
انسان کسطرح سے تیرا مبتلا نہو

سامان عیش خاک ہے فرقت مین یار کی
بے لطف زندگی ہے جو وہ دلربا نہو

اے یار تیرے ہاتھہ سے تنگ آکے جیمین ہے
جاؤن وہان نکل کے جہان کا پتا نہو

وہ سمجھو ہون بہشت کو دیکھا جو بعد مرگ
سمجھا مین یار کی کہین دولت سرا نہو

میرے بھی دلمین تیری محبت کا داغ ہے
رو پوش مجکو دیکھہ کے اے مہ لقا نہو

دیوانون کی طرح سے مین کاہیکو قید ہون
زنجیر زلف سے جو تری سلسلا نہو

ہر ایک قدم پہ چلتے ہین اٹکھیلیون کی چال
انور یہہ خوف ہے کہ قیامت بپا نہو

کیا اشتیاق ہے دل پر اضطراب کو
قاصد کے ساتھہ جاتا ہے خط کے جواب کو

چہرہ جو لعل ہو گیا پیکر شراب کو
دکھلائی حسن یار کی شان عتاب کو

دل سوختون کا کون ہے غمخوار دہر مین
پوچھا کبھی کسی نے نہ اشک کباب کو

دکھلا کے چشم مست کو اسنے گرا دیا
چشم مسیح سے قدح آفتاب کو

دیکھے جو اے صنم ترے بازو کی مچھلیاں
دریا بھی خوار خوار ہوتا ہے آب کو

دل ڈوبتا ہے اسکا درِ گوش دیکھکر
طوفان جانتا ہو نہیں موتی کی آب کو

منصور بیخبر ہے وحدت سے ہوگیا
کم ظرف تہا بہک گیا پیکر شراب کو

کیا لطف دید دیدۂ حیران کو حصول
دریا کی سیر خاک ہے چشم حباب کو

پرتو جو شب کو یار کا دریا مین پڑگیا
قندیل سمجھے مردم آبی حباب کو

اس گل کا کیون پسینہ نہ انور عزیز ہو
آب بقا سمجھتے ہین بلبل گلاب کو

دیکھ لے گر اُس صنم کے چہرۂ پرنور کو
سمجھے زاہد کفر پھر شوق لقائے حور کو

رحم کہا کر یار نے مٹی دی مجھ مہجور کو
خوب مزدوری ملی بعد فنا مزدور کو

چاند کی صورت خدا نے دی تبِ مغرور کو
تار کے بدلے عناصر مین ملایا نور کو

بعد مرنے کے بھی سوز دل نے دکھلایا اثر
اڑ گیا میرے بدن پر جب ملا کافور کو

بوسۂ خالِ لبِ شیرین زنازل کی بلا
چھیڑنا اچھا نہ تھا اِس شہد کے زنبور کو

کار شمشیر قضا ہوتا ہے حسن یار سے
قابض ارواح کی خدمت ملی ہے حور کو

حشر ہوتا ہی بپا چلنے سے تیرے اے صنم
پھونک دیتی ہے تیری خلخال گویا صور کو

میکشو سنی ساغر خالی یہ کہتا ہے مدام
سمجھو کوڑی کے برابر دیدۂ بے نور کو

چرخ کہا کر شعلۂ عارض سے پانی ہو گیا — جب لگایا اُسنے منہہ سے ساغر بلور کو

پہنچ گیا آ کے اُسکے کوچہ میں جو میری مشت خاک — دوں ابہی اکسیر بہر کے ٹوکری مزدور کو

کیوں نہ دل نالہ کرے سودائی زلف یار میں — کاٹنا شب کا قیامت ہوتا ہے رنجور کو

اسکے دانتوں کی چمک سے بہر گیا زخم جگر — سودۂ الماس نے اچہا کیا ناسور کو

صبر دل کو اسطرح غارت کیا اُس سحر نے — لوٹتے ہیں جسطرح سے خانۂ معمور کو

کیا بچے دل کا نشانہ اُس تفنگ انداز سے — ظلمت شب میں اُڑا دی جو چراغ طور کو

حشر تک اُٹہوں نہ اُٹہوں پہلوی دلدار سے
لاکہہ اسرافیل پہونکے سر پہ میرے صور کو

رات اور دن اُس صنم کی یاد ہو — کعبۂ دل اے خدا آباد ہو

کشتۂ ابرو کی جب میت اُٹہے — سیفی پڑہتا سامنے جلاد ہو

سر کو پہوڑا ہمنے تب کہنے لگے — تم بہی اپنے وقت کے فرہاد ہو

سر سے آنکہوں سے بجا لاؤں ابہی — کچہہ تو اے جان جہان ارشاد ہو

بیڑیوں کو توڑ کر جاؤں نکل — اتنی اے جوش جنوں امداد ہو

خفتگان خاک کو کچہہ غم نہیں — لاکہہ غل ہو شور ہو فریاد ہو

اُٹہکے پہونچوں دیکہنے کے واسطے — اے پری تیری اگر امداد ہو

جان دینگا سبھی چھوڑونگا جناب
وصل کے بارہ مین کچھہ ارشاد ہو

جان جان جب تو ہو پہلو مین میرے
کیون نہ شاد اپنا دل ناشاد ہو

خاک در مین آج اٹھا لیجاؤنگا
چاہیے مٹی تک میری برباد ہو

پھونک دون یہہ دل مین آتا ہے میرے
خانہ گلچین ہو یا صیاد ہو

دیکھتے ہی دیکھتے دل لے لیا
فن مین عیاری کے تم استاد ہو

سنتا ہون شہر خموشان خوب ہے
چپکے دیکھہ آؤن اگر ارشاد ہو

ظلم جتنے تھے تمہارے سہہ چکا
ہان ذرا اسکا بھی جو کچھہ ایجاد ہو

قتل کرنے مین نہ آیا رحم کچھہ
سخت ہو اور دل کے بھی فولاد ہو

عاشق تازہ ہون اسکی زلف کا
ہلکی بیڑی میری اے حداد ہو

جسنے دل میرا جلایا اسکا گھر
یا خدا برباد ہو برباد ہو

اس لب شیرین کا گر سایہ پڑے
پانی پانی کوزہ قناد ہو

کیون نہ ہو انور تمہارے شعر خوب
خاص شاگرد خلیل استاد ہو

درد ہجران جو بہت دیتا ہے ایذا مجھکو
آج کیا بھول گیا رشک مسیحا مجھکو

پھول جھڑتے نظر آتے ہین ہر یک کے منھہ سے
گالیان دیتا ہے جب وہ گل رعنا مجھکو

جبکہ یاد آئی حرم مین بت کافر کی مجھے
سجدا دیر نظر آتا تہا کعبا مجھکو

تم جو پہلو سی مرے جاتے ہو اے جان جہان
کون اب رکہیگا دید یکے دلاسا مجھکو

بڑے عیار ہو معشوقون مین دل ہی لیکر
ندیا پر ندیا ایک بہی بوسا مجھکو

سر کے دینے مین تامل نہین ہرگز قاتل
یاد آئیگا مگر تیرا تقاضا مجھکو

یار آتا ہے نہ موت آتی ہے حیرت ہی مجھے
ملک الموت بہی اب بہول گیا کیا مجھکو

نقد دل پہیر دیا کچہہ نہین شکوہ تم سے
اپنا ہی دام نظر آتا ہے کہوٹا مجھکو

انتہا ہی ہو تیرے ظلم و ستم کی ظالم
مار ہی ڈالیگا یا رکہیگا زندہ مجھکو

کون اُس زلف کو سودے کی بلا لیے سر سے
کہ ہر ایک بال نظر آتا ہے کالا مجھکو

پاس جاتا ہون تو شوخی سے یہہ کہتا ہے وہ شوخ
خون پی لونگا اگر ہاتہہ لگایا مجھکو

تار دامان و گریبان کا نشان تک نہ رہا
اے جنون تونے کہین کا بہی نہ رکہا مجھکو

شیشۂ دل مین میری ہر وہ پری محصور
صور بہی آکے پہونکے نہین پروا مجھکو

آنکہین دکہلا کے اشارے سے بلاتے ہین مجھے
کچہہ نظر آتا ہے سامان قضا کا مجھکو

دین و دنیا مین بہی انور بت ہرجائی نے
اپنی رسوائی کی خاطر کیا رسوا مجھکو

ردیف ہائے ہوز

یوسف نہوا حسن میں دلبر سے زیادہ
اختر نہیں ہوتا مہ انور سے زیادہ

گل اپنے بدن کی ہیں گل تر سے زیادہ
ہے داغ جگر لالۂ احمر سے زیادہ

تلوار دکھاتا ہے عبث مجھکو تو قاتل
مژگاں ہیں ترے دشنہ و خنجر سے زیادہ

ہے تشبیہ صدف ہر دہن یار کہ جس میں
ہر دانت پڑا لپ چمکے ہے گوہر سے زیادہ

رفتار میں گفتار میں ایام سلف سے
کوئی نہوا اُس بت کافر سے زیادہ

شوخی میں کوئی اُس سا نہو گا نہوا ہے
اُس عربدہ پرداز ستمگر سے زیادہ

رگ زن رگ سودا مرے چھیڑ نہ گزر
مژگاں سیہ اُسکی ہیں نشتر سے زیادہ

خاموش نہ ہو جائے چراغ مہ تاباں
آہ سحری ہے مری صرصر سے زیادہ

لے بوسے پیا پی لب شیریں صنم کے
شیرینی کوئی چاہے جو شکر سے زیادہ

آیا جو دم صبح وہ خورشید تو انور
پھر اپنا ہوا مطلع خاور سے زیادہ

بام پر جلوۂ حسن بت مغرور کو دیکھ
طور پر اے دل ناداں شجر طور کو دیکھ

دم لبوں پر ہے یہ انداز تغافل کب تک
ایک نظر بہر خدا عاشق رنجور کو دیکھ

سیر مہتاب ہے دریا میں جو منظور ای یار
آپ آئینہ میں اپنے رخ پر نور کو دیکھ

دل صد چاک کو میرے نہ ستا ای گردوں
چھیڑنا خوب نہیں خانۂ زنبور کو دیکھ

چھالے پڑ جائیں حرارت سے نہ انگشتِ مسیح
ہاتھ رکھ کے نہ ہمارے تنِ محرور کو دیکھ

وصل کی اُسکے تمنا دلِ مضطر ہے عبث
آپ کو دیکھ ذرا آرزو سے حور کو دیکھ

زخمی مژگان کا ہوں جراح سلائی کے عوض
نوکِ نشتر سے مرے زخم کے ناسور کو دیکھ

کیا عجب اُسکو کھینچے بعد میرے جذبۂ عشق
چل کے ایکدن لحدِ عاشقِ مغفور کو دیکھ

کعبہ و دیر میں غافل وہ کہیں ملتا ہے
خانۂ دل میں ہی تو اُس بتِ مستور کو دیکھ

یار کہتا ہی جو میں دید کا کرتا ہوں سوال
ہوش اُڑ جائیں گے غافل میرے نور کو دیکھ

چشم سے خون ہی رواں اشک کے بدلے اے شوخ
کان یاقوت ہوئی معدنِ بلور کو دیکھ

سخنِ حق کا بُرا ہوتا ہے انجام اکثر
ہووے کچھ اسمیں جو شک قصۂ منصور کو دیکھ

کیوں نہ چوموں میں صنم تمہارے ہاتھ
یدِ بیضا سے بھی ہیں پیارے ہاتھ

عمر بھر سر پہ اپنے مارے ہاتھ
جنسے دیکھے میاں تمہارے ہاتھ

چھو لیا اُس رخِ طلائی کو
دل آج آ گیا ہمارے ہاتھ

یار سے ہمنے دستبازی کی
خوانِ نعمت پہ خوب مارے ہاتھ

سیکھوں میں خاتمِ سلیمانی
تیرا چھلا جو آئے پیارے ہاتھ

ہاتھ اٹھا کر دعا یہ مانگتے ہیں
تیرے گردن میں ہوں ہمارے ہاتھ

اسے تو مبتلائے عشق ہوں میں
آبرو ہے میری تمہارے ہاتھ

تم چھوڑا کر جو ہاتھ بھاگ گئے
سینہ و سر پہ ہمنے مارے ہاتھ

دست بردا شتہ ہو جینے سے
دیکھ لے خضر اگر تمہارے ہاتھ

بے تکلف وہ جب ہوئے تو کہا
انگلیاں دکھتی ہیں دبا رے ہاتھ

مثل قصاب میرے قاتل کے
ڈوبے رہتے ہیں خون میں سارے ہاتھ

مرکے بھی کوئے یار سے نہ اٹھے
خوب میدان رہا ہمارے ہاتھ

جب پڑا تا ہوں یار کہتا ہے
میں ہوں دریا ہے کنارے ہاتھ

دسترس ہو جو اسکے دامن تک
پاؤں پھیلائیں پھر ہمارے ہاتھ

گرمیاں کیوں نہ اب کرو انور
مہر اک آگیا تمہارے ہاتھ

شکر خدا کہ ہو گئے ہیں اپنے چار ہاتھ
گردن میں تو نے ناز سے ڈالے جو پیار ہاتھ

دریائے آشنائی میں ہم تیرتے رہے
ہر چند پاؤں شل ہوئے بے اختیار ہاتھ

خون شہید عشق پہ ہے دسترس اگر
رنگ حنا سے سرخ نکر اے نگار ہاتھ

اٹھا نہ بار عشق کا قسمت کے مارے سے
تھے دو ورنہ جسکے مارے ہزار ہاتھ

کی دستگیری تو نے تو کیا ڈر رقیب کا
گر اسکے ہاتھ دو ہیں تو ہیں اپنے چار ہاتھ

قسمت سے گر رسائی تیرے وہاں تلک ہوئی
زلفِ رسا میں یار کے اک شانہ مار رہا تھا

آہو سے چشم یار کا جو بندہ گیا خیال
بے رنج آج آیا ہے اپنے شکار ہاتھ

ملتا رہا ہوں صبح سے تا شام ہائے ہائے
کیونکر نہ چوموں اپنے میں اب بار بار ہاتھ

مارِ سیاہ سے نہیں افزوں وہ کچھ بھی کم
گیسوئے یار کو نہ لگا زینہار ہاتھ

نہیں ہے آنکھ میں پتلی کا اپنے داغِ سیاہ
مقیم خانۂ مردم ہوا ہے زاغِ سیاہ

بہار دیکھ کے مسی کی لعل جانان پہ
پڑا ہے رشک سے لالہ کے دل میں داغِ سیاہ

یہہ داغ خال منیر ہے چاہِ غبغب میں
کہ چاہِ حسن میں ہے آشیان زاغِ سیاہ

ہے جسکے نور سے روشن تمام خانۂ چشم
بجا ہے دیدہ کو کہیئے اگر چراغِ سیاہ

پہر آیا خون جگر سے جو داغِ دل الٹا
شراب سرخ سے اودا ہوا ایاغِ سیاہ

عاشقوں کو نہیں درکار ہے پر کا تکیہ
چاہیئے سنگِ درِ رشکِ قمر کا تکیہ

آنکھ پڑتی نہیں خوبان جہان پر ہرگز
ہے ترے حسن پہ بس میری نظر کا تکیہ

فرشِ مخمل سے بہی نرم ہے فرشِ خارا
بالشِ پر سے ملایم ہے حجر کا تکیہ

بسترِ گل سے پڑے نقش بدن میں جسکے
سخت کیونکر نہ وہ سمجھے گلِ تر کا تکیہ

اے صنم تیرے سوا کسکا سہارا ڈھونڈین	ذاتِ احد پہ رہتا ہے بشر کا تکیہ

سیر

میرے بازو پہ سر اُس شوخ نے رکھا اکثر
گردنِ یار کے نیچے سے جو سر کا تکیہ

آتا ہے جب حضورِ رخِ دلبر آئینہ	مانندِ مہر کانپتا ہے تھر تھر آئینہ
ہے جب سے پیشِ نورِ رخِ دلبر آئینہ	حیرت زدہ کی چشم سے ہے بدتر آئینہ
جب آگیا ہے پیشِ رخِ دلبر آئینہ	خورشید سے بھی ہو گیا روشن تر آئینہ
اے رشکِ آفتاب تو دیکھے گر آئینہ	ہو جائے تیرے عکس سے طشتِ زر آئینہ
تو جب سے دیکھتا نہیں اے دلبر آئینہ	ہے دیدہ پر آب سے بھی بدتر آئینہ
آرائشِ جمال سے مہلت اُنہیں کہاں	ہر وقت اب تو رہتا ہے زانو پر آئینہ
دل جسکا داغِ عشق سے خالی ہو دہر میں	رکھتا ہے اپنے پاس وہ بے جوہر آئینہ
میری طرح سے ہے تیری صورت کا شیفتہ	ٹلتا نہیں ہٹانے سے دم بھر آئینہ
بوسہ جو مانگتا ہوں تو کہتا ہے وہ پری	صورت تو اپنی دیکھ ذرا لیکر آئینہ
بازارِ حسن میں دلِ بیعشق ہے ذلیل	مٹی کے مول بکتا ہے بے جوہر آئینہ
شاید نہیں خبر اسے اپنی شکست سے	چڑھتا ہے ہر گھڑی جو تیرے مونھ پر آئینہ
پھیلی صفائی بادہ خانے میں جو گھڑی	تن تن گیا حباب کا ہر ساغر آئینہ

تیغ نگاہ یار سے بچنا محال ہے
پہنی بہ پنہ گو زرہ جوہر آئینہ

صورت پرست ہون مین پس مرگ دوستو
رکھ دیکھو میری قبر کے بھی اندر آئینہ

اُس بت کے رُوئے صاف کی لوٹی بہار جب
شرکون کی طرح ہوگیا غارتگر آئینہ

کرتا ہے تازہ حسن سے آگاہ یار کو
پھروائے گا گلے پہ میری خنجر آئینہ

اپنا سا دوسرا نظر آیا جو یار کو
دے پٹکا مارے رشک کے پتھر پر آئینہ

تیرے طلائی رنگ کی تاثیر عکس نے
اے آفتاب ہوگیا کان زر آئینہ

دیوانہ اے پری تری صورت کا ہوگیا
کیون ہوا اسیر سلسلۂ جوہر آئینہ

لائی نہ تاب شعلۂ رخسار یار کی
شیشہ کی طرح ٹوٹ گیا اکثر آئینہ

خودبین بناکے اُسکو دِل آزار کردیا
خالق کرے خراب پھر ہو در آئینہ

اللہ رے شعلۂ رخ پرنور کا جلال
پانی کی طرح بہہ گیا زانو پر آئینہ

لوٹا ہے نقد جلوۂ دیدار یار کو
رکھتا ہے گھر مین دولت اسکندر آئینہ

تم دیکھتے ہو جب رخ و دندانکے عکس کو
دل بھر کے لوٹتا ہے زر و گوہر آئینہ

دے چرخ شعلۂ رخ پرنور یار اگر
پتھر کی طرح کھانے لگے چکر آئینہ

دلمین غبار اُسکے ہے مجھ خاکسار سے
مٹی سے صاف ہوتا ہے ورنہ ہر آئینہ

جلوے سے حسن یار کے حیرت جو چھا گئی
پتھرا کے آگئے آنکھے ہوا پتھر آئینہ

جوشِ صفائی یار سے بیتاب اگر گیا
اُڑ جائیگا لگا کے پر جوہر آئینہ

کیونکر نہ ڈھونڈے تیری آنکھونکو روبرو
لوٹے بہارِ حسنِ رُخِ دلبر آئینہ

وہ ناتوان ہون نہیں نظر آتی عکس بھی
دیکھون ہزار سال بھی اگر لیکر آئینہ

اچھا نہیں ہے اہلِ صفا کا مقابلہ
کھاتا ہے صاف عکس کے بھی موہنہ پر آئینہ

پیوند خاک ہو گئی ہین انکی صورتین
تن تن کے دیکھتے تھے جو لے کر آئینہ

تصویرِ حسن کھینچی تیری ہوش اُڑ گئے
حیرت سے آب ہو گیا صورت گر آئینہ

گرمی سے شعلۂ رخ پر نور یار کی
پارے کی طرح اُڑ گیا ہے اکثر آئینہ

کیا یہ بھی میری طرح ہے صورت پرست یار
جب دیکھتا ہون رہتا ہے بس تشنہ آئینہ

بے ہوش یار ہوتا ہے شکل اپنی دیکھکر
حیران ہے کیا شراب کا ہے ساغر آئینہ

خشک آبرو کو اپنی ملا دیگا خاک مین
کرتا ہے کیون مقابلہ دلبر آئینہ

عکسِ صفائے چہرۂ رنگین یار سے
صبحِ بہار ہوتا ہے زانو پر آئینہ

اندھا ہوا فروغِ رخِ صاف دیکھکر
اُس مہر کے حضور ہوا شب پرہ آئینہ

بے وجہ منھ چھپاتا نہیں مجھ سے وہ صنم
پیار کر دکھاتے ہین اکثر آئینہ

توڑیگا یہ حجاب سکھائیگا سو جتن
لوحِ طلسمِ شرم ہے اے دلبر آئینہ

چہرہ سے تیرے ماہ کرے کیا برابری
خورشید آسمان سے نہو ہمسر آئینہ

کو رانکھہ ہو تصورِ معشوق اگر بہم
خاتم کا گھر اُجاڑ ہے گر بے نگین ہے

بیتا بیون سے دل کے تغیر رہا مدام
ہم ایک حال پر کبھی دو دن نہین رہے

ہر جا پہ اُسکو حاضر و ناظر سمجھتے ہین
وہ شوخ مثلِ خالقِ عالم کہین رہے

کچھہ دل لگی سوادِ شبِ غم مین چاہیے
پیشِ نظر بیاضِ کلامِ حزین رہے

زنجیرِ زلفِ یار مین جب سے اسیر ہین
زندانیون کی طرح کبھی خوش نہین رہے

تنگ خدا کرو دن مین اگر خشک آبرو
بحرِ جہان مین صورتِ دُرِّ ثمین رہے

تاثیرِ عشق حُسن اُڑا دے جو رنگِ رُو
گیندا سفید مثلِ گُلِ یاسمین رہے

یون ہمنے ہجر و وصل مین کاٹی تمام عمر
گہہ بوریا نشین گہے مسند نشین رہے

ہووے نہ ہاتھہ تنگ جو حاتم کی طرح سے
میرے عقیقِ لختِ جگر کا نگین رہے

مین چشمِ خونفشان کو جو پوچھون تو خشک ہے
پیراہن سفید مری آستین رہے

جان کندنی کی ہو کبھی ایذا نہ روح کو
پیشِ نظر جو یار دمِ واپسین رہے

گر پھانسنے پہ آئے تو ہم کس شمار مین
اُس زلف کے لپیٹ مین خاقانِ چین رہے

ہم تیرِ آہ پھینکتے ہین ہجرِ یار مین
کہدو نہ سامنے فلکِ ہفتمین رہے

بے عشق اشکِ چشم کی کیونکر ہو آبرو
بے اعتبار ہاتھہ مین جھوٹا نگین رہے

گئے قدم کی طرح سے ناقے کے ساتھہ ساتھ

انور کا دہیان اسے بیت محل نشین ہے

مٹے داغ غم الفت جگر سے
ہوا خالی خزانہ مال و زر سے

نکلتے ہیں بہت بن ٹھن کے گھر سے
خدا محفوظ رکھے بد نظر سے

قوی دل ہوں میں عشق سیمبر سے
بڑھی طاقت بشر رکھتا ہوں زر سے

گرے لخت جگر اشکوں کے ہمراہ
بھرا دامن مرا لعل و گہر سے

جو روتا ہوں جنوں میں صورت ابر
بھرے جنگل ہیں آب چشم تر سے

شب فرقت میں جب پیتا ہوں پانی
تو بہتا ہے میری چشم تر سے

بغل میں یار ہے مے بے خبر ہے
مزہ ہو مینہ اگر ایسے میں برسے

مسیحا کو میرے یار دٗبلا تو
ردی حالت ہے اب درد جگر سے

ہوا میں نالہ کش جس دن وہ بولے
جہاں خالی ہوا اب شور و شر سے

ہمیں ہیں محو شان تیری اٹھاتے
یہہ پتھر اٹھہ نہیں سکتا بشر سے

نہ بوسہ دیگا وہ دل لے کے انور
نہیں ملنے کا کچھہ اس سیمبر سے

عجب صدمہ جانکاہ انتظار میں ہے
قضا کا سامنا ہر روز ہجر یار میں ہے

ہوا ہے وحشت جنوں کیوں میرے گریباں گیر
ابہی تو دیر بہت آمد بہار میں ہے

کبھی تو وعدۂ دیدار ہے کبھی انکار
عجیب طرح کا تلون مزاج یار مین ہے

جلایا بار تو نے آنکھین دکھا کے مار کبھی
لبون مین معجزہ جادو نگاہ یار مین ہے

حواس ہوش و خرد پہلے ہی روانہ ہوئے
لبون پہ جان فقط تیرے انتظار مین ہے

خیال زلف مین الجھن سی دلکو رہتی ہے
وبال زیست مجھے انتظار یار مین ہے

جو پہول بھی کوئی سونگھا تو درد سیر مین ہوا
عجیب طرح کی نزاکت ہمارے یار مین ہے

کٹے فراق کا دن اور نصیب ہو شب وصل
دعا یہ روز دم صبح ہجر یار مین ہے

جنون کے ذوق کی نیرنگیان ہین تن عریان
ہزار رنگ کی کیفیت اس بہار مین ہے

جوانی مین سیر و دکھ ہے رنج پیری کا
خزان کے آنیکا کھٹکا مجھے بہار مین ہے

خدا کے واسطے ظالم ذرا کہا منظور
تپ جدائی سے از بسکہ اضطرار مین ہے

دیکھے کس کس کا گھر برباد ہے
آج پھر خنجر بکف جلاد ہے

انتہا بھی تمہارے ظلم کی
جسکو دیکھا مورد بیداد ہے

ان حسینون نے کیا بیجرم قتل
یا حسین ابن علی فریاد ہے

مین کہان جاؤن قفس کو چھوڑ کر
تجھ سے الفت مجکو اے صیاد ہے

تیشۂ غم کام اپنا کر چکا
سر گرانی صورت فرہاد ہے

بھولتی ہی کوئی لطف وصل تھی
مجکو ایذائے جدائی یاد ہے

ترجمہ اگر مجسم الفت ہو نہین
کیا پس و پیش اس مین اب جلا دہے

سچ کہو اس وقت کیا دہیان ہے
کس قمر کی تمکو انور یاد ہے

پاس بیٹہا ہے وہ دلبر اپنے
کون ہے آج برابر اپنے

شب ہجر آگ فلک سے برسی
نہ بجھے اسپہ بہی سور اپنے

رکہا گلشن کا یوسف کی طرح
اپنے دشمن ہین برادر اپنے

سنتے ہی نام شب فرقت کا
مردنی چہا گئی منہہ پر اپنے

کہین تلوار کو کہینچ جانے دو
سب پہ کہل جائین گے جوہر اپنے

اڑ کے پہونچائین گے نامے اُن تک
نہین پر تیغ کبوتر اپنے

عشق بت خوب نہین ترک کرو
یہی سمجہاتے ہین اکثر اپنے

اپنی آنکہون کو نکلوا ڈالین
میلے ہو جائین جو تیور اپنے

تمکو معشوق بنا یا ہمنے
یہہ بہی احسان ہین تم پر اپنے

طوق و زنجیر نہ کیونکر پہنین
اے جنون ہین یہی زیور اپنے

نکہت گل کی طرح وحشت مین
مین نہین جاتے ہے باہر اپنے

تنگ آ کر جو قفس مین پہڑکے
اڑ کے تا باغ گئے پر اپنے

خوب انصاف ہین کرتے ہین ذلیل
آپ بلوا کے مجھے گھر اپنے

کتنی عزت سر محفل ہو جائے
تم جگہہ دو جو برابر اپنے

پھرتے چلتے جو وہ آنکھین ادہر
عید ہو گھر مین مقرر اپنے

اختیار اپنا ہو کیونکر انپر
جبکہ قابو نہو دلپر اپنے

اور پلوا ابھی ایک دو ساغر
لب بہی ساقی نہ ہوے تر اپنے

مر رہین تہک کے شب ہجر جو ہم
شور برپا نہ ہو سر پر اپنے

ایسے اپنو سے ہین بیگانے خوب
نہین بیگانون سے بہتر اپنے

اپنی الفت کا کہان ذکر نہین
تذکرے اب تو ہین گھر گھر اپنے

کوے جانان مین پہونچکر بیٹھے
پڑگئے پاؤن مین لنگر اپنے

سوز دل کے ہین مضامین انور
گرم ہون شعر نہ کیونکر اپنے

یاد کرتا نہین وہ شوخ پریزاد مجھے
قتل کرنے کو بلاتا نہین جلاد مجھے

اور کیا اسکے سوا نام بتاؤن اپنا
کہتے ہین سب حسین عاشق ناشاد مجھے

مرد وحشی کا ستانا نہین ہوتا اچھا
اسقدر چھیڑ نہ او طفل پریزاد مجھے

مین وہ ہمدم ہون نہین تجھسے کسیدم غافل
تو نے بہولے سے بہی اک دن نہ کیا یاد مجھے

خانۂ عشق میرے طرح الٰہی ہو خراب
وہ بھی برباد ہو جسنے کیا برباد مجھے

عاشقی مین یہی دو نام میرے ہاتھ لگے
کوئی تو کہتا ہے مجنون کوئی فرہاد مجھے

دل گرفتہ مین اسیطرح رہا کرتا ہون
ہنسنے دیتی ہے کہان خاطرِ ناشاد مجھے

ورنہ کیا کام تھا اس دامِ بلا سے مجھکو
لائی تا کنجِ قفس الفتِ صیاد مجھے

اس اسیری مین اٹھائی ہے وہ راحت مینے
کہ رہائی نہین منظور ہے صیاد مجھے

اے فلک یون جو ہے درپے میری بربادی کے
کونسا تونے دیا خانۂ آباد مجھے

سیرِ گلزار کا کیا لطف ہے تنہائی مین
اپنے ہمراہ لے اے غیرتِ شمشاد مجھے

ہچکیان آئین جو فرقت مین بھی مین سمجھا
اس ستمگر نے کیا ہو نہ کہین یاد مجھے

شعر مین کھینچ کے دکھلایا سراپا انکا
ہین وہ ہون مانتے ہین مانی و بہزاد مجھے

اب تو اے بت تری زلفون مین گرفتار ہون مین
لوگ البتہ کبھی کہتے تھے آزاد مجھے

سوخت کرنے سے میرے کچھ نہ ملیگا تجھکو
کیون جلاتا ہے تو اے شوخ پریزاد مجھے

ورنہ دل کھول کے کرتا مین قفس مین نالے
کیا کرون ملتی نہین رخصتِ فریاد مجھے

سایہ کی طرح نہین چھوڑتا ہون ساتھ انور
رشک کیونکر نہ کہین یار کا ہمزاد مجھے

دل کو محبت بتِ ترسا نہین ہی
بیمار کو مسیح کی پروا نہین ہی

کرتے ہین دید چشم تصور سے یار کی
ظاہر مین دیکھنے کی بہی پروا نہین رہی

دل غم سے پُر ہے داغ نہ ہی خال وہی یا
اِس گھر مین دل کے رکھنی ہی جا نہین رہی

جاتے ہین ہم عدم کو تم آئے تو لطف کیا
اب کیا کہین زبان بہی گویا نہین رہی

دلچسپ کیا ہی الفت مژگان چشم یار
کانٹے رہے جگر مین پر ایذا نہین رہی

کیا درد اپنے دل کا سناؤن طبیب کو
یہان خواہش علاجِ مسیحا نہین رہی

کل پر نہ ٹال وصل کو جو کچھہ ہو آج ہو
اے شوخ تاب وعدۂ فردا نہین رہی

مارا جو مجھکو غش کے یہہ بولے رقیب سے
دیکھو تو اِس مین جان رہی یا نہین رہی

وہ تنگئ دہن کے سبب سے خموش ہین
گنجائش کلام بہی گویا نہین رہی

کب انتظار یار مین مثل کفِ کریم
ہر چشم میری جانب در وا نہین رہی

دیکھی ہین جب سے عشق کی نیرنگ سازیان
کچھہ آرزوے سیر و تماشا نہین رہی

اُس سیمتن کے عشق مین کہتا پہرونگا مین
مفلس ہون پاس دولتِ دنیا نہین رہی

دل کی گرفتگی نہ گئی ہجر یار مین
یہہ وہ گرہ ہے خواب مین بہی وا نہین رہی

راحت ملی یہہ سایۂ دیوار یار مین
اب آرزوے سایۂ طوبیٰ نہین رہی

چلاؤن کیون نہ ہجر یار مین ناقوس کی طرح
وصل صنم کی آس خدا یا نہین رہی

کنج قفس مین لطف ملا ہے یہہ ہم صفیر
اُڑنے کی صحن باغ مین پروا نہین رہی

چھٹوا نہ اتو خاک رہِ کوچۂ بتاں
تفضیح کوئی اے دلِ رسوا نہیں رہی

صدمے اُٹھائے ہیں غم فرقت میں اسقدر
اب وصل کی بھی دل کو تمنا نہیں رہی

انورؔ تیری ہی ڈسنے کو زلف سیاہ یار
ناگن کی طرح دیکھ لے لہرا نہیں رہی

زیست ہوگی نہ مسیحا کسی صورت اپنی
بڑھ گیا درد جگر گھٹ گئی طاقت اپنی

پاس عصمت نہیں تمدا نہ ہے ملت اپنی
خوش رہو آپ کے قابل نہیں صحبت اپنی

واہ رے حسن خداداد کہ آئینہ میں
محو ہوتا ہے وہ بت دیکھ کر صورت اپنی

درد آمیز سنائے اُسے پڑھ کر اشعار
کی بیان یار سے اس پردہ میں حالت اپنی

لے گیا آنکھ پھراتے ہی وہ صبر دلِ زار
لوٹ لی ترک جفا کیش نے دولت اپنی

شوق سے دلکو دکھاؤ نہ کرینگے شکوہ
جانجان خواہ تمہاری ہے یہ عادت اپنی

تیغ اس ترک کی ہے شہپر پرواز ہما
سر کے کٹنے کو سمجھا ہوں سعادت اپنی

دل لگانیکے لئے شہر میں آوارہ ہیں
رنج کنواسطے جاتی ہے راحت اپنی

مجھ سے مغرور کی آنکھیں ترے آگے جھکجاتیں
صنم اللہ دکھاتا ہے یہ قدرت اپنی

ہے اجازت جو کریں مطلب دل کچھ اظہار
نہ یہ طاقت نہ یہ قدرت نہ یہ جرأت اپنی

کر دیا عشق دہن نے ہمیں ایسا معدوم
نظر آتی نہیں آئینہ میں صورت اپنی

درد دل کا نہ مسیحا سے بھی ہووے گا علاج
ملک الموت پہ موقوف ہے صحت اپنی

بسکہ آئینہ سے صفا ہی سراپا اُس کا
دیکھ لیتا ہوں تن یار میں صورت اپنی

مرثیہ سے نہیں کم حال دل زار انور
سنکے رو دیتے ہیں دلسوز مصیبت اپنی

عشق ہے جب سے مجھے حسن بت پُرفن سے
چند دنوں روح کو تھا کچھ علاقہ تن سے

خال سُرمہ کا مٹا دیجیے رخ روشن سے
سنکھیے باروت کا دانہ الگ اس خرمن سے

اثر عشق کا اعجاز یہہ ہے صورت شمع
سر بھی کٹ جائے تو پیدا ہو رگ گردن سے

سمجھے ہم جب گل پیا ہو نظر آیا کرنے
روح کو کچھ نہیں رہتا ہے علاقہ تن سے

چھیڑنے سے مژہ یار کے دل نالاں ہے
یہہ وہ بندوق ہے چلتی ہے سدا سوزن سے

دل عشاق جلا کر وہ بہت پچھتایا
برق کو خاک بھی حاصل نہوا خرمن سے

موے خط خال کے دشمن ہیں خبردار رہو
مور دانے کو نہ لیجائیں کہیں خرمن سے

کیوں نہ غازہ سے صفائی رخ محبوب بڑھے
رنگ تصویر کا کھلتا ہے بہت روغن سے

سوزش آہ کے باعث ہیں مری اشک رواں
بتی جلنے میں پہنچتی ہے مدد روغن سے

تم کبھی پینے سے ہے انکار او مہر بکھو تو
تار لونگا اثر نشہ مئی چتون سے

عشق گل میں بھی بلبل کا مقولہ ہے تمام
خار کی طرح کھٹکتا ہی رہے دشمن سے

ضعف سی مثل حباب لب دریا ہون مین
ہی یہہ ہستی میری باہر میرے پیراہن سے

صاف دل کب ستم چرخ سے ہوتے ہین ذلیل
در کی غیرت ہی نہ رخنہ ہو کبھی روزن سے

نہ ہو سوز دل نالان جو کبھی بند ہوا آنکھہ
آگ بن ..وق مین جاتی ہی در روزن سے

مین ہون اسپند سر آتش سوزان انور
دل کسیکا نہین دکہتا ہی میری شیون سے

آدمی منتظر رحمت غفار رہے
یہہ جو چپ بیٹہے تو نہ کافر ہی گنہگار رہے

نہ اگر شرم حجاب نظر یار رہے
آنکہہ پڑ جاے مسیحا پہ تو بیمار رہے

یار کے گہر مین مناسب ہی دل زار رہے
خوب ہے تیر پاس مسیحا کے جو بیمار رہے

معجزہ اپنی مسیحائی کا دکہلاتے ہین
حکم ہے یہہ نہ کوئی شہر مین بیمار رہے

یہہ ہوا سر مین بہری رہتی ہے اپنے انگل
ناک کے پاس تیرا پہول سا رخسار رہے

بے حجابی نہین محبوب کی منظور نظر
آنکہہ کو کیا ہوس جلوہ دیدار رہے

طاقت پانے در یار سے رکہا محروم
لے گئے لوگ نہ جب قاتل رفتار رہے

ہی جوان مہر لقا یار پڑون پاؤن نہ کیون
دوپہر ٹہیک کہ سایہ تہ دیوار رہے

داغ کی جا ہی رہے پہلوی بلبل خالی
گل تر باغ مین جو بالین سر خار رہے

آتش دم تن خاکی مین یہہ دیتی ہی صدا
ساز بیکار ہی جس مین نہ کوئی تار رہے

ہووے پرہیز خطا سے جو بنی آدم کو
کوئی گندم کے کہانے کا روادار رہے

ہو اعشاق کی کثرت پہ وہ یوسف مغرور
ہو گران جنس زیادہ جو خریدار رہے

یہہ رہی آتش سودا میری سر مین تا عمر
شعلہ شمع ہمیشہ گل دستار رہے

شعلہ رو نفس دکہاوے جو کبہی گرمی سے
مہر کیطرح مسیحا کو تپ حار رہے

رخ رنگین سے جلائے وہ گلستان اگر
مثل سنبل کے دہوان گل سے نمودار رہے

بی حجابی رخ معشوق کی کہو دیتی ہے قدر
گل وہ کوڑی کو بکے جو سر بازار رہے

عشق کی وجہ سے دل سینہ مین گہبراتا ہے
ایک مزدور کہانتک یہہ لئے بار رہے

اے فلک بے سروسامانی ہے انور کو پسند
نہین منظور سر حشر بہی دستار رہے

کیا بلا زہر ہے تاثیر یہہ کر جاتا ہے
سانپ اس زلف کو چہوتا ہے تو مر جاتا ہے

پیچو چشم فسونگر ہون بلا دو لب کو
معجزہ ہووے تو جادو کا اثر جاتا ہے

یہہ اشارہ ہے کہ ہوویگا سر اکدن پامال
اس لئے زیر قدم سایہ سر جاتا ہے

صورت شمع ہون سرگرم رہ الفت مین
عرق سر میرے پاون سے گزر جاتا ہے

بود و باش اہل جہان کی ہے جدا نہین اُنسے
اور جب کبہی سایہ مین ٹہر جاتا ہے

درمیان جاتا نہین جاتا ہے جو عشق خطا کا
تشنہ رہجاتا ہے جب زہر اُتر جاتا ہے

ای صنم گر نہین ہے سلسلۂ جنسیت
کیون سر زلف تیرا سوے کمر جاتا ہے

قبر مین کرکے دفن انور کو عبث روتے ہین
شادی کرتے ہین مسافر کی جو گھر جاتا ہے

شوخی سے عیان ہے یہہ بت خردسال کی
آنکھین ملیگا پانون کے نیچے غزال کی

خیرات بوسہ دیجئے حسن و جمال کی
ٹلتی زکات سے ہے بلا جان و مال کی

ہو کر اسیر طائر دل چھوٹتے نہین
ہر ایک گرہ کمند ہے زلفون کے جال کی

خورشید دگہدگی ہے تری جگنو ہے ماہتاب
ہنسلی تیرے گلے مین ہے طوق ہلال کی

دوری مین بھی ہین پاس ترے یک و تن فکر
کٹتی ہے دور مین تیری ہیئت خیال کی

خط کی نمود کھوتی ہے عالم شباب کا
ڈھلتا ہے دن جب آتی ہے ساعت زوال کی

مقبول حق کو رہتا ہے آفت کا سامنا
گردن ہمیشہ کٹتی ہے صید حلال کی

مین آتش فراق سے دم بھر مین جل گیا
گویا کہ مشت خاک یہہ ڈھیری تھی پیال کی

انور ہون زلف یار کے سودے سے ناتوان
لنگر ہے میرے پانون مین زنجیر بال کی

نالے ہین پیش پیش روانہ نشان سے
دیوانے اے پری ترے چلتی مین شان سے

اللہ رے رعب یار دم عرض مدعا
نکلا نہ الامان کے سوا کچھ زبان سے

چکی مین پیستا ہی نشیب و فراز دہر — صدمے پہونچ رہے ہین زمین آسمان سے
نالون سے میرے رہتا ہی چکر مین آسمان — یہہ فیل بہاگتا ہوا پہرتا ہے بان سے
انکہین طلائی رنگ کی الفت مین زرد ہین — یرقان نرگس آنکہہ کو ہے زعفران سے

کانٹون لگا جو اشک نکل آئے ہجر مین
انور کو آبرو ہے عزیز اپنی جان سے

جاتے ہی رنگ اڑا دیا اس گلعذار نے — باندہی ہوا بہت تہی چمن مین بہار نے
نکلی جو تن سے روح لگا مین پکارنے — توسن کو اپنے چہوڑ دیا ہے سوار نے
خونریزی مین نہ ابروی جانان نے کی کمی — پہیرا دم جہاد نہ منہہ ذوالفقار نے
چہرے پہ ہین گرہے مژہ اشکبار سے — کانٹا زمین باغ کو اس آبشار نے

انور دلا کے صدمہ دیوانگی کی یاد
جی سن سنا دیا ہے نسیم بہار نے

واعظ نکر بیان مذمت شراب کی — جائز خدا نے رکہی ہے حرمت شراب کی
وہ رشک آفتاب نہووے تو ساقیا — بدتر ہی زہر غم سے ہی صحبت شراب کی
طالب جہانمین رکہتی ہین مطلوب کو عزیز — رندونکو ہووے کیون نہ محبت شراب کی
نا آشنا ہی اس سی کرے کیون نہ اجتناب — پائی نہین ہی شیخ نے لذت شراب کی

میخانۂ خراب میں ہستی کے ساقیا
لائی کشاں کشاں مجھے الفت شراب کی

انجام کا نہیں ہی کسی شخص کو خیال
معجون آب و گل میں ہی غفلت شراب کی

مارا ہی سرد مہریٔ ایام نے مجھے
تاثیر کیا کریگی حرارت شراب کی

غم دو جہانکا رہتا نہیں ایک جام سے
سرمایۂ سرور ہی خلقت شراب کی

یہانتک ہے خشک قدح آفتاب ہی
ایسی جہان میں ہو گئی قلت شراب کی

وہ رند بادہ نوش ہوں شیشہ کیطرح سے
پیؤں کبھی نہ کہ نہو طاقت شراب کی

واعظ سے کہدے کوئی کہ تشریف لائیے
کرتا ہی شیخ بیان فضیلت شراب کی

بے آب تیرے دست حنائی سے ہے شفق
پھیکی ہے تیرے رنگ سے رنگت شراب کی

انور پہ نشہ میں ہوا بیوجہ گرم یار
آخر ہوئی نہ ضبط حرارت شراب کی

فرقت میں ساقیا مجھی آتش آفتاب کے
بو ہے کباب سوختہ بوئے شراب کی

کرنے نپائے سیر جہان خراب کی
کیا طی سمند عمر نے منزل شتاب کی

ہمنے ثنائے سی جو رقم بیحساب کی
کلک رقم طراز قلم ہے شراب کی

یوں زندگی تمام ہوئی مجھ خراب کی
طفلی کا لطف پایا نہ لذت شباب کی

ہے جبکی روی یار پہ آمد شباب کی
جھپکی نہ جب سے انکھ مہ و آفتاب کی

وہ بادہ نوش ہون میری خلقت مین ہے ادا
خالق نے صرف پانی کے بدلے شراب کی

رکھیگا دو نگا خشت خم عوض فرد سامنے
مجھہ رند سے جو ہوویگی پرسش حساب کی

بے پوچھے بخش دیگا یقین ہے خدا مجھے
کیا گنتی ہووے گی گنہ بے حساب کی

سینہ مین دل جلا نہ کسی کو خبر ہوئی
بیرون خانہ بو نہ گئی اس کباب کی

ہے جیسے میری سر مین تیرے قصر کی ہوا
بستی پسند ہے نہ جہان خراب کی

سرگرم اختلاط جو غیرون سے وہ ہوا
بجلی گری جگر پہ میرے اضطراب کی

کیا دل کا حال اپنے کرے آپ سے بیان
آگاہ یہہ غلام ہے خو سے جناب کی

اے شہسوار تیری کف پا کے فیض سے
روشن ہوئی ہے چشم تمنا رکاب کی

ساقی وہ بادہ نوش ہون کہتا ہون مین مدام
دل کی طرح سے پہلو مین بوتل شراب کی

ہوتی نہین خدا کے غضب کی کسیکو تاب
اے بت دکھا نہ مجھکو تو صورت عتاب کی

پیغام یاس سنتے ہی تن سے نکل گئی
تھی روح منتظر ترے خط کے جواب کی

مین سونگھتا ہون اسکو جو آتا ہے غش کبھی
مجھہ رند کا ہے لخلخہ بوتل شراب کی

انور ہے اسکو حسن منور کا اسکے عشق
رنگت جو زرد ہوگئی ہے آفتاب کی

بلبل سے گل بہت ہین لاف جمال کرتے
ایکدن چمن مین چلکر تم گوشمال کرتے

دکہلا کے روے رنگین تلوارین مارتے ہین
وہ دیکے خونبہا ہین محکے حلال کرتے

موقوف ان ہتونکا ہوتا نہین تقاضا
دل جان کا ہین جہسے ہر دم سوال کرتے

بی غدر کاٹ ڈالین سر کو طلب کرین دوست
دشمن کا کہے نہین ہم رد سوال کرتے

دم بہر نہین اُلٹتے منہہ سے نقاب اپنے
یوسف وہ آپ کو ہین دلمین خیال کرتے

نازان ہین ملک دلپر اتنے کہ اسمین کیا کیا
فرمانروائیان ہین حسن و جمال کرتے

اللہ ہی بچائے زلفون سے یار کی دل
یہہ ترک سیکڑونکا غارت ہین مال کرتے

ہو کر خفا عجب کیا گر یار مہربان ہو
معزول نوکرونکو بہی ہین بحال کرتے

چشم سیاہ رو سے کرتے جو قتل انور
مژگان سے قبر کندہ میری غزال کرتے

گر کمان قبضے مین ہو وہ اُس بت بے پیر کے
طائران سدرہ تک ہو وین نشانے تیر کے

بزم عالم مین ہر وہ طفل حسین تو نے صنم
دم پہڑکتے ہین ترے اوپر جوان و پیر کے

اسقدر شہرہ ہین اُسکے حسن عالمگیر کے
چین مین چاہتے ہین نقشے یار کی تصویر کے

ساقی کوثر کی الفت مین پیا کرتا ہون می
رحمت حق ہو بلا گردان میری تقصیر کے

صبح روے یار پر ہر عکس گیسو اسطرح
مار پیچان جسطرح سے قدح مین ہو شیر کے

تیر کے سوفار دیکانسے ہوا ثابت مجھے
لب تبسم آشنا ہوتے نہین دلگیر کے

قدرت حق سہی ہے دریائے صباحت روئے یار
چین پیشانی ہر اک ہمشیرہ ہے جوئے شیر کی

قتل پہنا کر سلاسل اس لئے انور کیا
ذبح کرتے باندہتے ہین دست و پا نخچیر کے

ملنا محال آج بہی گو روز عید ہے
خنجر ملے گلے سے تو ہان کیا بعید ہے

ہر روز کے فراق کا صدمہ شدید ہے
گردن سے تیغ یار ملجائے عید ہے

جس روز ہمکنار رہو تم روز عید ہے
تم پاس ہو تو ساعت بد بہی سعید ہے

ابرو ہلال عید ہے شاید کہ یار کا
جو چشم ہے جہانمین مشتاق دید ہے

آتا جو ہو تو آپ چہوٹون عذاب سے
مرتا ہون وقت نزع ہے ایذا شدید ہے

ارزان ہے مول بیچتے ہین ایک نظر پہ دل
جی جسکا چاہے لے اسے مال مزید ہے

شیدائے یار مجہسا نہووے گا دوسرا
دل محو شوق چشم ہر ایک محو دید ہے

دل مین خیال ہے بت کافر کے خال کا
اس کعبہ مین بچہا ہوا فرش حدید ہے

ایماے چشم یار ہے نرگس سے باغ مین
اوپر اٹہانا آنکہ حیا سے بعید ہے

دل مین خیال یار گذرتا ہے کس طرح
اس غمکدہ کو در ہے نہ قفل و کلید ہے

منہہ دیکہہ دیکہہ یار کا کہتے ہین جوہری
یاقوت لب ہین دانت گہر مل حدید ہے

خط خیریت سے پہونچا نہ انور کا آسکے گہر

سرنامہ سر کا آیا یہہ اُنکی رسید ہے

غضب ہے الفت عشق بتان لب کے لئے	یہہ بار چاہیئے تہا کوہ کی کمر کے لئے
خراب پہرتا ہون محبوب سیمبر کے لئے	ہوا ہون اختر سیار ایک قمر کے لئے
تمہارے ابرو و مژگان سے کس طرح بدن	یہہ تیر دل کے لئے ہین وہ تیغ سر کے لئے
ہوا سے زلفین کیون ہو نہ جوش رونیکا	دہوان زیادہ تر آفت ہے چشم تر کے لئے
نہ دہوون اشک ندامت سے کس طرح منہہ کو	کہ آبرو ہے مقدم ہر ایک بشر کے لئے

سمجھتے ہم تو ہین انور کہ عہد مہر دین
چکور مرتے ہین کس واسطے قمر کے لئے

پہر کسی روز میرے گہر ہین وہ آنے والے	نہین معلوم کہ کیا رنگ ہین لانے والے
قبر عشاق پہ جاتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ	بیخبر سوتے ہین کیا میرے جگانے والے
طالب وصل کو نہین ہے کرتے ہین فنا	آپ دم دیکے کلیجا لگانے والے
ہنسنے والے ہی مجھے دیکہکے روتے ہین تمام	ہاتہہ ملتے ہین بغلونکے بجانے والے
نہ ملا خال رخ یار کا بوسہ ہمکو	اور ہی لوگ ہین گلچھڑے اُڑانے والے
کوئی رونے کو ہنسی مین ہی ہمین دیکہیئے	ہم تو ہین چشمونسے دریا کے بہانے والے
سخت جانی سے میری پہر گیا منہہ تیغونکا	دست کش ہوگئے اب ہاتہہ لگانے والے

رکھہ کے ہاتھہ پہ نہ قرآن کو بہول او واعظ
تجہسے ہین سیکڑون قرآن اٹہانیوالے

سخت باتین نہ کرو بوالہوسون سے اے یار
یہہ نہین ہمسے کرٹی چوٹ اٹہانیوالے

ہمسے جو کہیئے وہ کرتے ہین ابہی بے تاخیر
ہم ہتیلی پہ ہین سرسون جانے والے

راہ یہہ کوچہ معشوق کی ہے آفت خیز
پہونک پہونک اپنے قدم رکہتے ہین جانیوالے

تیر چلا کے یہہ کہتا ہے کہ اپنی منزل
ایک ہی گام مین طے کرتے ہین جانیوالے

پہر گئی دیدۂ و دل عشق بتان مین انور
میرے دلسوز ہوے میرے جلانے والے

شکر خالق نہ کیون کرون دل سے
بچکر آیا ہون تیغ قاتل سے

یہہ دعا ہے خدا سے عادل سے
جائے وہ بت نہ کعبۂ دل سے

یار سے عجز بے محل ہے فضول
فائدہ کیا نماز باطل سے

مار گیسوئے یار کا ہے شغل
عشق بازون کے مہرۂ دل سے

پنکہڑی سی پہول کی مجہے سے یار
کم نہین تیغ تیز قاتل سے

دل کے چہالے ہین تیغ کے چہالے
پہوٹین گے یہہ پہپہولے مشکل سے

اوس کے آگے نہ حشر تک سے نکلے
مہر مشرق سے ماہ منزل سے

میرے پہلو مین یار کیون نرہے
بحر ہوتے جدا نہ ساحل سے

میرا معشوق ہے وہ پردہ نشین | نکلے گا حشر کو نہ محمل سے
ناخن انگلی سے کس طرح ہو جدا | عشق ابرو نہ جائیگا دل سے

قدر انور رہے ان حسینون مین کم
گو مرا ابروے تناحل سے

لی نہ اُس شوخ نے خبر میری | آہ کتنی ہے بے اثر میری
سامنے تیرے جور کو دیکھون | ایسی بد مین نہین نظر میری
عشق مین ہو رہا ہون مین خود گم | مجکو ملتی نہین خبر میری
پاے خم پر ہے جبین نیاز | زندگی یون ہوے بسر میری
بار عشق بیان اُٹھا تا ہون | کمر کوہ ہے کمر میری
یار خوش خط کے روبرو کہنا | جو حقیقت ہے نامہ بر میری
سر کٹا لاکہہ بار صورت شمع | عشق مین یون ہوئی بسر میری

کسی بت کو نہ دون مین دل انور
سن لے اتنی خدا اگر میری

عشق مین تلف حیات ہوئی | لیلۃ القدر مین وفات ہوئی
گرم خو کو سکوت لازم ہے | شعلہ کی کب زبان سے بات ہوئی

وصل و ہجران مین غم رہا یکسان
اور کو نہ دراز رات ہوئی

بزم مولود مین جو یار آیا
دیکھنے والون کی وفات ہوئی

یار سے عمر بھر مثال کلیم
نہ کبھی بے حجاب بات ہوئی

اُس دہن کے حضور غنچے سے
منھ کے کھلنے پہ بھی نہ بات ہوئی

آکے جان لے گئے بوسہ لب
پی کے آب بقا حیات ہوئی

اُس کی تعریف کیا کرے انور
ہر صفت جس کی عین ذات ہوئی

کیا کیا مصیبتین نہ اٹھین رسم وراہ کی
اب آپ ہی کے ہاتھ ہے صورت نباہ کی

ہو فتح کسکی دیکھیے کسکی شکست ہے
اٹکی ہے بگڑی لاڑ سے اُس کجکلاہ کی

تسکین دل کیواسطے کہتا ہون بحث دل
کرتا ہون صرف چاہ مین مٹی کو چاہ کی

رکھتا ہے ہاتھ آنکھون پہ وہ شوخ شرم سے
شاہین نے اپنے پنجہ کو اپنے کلاہ کی

قایل ہون مین قناعت چشم حباب کا
کپڑون کی کشتیون مین پسند ایک کلاہ کی

صدمے اٹھائے گردش چشمان یار سے
دیکھا دورنگیون کو سفید و سیاہ کی

انور وہ بے نقاب جو آجاے بام پر
نکلے چمک کے اتنی حقیقت ہے ماہ کی

کس طرح نکلون آشیانے سے
یار غافل نہین نشانے سے

شمع مثل چراغ روز جلی
شعلہ رو شب کو تیرے آنے سے

جان دیتا ہون لالہ رویون پر
شوق ہے دل کو داغ کھانے سے

جائے شادی نہین ہر باغ جہان
کیون نہ دل تنگ ہو زمانے سے

کوئی بگڑے اُسے نہین پروا
کام ہے زلف کے بنانے سے

اشکباری سے سوز دل نہ گھٹا
آگ لگتی رہی بجھانے سے

عنچۂ گل سے یہہ کھلا **انور**
منہہ بگڑتا ہے مسکرانے سے

دُو دِ تیغ اُٹھاؤ ہاتھہ نہ تم امتحان سے
کاٹو زبان جو اُف بھی کرو نہین زبان سے

ابرو دکھا کے کہتا ہے قاتل زبان سے
مین لونگا ذوالفقار کا کام اس کمان سے

پھولے نہین سماتے ہین گلہائے بوستان
نسبت جو دی ہے شاعرون نے اسکی کان سے

کم ہووے حرص کیا دل سوزانکی داغ سے
سیری تنور کی نہین ہوتی ہے پان سے

توام قد دوتا سے ہے یہان تیر گئے بخت
اٹھے کمان کا داغ نجاوے کمان سے

تجھہ سے ہوا جو آئینہ رو صورت آشنا
بیگانہ ہو گیا ہے وہ سارے جہان سے

مانند زخم ہنسی دیا منہہ میرا یار نے
مطلب کی بات کچھہ بھی نہ نکلی زبان سے

دل کا میری غبار جو نکلا تو ہے یقین
ملجائیگا زمین کا کرہ آسمان سے

بلبل عبث ہے شکوۂ جور و جفا ہے گل
مہر و محبت اٹھ گئی ہمارے جہان سے

ہر چیز سے دراز ہے قد بلند یار
بچی بتا ہون لاکھ مین مین اس نشان سے

کیا کہیے حال گرمیئے روز فراق کا
برسی ہے آگ چار پہر آسمان سے

خالی شگفتگی سے نہین انور اُسکی بات
کہلتی زبان غنچہ ہے اُسکے بیان سے

صنعت مین عارض و زلف دوتا کے
نہ سوجھی فکر ہی صبح و مسا کی

بتون نے شدت جور و جفا کی
دوہائی ہے دوہائی ہے خدا کی

ہمارے دلربا کی چشم بد دور
غضب چتون ہے اور شوخی بلا کی

نہ آنے سے تیرے ای شعلہ رو شمع
سحر تک شکل پروانہ جلا کی

جنازہ دیکھکر عاشق کا رو کر
یہہ بولا ہاے کیا تو نے دغا کی

جلایا خاک کر ڈالا مٹایا
ہوئی اب انتہا جور و جفا کی

مسیحائی کا دم بہرتے ہو صاحب
تمہین فریاد میری کیا دوا کی

ذرا مل کر تو دیکھو ہاتھہ مین تم
ہمارے خون مین ہے شوخی حنا کی

چڑھاے پہول دو تربت پہ میری
اگر اتنی عنایت کی تو کیا کی

ملے ایک بوسہ اُسکو اے رشکِ حسن
تمنا ہے یہی تیرے گدا کی

خمِ ابروے جاناں مین اب اے دل
عبادت چاہیئے کرنا خدا کی

نہ اُٹھایا تھا منھ پر سے شبِ وصل
حیا کی تھی صنم نے انتہا کی

بغل مین اپنے ہی وہ سیم تن یار
نہین خواہش ہو مجکو کیمیا کی

تمہارے دید کو بعدِ فنا بھی
ہماری روح بھٹکا کی پھرا کی

جواب خط نہ لکھے گا وہ قاتل
اگر قاصد بچے قدرت خدا کی

اب آئے ہو ہمارے قتل کے بعد
نہ تھی شاید خبر عید الضحیٰ کی

گھٹا کی ابرو کیا ہے ہمیشہ
ہمارے دیدۂ تر سے گھٹا کی

کہوں کیا اُسکی خونریزی کا عالم
کئی دن خون کی ندی بہا کی

جو آئے ہو تو سُن لو دردِ دل بھی
اگر کچھ شرم ہے مہر و وفا کی

خدا کے واسطے کر رحم اے بُت
نہین اُٹھتی ہے اب سختی جفا کی

گنہ ہو جاتے ہین دم بھر مین سب عفو
عجب سرکار ہے **انور** خدا کی

قتل کرنے مین میرے انکار کیون دیکھیے
خون سے تر کر لیا سب اپنا دامن دیکھیے

اب تو ہے نام خدا آغاز جوبن دیکھیے
ایک ذرا آئینہ لیکر روے روشن دیکھیے

فصل گل آئی تو لیکن قسمت اپنی اپنی ہے
کوئی زندان میں کوئی سیر گلستان میں رہے

زلف رکھنا چاہیے چشمان آہو گیر پر
ہے بجا زنجیر اگر پائے غزالان میں رہے

عشق خط سبز ہی میں زیست آخر ہو گئی
ہم تمامی عمر مشق خط ریحان میں رہے

میرے گھر میں آکے وہ رشک سلیمان گر رہے
نام پر لوگا نہ پھر باقی پرستان میں رہے

اسقدر اب میں کھٹکتا ہوں تمہاری آنکھ سے
کہتے ہو جا کر یہہ صحرائے مغیلان میں رہے

ایسا دلا چھوڑا درد فرقت نے مجھے
سب اطبائے جہان تدبیر درمان میں رہے

قید کرکے مجکو اسنے دیدیا یہہ حکم عام
کوئی بھی قید ہی تا بمحبس زندان میں رہے

یار نے وعدہ کیا ہے میرے گھر آنیکا آج
یاالٰہی خار و خس چشم نگہبان میں رہے

آہ سوزان کا اثر دکھلاؤن گر میں آپکو
نام سردی کا نہ پھر فصل زمستان میں رہے

فصل گل آکر گئی فصل خزان داخل ہوئی
وائے غفلت دو نو ہاتھ اپنے گریبان میں رہے

کون معشوق ہے اب پردہ دار عاشقان
مثل یوسف متہم ہو کرکے زندان میں رہے

حال آنے اور نہ آنیکا تو کہیے گا مگر
یہہ عبارت اے پریرو خط کے عنوان میں رہے

یوں بسر ہوتی ہے کھٹکے میں ہماری آدن
پر خطر دایم زبان جس طرح زندان میں رہے

زلف پیچانکو جو مینے چھو لیا اس جرم سے
حکم یہہ آیا کہ اسکا پانون جولان میں رہے

سیر گلشن اسطرح منظور ہے اے گلبدن
جسطرح دامان میں چولی چولی دامان میں رہے

رہ سکتے سے نہین رکتا ہم کسیکے کوئی | کھینچ لے جاتی ہے جو وقت قضا آتی ہے

گالیان دینے مین کچھ بھی نہ ہوا تمکو حجاب
بوسہ انور نے جو مانگا تو حیا آتی ہے

کچھ میری سنئے اور کچھ اپنی سنائیے | خود آئیے نہین تو مجھی کو بلائیے
اب ہجر دور کیجیئے نزدیک آئیے | جام شراب بھیجیئے ہمکو پلائیے
آخر مریض عشق تمہارا اچھا ہوا | اعجاز عیسوی بھلا اب تو دکھائیے
کوئی حسین اور نہین کیا جہان مین | باز آیا اس غرور و تکبر سے جائیے
مئی ہے گھٹا ہے سبزہ ہے آب روان بھی ہے | تکلیف اگر نہو مجھے تو دم بھر کو آئیے
باز آیا باز آیا محبت سے آپ کی | اب جی مین ہے دل اور کسی سے لگائیے
آنا جو ہو تو آؤ نہین تو جواب دو | آخر کہان تلک غم ہجران اٹھائیے
لازم نہین حجاب شب وصل مین تمہین | سینہ سے سینہ پہلو سے پہلو ملائیے
حال مریض عشق بہت آج تنگ ہے | مرجائے گر تو لاش کو اٹھا کے جائیے
سنتا ہون تمنے سیکڑون مردے جلائیے | جب جانین ہم جو کشتے کو اپنے جلائیے
انصاف ہوگا خالق عالم کے سامنے | ہو جو جتنا چاہیئے دل کو ستائیے
اب کونسی رہی ہے توقع جناب سے | کہتے ہو ہر گھڑی کہ میرے گھر سے جائیے

جسمیں جلدی ہو تیرے بیمار الفت کو شفا
اے مسیحا اب وہ رکھی ہے دوا کس کے لئے

کیا سبب کیا وجہ ہے کہیئے تو مجھسے صاف صاف
آج بیٹھے ہو مکدر مشفقا کس کے لئے

وہ زمانہ ہے کہ لخت دل ہے تشنہ خون کا
کیوں کروں میں اب تحفظ جانکا کس کے لئے

وامق و فرہاد و مجنوں ابتدا ہی سے مٹے
عشق کی حاصل ہوئی ہے انتہا کس کے لئے

ایک دن بھی دیکھنے آیا نہ وہ رشک مسیح
جب یہ رنجش تو پھر دیتا دوا کسکے لئے

مرگیا بیمار ہجران تیرا اے رشک مسیح
اب وہ رکھا ہے چھپا کر معجزا کس کے لئے

سیکڑوں عاشق کئے ہیں قتل تیغ تیز سے
کتنے مانگی آپ سے یہ خونبہا کس کے لئے

تیرے بیمار محبت نے کیا دنیا سے کوچ
اے مسیحا اب جو دیتا ہے دوا کس کے لئے

خون دل پی پی کے انور عمر آخر ہو گئی
جام مے لایا ہے پھر کر ساقیا کس کے لئے

بڑھ چلی ہے آجکل زلف معنبر دیکھئے
ہو وے پاؤں کی نہ یہ زنجیر لنگر دیکھئے

رکھدیا ہے اس لئے جلاد کے قدموں پہ سر
خنجر فولاد کے بھی آج جوہر دیکھئے

خاک چھانی کیسی کیسی ہمنے انکے عشق میں
تسپہ بھی رہتے ہیں وہ ہمسے مکدر دیکھئے

خوف بد بیں کی نظر سے دلمیں رکھیگا ضرور
پھرتے رہتے ہیں ہٹ اب آپ گھر گھر دیکھئے

ہے اگر یاں محبت کچھ تمہیں قدر نظر
ایک ذرا میری طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھئے

لے لیا بوسہ لپٹ کر جب تو فرمانے لگے
ایسی گستاخی کا انجام بد تر دیکھیے

کرنے دو جور و ستم اُنکو غم اسکا نہیں
کر لیا انور نے سینہ کو پتھر دیکھیے

پچھایا بام پر اُس ماہرو نے آج بستر ہے
ہمیں ہونگے وہاں گر اوج پر اپنا مقدر ہے

تیرے بیمار کا حال ای مسیحا روز بدتر ہے
میرے نزدیک اس جینے سے مرجاے تو بہتر ہے

تم اپنے ہاتھ سے گر قتل کر ڈالو تو بہتر ہے
نہیں آخر تو اکدن موت کا وعدہ مقرر ہے

چمن کی سیر ہے مے ہے گھٹا ہے دور ساغر ہے
اگر اس جلسے میں تم بھی چلے آؤ تو بہتر ہے

میں اپنی خاک کے بارہ میں جب اُس سے کہتا ہوں
اُڑا دیتا ہے سنکر اسقدر مجھ سے مکدر ہے

کسی صورت سے ساتھ اُسکا چھٹا اب سخت ایذا ہے
نہیں معلوم سینے میں تیرے دل ہے کہ پتھر ہے

ہزاروں تیغ گردن پر چلیں لیکن نہیں مرتے
ہماری سخت جانی میں فقط اک جوہر ہے

کبھی تیغیں نکلتی ہیں کبھی خنجر نکلتے ہیں
ہمارے ذبح میں یہ اہتمام اللہ اکبر ہے

بہت تیور چڑھا کر اور مسلح ہو کے آیا ہے
میں خود ہی مر رہا ہوں کیا ارادہ ای ستمگر ہے

جب اپنے قتل کی درخواست کی میں نے تو یہ بولے
تو ایسے وقت آیا ہے نہ برچھی ہے نہ خنجر ہے

یہی کہتا ہے سر کاٹونگا اکدن روز وہ قاتل
نہیں معلوم آوازہ سر محفل یہ کس پر ہے

ہمیں بے سبب کیواسطے دیوانہ کہتے ہیں
نہ زنجیر گران ہے پانوں میں اپنے نہ لنگر ہے

جواب خطامین کی تکرار میرے نامہ بر نے جب
خفا ہو کر لگا کہنے تو قاصد ہو یا پیمبر ہے

گنہگاران الفت سیکڑون ہی قتل کرتا ہے
مزاج اب آجکل چنگیز خان سے اُسکا بڑھکر ہے

جگر مین چشم مین سینہ مین لمین آپ مین تو
بہلا دیکہو تو ہمین کون ٹوٹا ہوا گہر ہے

تمہاری زلف کا کاٹا ہوا بچتے نہین دیکہا
بلا کا زہر ہے اسکا نہ منتر ہے نہ جنتر ہے

مژہ کی اور ابرو کی صفت انسی کچہہ پوچہی
عجب سی بولے ہمین ایک برچہی ایک خنجر ہے

مجہے جب دیکہتا ہی وہ ستمگر ہیون چڑہاتا ہے
یہہ سمجہا ہون کہ ایکدن اُسکا خنجر ہی اسر ہے

سنا کرتا ہون قصہ قیس کے فرہاد کے ہر دم
نہین فرق الحجہہ عشق مین کون ہمین بڑہکر ہے

تیری زلف سیہ کو چہو کر کہو یا جان کو اپنی
خطا تیری نہین ہمین قصور اپنا سراسر ہے

نہین مثل خلیل استاد اب کوئی زمانے مین
انہین کا یادگار اس شہر مین ہی ایک انور ہے

ہین خفا وہ بت خود کام خدا خیر کرے
ترک ہے نامہ و پیغام خدا خیر کرے

بیٹھے ہین وہ لب بام خدا خیر کرے
جلوہ حسن ہوا عام خدا خیر کرے

یار آزردہ ہوا سنا ہے فرقت کا
کیا کرے گردش ایام خدا خیر کرے

رنگ صحبت کا نظر آتا ہے بگڑا مجہکو
دیتے ہین باتون مین الزام خدا خیر کرے

عاشق زلف و رخ صاف سمجہکر مجہکو
کرتے ہین سحر و شام خدا خیر کرے

سنکے کہتا ہے میرا ذکر وہ خورشید لقا
پہولکر کس کا لیا نام خدا خیر کرے

نکلے کا صلح کی باتون مین بہی شر کا پہلو
مدعی لاتے ہین پیغام خدا خیر کرے

خط مین اُس شوخ نے کیا جانئے کیا ہے لکہا
سُست ہے قاصد ناکام خدا خیر کرے

بات خالی نہین ہے کوئی دل آزاری سے
شر پہ ہر وہ بت خودکام خدا خیر کرے

دخل اغیار کا صحبت مین ہوا ہے منظور
آجکل ہوتے ہین بدنام خدا خیر کرے

ہاتہہ مین زلف سیہ فام کو رکہتا ہے وہ شوخ
دست صیاد مین ہے دام خدا خیر کرے

عطر فتنہ کا لگاتا ہے وہ جس دن انور
صبح سے کہتا ہون تا شام خدا خیر کرے

اپنے نالون نے دیکہا انکو گہبراتے ہوئے
عمر گذری صورت ناقوس چلاتے ہوئے

کہول دیتے ہین وہ زلفین میری گہبراتے ہوئے
پرچم اقبال دکہلاتے ہین لہراتے ہوئے

رو دیا صبح شب وصل اُس بت عیار نے
خوب جیسا دیکہا الفت کا گہر جاتے ہوئے

ہمنے انکو گلبدن غنچہ دہن جب سے کہا
بلبلون کے سامنے پہرتے ہین اتراتے ہوئے

تند ہے دور شراب ناب سے وہ بد مزاج
دیر دم بہر بہی نہین لگتی بگڑ جاتے ہوئے

خانہ عاشق ہے یہ اے طفل گورستان نہین
کیون تجہے وسواس آتے ہین یہان آتے ہوئے

آپ وہ بیرحم ہین بیباک ہین سفاک ہین
خون ناحق کرکے بہی دیکہا نہ پچہتاتے ہوئے

کیا زبانِ ذوالفقار حیدرِ کرار ہون
مدعی کہتے ہین کیون منہہ پر میرے آتے ہوئے

جامۂ بے جسم ہین مثل حباب آب جو
پہرتے ہین ہم بحر ہستی مین ہوا کہاتے ہوئے

عاشق گیسو کے سر پر آسمانون سے بلا
دیر لگتی ہی نہین مثل قضا آتے ہوئے

شمع کا نور ہی سینۂ خالی مین میرے خوف سے
اپنے شعلے کی طرح آتی ہے تہراتے ہوئے

بوسۂ لبہاے شیرین کی حلاوت کیا کہون
اس مٹھائی سے نہین بہرتا ہے دل کہاتے ہوئے

جان بلب ہون اب تو بیمہری سے اس کافر کی بس
بد دعا کرتے مسافر کو نہین جاتے ہوئے

انور بیمار کا حال اسقدر تغییر ہے
ہول آتی ہے مسیحا کو یہان آتے ہوئے

نہ کیا ربط گہڑی بہر نہ کسی عنوان ہم سے
صورتِ عمر رہا یار گریزان ہم سے

عمر غنچہ کی طرح تنگدلی مین گذری
ہنس کے بولا نہ کبہی وہ گل خندان ہم سے

کس حسین کی نہین زلفون مین پہنسایا دلکو
نہین آباد ہوا کونسا زندان ہم سے

اِس نوا سنجی بیرنگ سے اڑتا ہے دماغ
گرکے نالے نہ اڑین مرغ گلستان ہم سے

روز دربانِ درِ یار الجہہ پڑتے ہین
خار کہاتے ہین عبث خارِ گلستان ہم سے

ایسے وحشی ہوئے سودے مین سب چشمون کے
سیل کرنے لگے آہوے بیابان ہم سے

سر بکف معرکۂ عشق مین ہم رہتے ہین
ہم وہ ہین مرد کہ چہٹا نہین میدان ہم سے

وہ مسلمان ہین کہ ہر دیر مین چلاتے ہین
منت لے کوئی صنم دولت ایمان ہمسے

وہ سیہ بخت ہین ہم ہو نہ کسیطرح سفید
لے سیاہی جو کوئی زلف پریشان ہمسے

شمع خورشید سے روشن ہے سوا اپنا داغ
کیا تعجب ہے جلین سرو چراغان ہمسے

آنکہہ بہی ابتو ملاتے نہین اللہ اللہ
پہر گیا آپ کا دل صورت مژگان ہمسے

مشق کی ہے یہہ شب ہجر مین بیتابی کی
لوٹنا سیکہہ لے آکر دُرِ غلطان ہمسے

اسقدر طول کہنچا اپنے گرفتاری کو
تنگ زندان ہے تو زنجیر ہے نالان ہمسے

کفر و اسلام کی رکہتے جو نہین قید اُنکو
مُنہہ پہراتا ہے ہر گبر و مسلمان ہمسے

ہمت بٹہا دے فرش قناعت پہ گر مجہے
رکہنا قدم کا تنگ ہے پہر عرش پر مجہے

ای دل نہین شکایت گردون سے ڈر مجہے
بٹہلا دیا ہے چرخ نے کیا عرش پر مجہے

پیغام وصل یار کا دے نامہ بر مجہے
اتنا کبہی تو آہ دکہا دے اثر مجہے

دیوانہ ہو پری ہے تیرا آبرو طلب
بیڑی کے بدلے چاہیے سلک گہر مجہے

ہو بہرہ ور نہ لذت دیدار یار سے
بہیجون سے جو کورہ کوئی نامہ بر مجہے

گیسوی یار سے جو ہوئی شب کو کشمکش
اسکو مین کہینچتا تہا اِدہر وہ اُدہر مجہے

سب خاکسار جانکے کرتے ہین آبرو
افتادگی نے بخشی ہے قدرِ گہر مجہے

جب انتظار یار مین دیکھا ہے آئینہ — پہرلے ڈہیلے آنکہون سے آئے نظر مجہے

ملتے ہین بوسہ لب شیرین شب وصال — قسمت میری کہلاتی ہے حلواے تر مجہے

سرگشتگی سے خوف ہو دریاے عشق کے — غوطے کہلا کے دیگا ڈبو یہہ بہنور مجہے

ریگ روان کی طرح ہے آوارگی میری — پہرتا ہون کیون خراب نہین کچہہ خبر مجہے

مانند موج رکہتی ہے آوارہ حرص و آز — روز اس ہوا سے رہتا ہے رنج سفر مجہے

جانبازی کا جو غیر کی کرتا ہے امتحان — وہ جان جان سمجہتا ہے مردہ مگر مجہے

دو انگلیان اٹہا کے بتایا کہ کچہہ نہ پوچہہ — پوچہا تو یہہ بتایا نشان کمر مجہے

گرد اس قمر کے پہرتا ہون گردون کی طرح — ہو جاے رفتہ رفتہ نہ دوران سر مجہے

جلتا ہے عشق زلف مین شاید کہ دل میرا — آتی ہے دود آہ سے بوے اگر مجہے

اس ماہ رشک یوسف کنعان کے عشق مین — دل سے سوا عزیز ہے داغ جگر مجہے

الفت نے گیسوؤن کے کیا دم میرا خفا — مارا ہے رہزنون نے گلا گہونٹ کر مجہے

منہہ کہل گیا ہے شب کو جو اس رشک مہر کا — دہوکا سحر کا ہو گیا ہے بیشتر مجہے

بہولون جو راہ اس رخ روشن کی یاد مین — مشعل دکہاے شب کو چراغ سحر مجہے

حاجت نہین ہے عشق کی منزل مین خضر کی — ہے اضطراب دل ہی میرا راہ بر مجہے

صبح شب وصال ہیدا نور کی ہے غرض

تم بعد جاؤ وقتل کرو پیشتر مجھے

بتوں سے دل کو لگائے کوئی خدا نہ کرے
اگرچہ کعبہ ہو سجدہ وہ کبھی ادا نہ کرے

نہین مسیح سے بھی عشق کی دوا ممکن
کہو طبیب سے میرا معالجہ نہ کرے

ہر ایک کے سمت ہر ایمائے حسن یار بھی
جہان مین کام کوئی عشق کے سوا نہ کرے

کیا جو دوست سے تو نے سلوک او ظالم
عدو پہ بھی کوئی ایسی کبھو جفا نہ کرے

نہین ہے اس بت کافر کے دل مین رحم ذرا
جو مر بھی جاؤن تو غم وہ کبھی ذرا نہ کرے

کسیکے دل کا دکھانا بھلا نہین ہوتا
ڈرو ڈرو کہ کوئی تمکو بد دعا نہ کرے

تمہارے ظلم وستم کی کچھ انتہا بھی ہے
تمہین بتاؤ کہ کہانتک کوئی گلا نہ کرے

کہو نہ حال پہ عاشق کے جاے عبرت ہے
خدا کسیکو مصیبت مین مبتلا نہ کرے

چمن مین بوے وفا اب نہین زمانہ کی
نہین ہے ایسا کہ جو دعا نہ کرے

شب فراق مین کرتا ہون یہہ دعا انور
خدا کسیکو کسی سے کبھی جدا نہ کرے

شہرت یہہ پائی حسن جوانی یار نے
نقاش آئے چین سے نقشہ اتارنے

وحشی بنا دیا رخ رنگین یار نے
اخلاط مین فتور کیا ہے بہار نے

مقتل کیا چمن کو قد گلعذار نے
کانٹا کلی کو ایک الف پر ہزار نے

دل خون کر دیا ہے غم انتظار نے
دشمن سے بھی نہ ہو جو کیا ہجر یار نے

پنہان نظر سے رخکو کیا خط یار نے
یوسف کو قافلہ مین چھپایا غبار نے

برسایا خون دل مژهٔ اشکبار نے
کیا کیا کھلائے گل رگ ابر بہار نے

دھوکا دیا مجھے صنم گلعذار نے
بلبل کو باغ سبز دکھایا بہار نے

الٹا نقاب رخسے چمن مین جو یار نے
کھولی نہ پھر گلون کی گلستان بہار نے

سرمے کا چشم یار مین دنبالہ دیکھکر
آنکھین چرائین اختر دنبالہ دار نے

ڈورے دکھاکے آنکھونکے دل کو اڑا لیا
دھاکے دیئے مجھے بت زنار دار نے

حسن شباب یار سے عشاق ہین تباہ
دیوانون کو خراب کیا ہے بہار نے

تاڑی سے میری زخم کو دھووین تو بجا
دلپر کٹار مارا یہی مژگان یار نے

کروٹ کے بل رہونگا مین پہلو سے گور مین
مارا ہے مجکو حسرت بوس و کنار نے

وہ مضطرب ہو ہمین میری میت کو ڈھونڈھتا
سو سو قدم پہ پھینک دیا ہے مزار نے

نکلا نہین ہے سبزہ خط رخ سے یار کے
گھیرا ہے آفتاب کو گرد و غبار نے

اس گل نے جبکہ خندهٔ دندان نما کیا
چھپے ہین دانت باغ مین کیا کیا انار نے

حسرت ہی اپنے دیدهٔ حیران کو رہ گئی
شیشے یہ دور مین مین لگائے نہ یار نے

آنکھین لڑی رہی ہین شب و روز مدتون
دیکھا کبھی نہ دیدهٔ روزن سے یار نے

بہر خدا اب آکے مسیحائی کیجیے — کار اجل کیا ہے غم انتظار نے

دل کھوکے جو رویا مین فرقت مین یار کی — دریا بہا دیئے مژۂ اشکبار نے

اس بت کے روئے صاف سے جب منفعل ہوئے — آئینے پتھرون پہ لگے سر کو مارنے

عشق مژہ نے یار کے مجکو سکھا دیا — کانٹا بنا دیا خلش نوک خار نے

مطلع

کپڑے بسا دیئے مرے عطر بہار نے — لپٹا لیا گلے سے جو اس گلعذار نے

چوسا وصال مین لب میگون یار کو — کیا کیا مزے دیئے ہین مے خوشگوار نے

رونے مین یاد آگئے دندان جو یار کے — موتی پرو دیئے مژۂ اشکبار نے

شیرین زبانیون سے مرا دل لبھا لیا — میٹھی چھری سے مجکو کیا ذبح یار نے

کوڑی کی طرح آنکھین ہین انور مری سفید
دیکھو تو کیا کیا اثر انتظار نے

چمکے چمن مین دانت جو اس گلعذار کے — دانے ہوئے ہین اشک ندامت انار کے

ابرو کے پاس زلف کو چھوڑا ہے یار نے — لٹکا دیا ہے کمان سے چلہ اتار کے

بے قدر کر دیا مژۂ چشم یار نے — کوڑی کے مول بکنے لگے پھل کٹار کے

دیوانگان عشق نے جامہ دری جو کی — لٹتے لئے ہین دامن باد بہار کے

مین بیقرار قبر مین تڑپا جو بعد دفن — سو سو قدم پہ جا پڑے تختے مزار کے

آندہی کا شک ہوا جو میری دود آہ پر — دینے لگے اذان مؤذن پکار کے

قسمت نے اس بلا سے نکالا ہزار شکر — ہم آگئے تھے پیچ مین گیسوئے یار کے

تلوے سے یار کے ہی نہین گل کو ہمسری — بلبل تو کیا سامنے کہدون ہزار کے

دل کی کدورتون کا بیان کس سے کیجئے — تودے ہین اس مکان مین گرد و غبار کے

لاکھون ہی نقد دل لئے گیسوئے یار نے — قارون یہہ سانپ پی گیا ہے مال مار کے

آمد جنون کی ہے خفقان پھر ہوا مجھے — جھونکے چلے چمن مین نسیم بہار کے

پستی بخت نے یہہ ملایا ہے خاک مین — ذرے بلند ہون نہ ہمارے غبار کے

لو ہو گئی چمن مین میری آہ آتشین — پتے جلائے ہر شجر سایہ دار کے

خون آنکھہ مین اتر آیا ہے منہدی کو دیکھکر — بند ہتے ہین روز اسکے سبب ہاتھہ یار کے

کی بادہ خواریون ہی مین طی مدت شباب — کیفیتون سے کاٹ دیئے دن بہار کے

جیب لے گئی ہے باد صبا بوئے زلف یار — کیا کیا دہوین اڑائے ہین مشک تتار کے

مانند گرد باد لپیٹین گے ہم سب تجھے — آتا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

عشق بتان کا بوجھہ اٹھائین جو پیٹھہ پر — کھلجائین بند سب کمر کوہسار کے

دام بلا مین بیٹھے بٹھائے ہوا اسیر — کیا پیچ مین پڑ گئے گیسوئے یار کے

گہر مین کرم کیا میرے اُس گلعذار نے
رسواے خلق ہوگیا اُس بت کو دے کے دل

دکہلائے پہر قدم مجہے حق نے بہار کے
کیا منفعل ہون سنگ پہ شیشے کو مار کے

انور امیدِ وصل پہ مرنا قبول ہے
صدمے نہین قبول مگر انتظار کے

کس طرح کرین نہ خود نمائی
قبضے مین تیون کے ہے خدائی

کر ہم سے نہ یار کچھ ادائی
اچہون کے ساتہ یہہ بُرائی

آنکہون سے غبارِ دل نکالا
کشتی مین یہہ ہمنے خاک اُڑائی

خاکی جو وہ ترک پہینکتا ہے
بچتا نہین طائر ہوائی

مرنے پہ بہی ہے خیالِ گیسو
اِس سلسلہ سے نہین رہائی

ناقص کو کمال کا ہے دعوےٰ
ہم رند کو زعم پارسائی

جادہ کی طرح سے ہوکے پامال
سیکہا ہے طریق پارسائی

برسون مین گئے فراق کے دن
مدت مین شب وصال آئی

لکہون جو تیرے لبون کی تعریف
ہو سرخ سوادِ روشنائی

سوزش ہوئی دل کی آہ سے کم
آندہی نے آگ یہہ بجہائی

انور نہ اجل کو بہول اتنا

یہہ تیغ سمجھ لے سر پہ آئے

حجاب شرم بھی ہی ناز دلربا بھی ہے
نگاہ یار مین شوخی بھی ہی حیا بھی ہے

ستم بھی ظلم بھی ہے جور بھی جفا بھی ہے
قصور وار کی ثابت کوئی خطا بھی ہے

ہمیشہ کرتے ہو اُلٹی شکایتین ہم سے
ذرا تو سوچیے کوئی گلا بجا بھی ہے

جو یار آئے تو سامان عیش سب ہے ہم
چمن بھی ساقی بھی مطرب بھی اور گھٹا بھی ہے

کبھی تو وصل کی شادی کبھی غم ہجران
بتون کے عشق مین ایذا بھی مزا بھی ہے

مرا جلانا ہے مد نظر تو غیرون سے
اب اختلاط بھی صحبت بھی مشورا بھی ہے

یہہ بیوفائی خوبان سے دل مین آتا ہے
پکارتے ہوے پھرئیے کہین وفا بھی ہے

کیا ثبوت دہان و کمر کو ہمنے تیری
یہہ مو شگافونسے عقدہ کبھی کھلا بھی ہے

نہین ہون مین ہی تیری جستجو مین آوارہ
ہمیشہ خاک بسر کوبکو صبا بھی ہے

عبث یہہ کرتے ہین احباب میری فکر علاج
مریض عشق کوئی آجتک جیا بھی ہے

طریق منزل مہر و وفا مین سالک پر
ستم بھی جور بھی تکلیف بھی جفا بھی ہے

لگائین آبلہ نیر دل کے جگر سے ہمکو
عزیز یار کی اُتری ہوئی حنا بھی ہے

گلا عبث ہے دلا اُسکی بیوفائی کا
کوئی حسین زمانے مین باوفا بھی ہے

ہوا نصیب نہ لطف شب وصال کبھی
رہا فراق کسی سے جو دل لگا بھی ہے

بنا ہون قرعۂ رمال حسنجیرِ غم سے
بہم ہی عضو سے ہر عضو بہی جدا بہی ہے

یہہ سختیان نہین لازم خدا کا خوف کرو
تمہاری سنگدلی کی کچہہ انتہا بہی ہے

میرے مسیح یہہ حالت تیرے مریض کی ہے
غذا تو ترک ہی موقوف اب دوا بہی ہے

نہ کہینچ آہ دلا کچہہ اثر پذیر نہین
نشانہ تیر سے تیرے کبہی اڑا بہی ہے

تیری گناہ کا مین عذر خواہ ہون تجہہ سے
کہین زمانہ مین یہہ ماجرا سنا بہی ہے

تو بیوفائی کا اُس کے گلہ نہ کر انور
کوئی حسین زمانے مین باوفا بہی ہے

سنبل باغ کا دل زلف پہ لہراتا ہے
روئے رنگین سے گل تر تیرے شرماتا ہے

دل کو قاتل کے جو ابرو کا خیال آتا ہے
خم شمشیر مین گردن میری جہکواتا ہے

عشق اپنا اثر آخر کو یہہ دکہلاتا ہے
پہلے غم کہاتے تہے ہم غم ہمین اب کہاتا ہے

وصل مین بہی جہگڑے ہین تمہارے حیا سے
بے محل ناز نہین آپ کا یہہ بہاتا ہے

شب تو مر مر کے سحر کی غم تنہائی سے
دیکہیئے ہجر کا دن کیا مجہے دکہلاتا ہے

گل کہلائے یہہ تیری گلبدنی نے ایسے
دیکہے جسکو تیرے عشق مین گل کہاتا ہے

اسکا طالب ہے تو ہستی کو مٹا دے اپنی
ڈوب کر بحر مین غواص گہر پاتا ہے

المدد عیسیٰ جان بخش لبو پر دم ہے
بہت ترسا مجہے دیدار سے ترساتا ہے

بناوٹ میری رونے کو نہ اے جان سمجھ ہرگز
کسی کے قصد کرنے سے کہین رویا بھی جاتا ہے

دل وحشی کو تسکین ہی تصور سے حسینون کے
یہہ دیوانہ پریزادون کی صحبت مین بہلتا ہے

فروغ حسن نے خورشید تابان کردیا اُسکو
شب تاریک ہوجاتی ہی دن جب وہ نکلتا ہے

وبال جان سمجھ **انور** تصور زلف جانان کا
یہہ وہ اژدر ہی جو ایکدم مین لاکھون کو نگلتا ہے

پریشان حال سنبل کیطرح اے بت ہمارا ہے
خدا جانے تیری زلفون نے کیا پیچ مارا ہے

قلق سے وصل کے لطف زندگانی ناگوارا ہے
تیری فرقت نے اے عیسیٰ نفس بے موت مارا ہے

دہن سے آہ کیا نکلی جگر مجروح سارا ہے
کشاکش دم کی ہجر یار مین سینہ پہ آرا ہے

تیری ابرو کے آگے دیکھنا کسکو گوارا ہے
ہلال اپنی نظر مین خشک روٹی کا کنارا ہے

مٹائے سے کسی کے لالہ رو مٹتا ہے پہر کوئی
تیری الفت کا دلمین داغ نقش سنگ خارا ہے

ہوا ہے جسکو عشق گیسوی شبرنگ مین سودا
اندھیری رات مین اُس بت نے پھانسی دیکے مارا ہے

ترقی کی تمنا تجھسے اے آسمان کیا کیجے
یہہ اوج عارض ہمت کو اپنے ناگوارا ہے

دل عاشق نہ ہو بیتاب تو روشن نہ ہون آنکھین
سبب آئینہ صافی و شفافی کا پارا ہے

دل ویران مین پھر کیا تصور یار کا ٹھہرے
خرابی مین بھلا یوسف کو رہنا کب گوارا ہے

نہین پھولا سماتا ہے جو قاتل فرط شادی سے
کیا ہے قتل کیا مجھ ناتوان کو شمشیر مارا ہے

برا کہتا ہی جو مجھکو اُسے اچھا سمجھتا ہون
کلام تلخ بھی شیرین سخن تیرا گوارا ہے

کشاکش خوب کی مجھ بخت جان سے تیغ قاتل نے
بڑی جھگڑا تو نہین سر کا بوجھہ تن سے اُتارا ہے

ستم جتنے کرو تم اُف نہ ہم مُنہ سے نکالین گے
وفا انداز ہی اپنا جفا شیوہ تمہارا ہے

تڑپتے ہین دل عشاق مچھلی کیطرح ظالم
تیری گیسوی شبگون نے بلا کا جال مارا ہے

جواب خط لکھا ہی سرخ کاغذ پر جو قاتل نے
ہمارے قتل کرنے کا یہہ ای قاتل اشارا ہے

چھڑکنا کسکے خستی نے کا ہے مدنظر مجھکو
دہان تنگ چشم تر صف مژگان فوارا ہے

نہین یہ جو ہر کہتا ہاتھہ مین تسبیح کا قاتل
ہمارے قتل پر منظور شاید استخارا ہے

ہزارون رنگ سے مضمون لب لعلین کی باندھے ہین
تصرف اندنون شہر بدخشان مین ہمارا ہے

نہین ملتا ہی تو سیر بلند و پست عالم کی
زمین و آسمان کو تیری خاطر چھان مارا ہے

کسی کے چہرۂ روشن کی ہین مشتاق یہ آنکھین
چراغ طور کا مدنظر ہمکو نظارا ہے

رہی جامہ دری سے جنون کی بعد مرنے بہی
گریبان کفن تربت مین اپنا پارا پارا ہے

برنگ بوی گل ای شوخ تو چھپتا نہین ہرگز
نہان ہو لاکھہ پردون مین ولیکن آشکارا ہے

ہوئی ہے غیر حالت اضطراب دل سے جب انکو
اجل کو تنگ آکر ہجر کی شب نے پکارا ہے

تمہارے حسن کا ہر رنگ یارو دیکھہ چکے
اس ایک پھول کی کیا کیا بہار دیکھہ چکے

اجل کی شکل دم انتظار دیکھ چکے
تیرے فراق مین کیا کیا نہ یار دیکھ چکے

سوال بوسہ پہ منہہ پھیر کر بگڑ گئے تم
تمہاری ہمت عالی کو یار دیکھ چکے

بتون کے حسن کا بندہ کیا خدائی کو
کمال قدرت پروردگار دیکھ چکے

چھپائے سے کہین چھپتی ہے مے کشی صاحب
تمہاری آنکھ مین رنگ خمار دیکھ چکے

نہ اپنے دیدۂ گریان سے ہو سکا ہمچشم
تجھے بھی رونے مین ابر بہار دیکھ چکے

ہزار شکر کہ دلمین رہی نہ حسرت دید
جمال یار دم احتضار دیکھ چکے

نجات دی مجھے رنج فراق جانان سے
عذاب گور کو پروردگار دیکھ چکے

شب وصال مین ہے لطف بے حجابی کا
عبث چھپاتے ہو منہہ لاکھ بار دیکھ چکے

عزیز دیدۂ بلبل ہین گل تمہارے سبب
بغیر ہاں نہین اعتبار دیکھ چکے

جو مے کشی کبھی کی ہمنے ابر گھر آیا
خدا کی شان کرم بادہ خوار دیکھ چکے

پناہ کی نہین صورت بتون کی الفت مین
اس آئینہ کو بھی ہم لاکھ بار دیکھ چکے

نگاہ ناز سے انور کے دل کو چھین لیا
فریب نرگس جادوے یار دیکھ چکے

بلا دام الفت بت بے وفا ہے
نہ پھنسنا خبردار اے مرغ دل جانے

چھٹ وانہ پانی فراق بتان مین
صبوحی ہے غم خون دل ناشتے

فنا عشقبازون کو کرتا ہے دم مین — بغم عشق زلفِ بتان اژدہا ہے

چلو دیکھ لی چار دن کی محبت — بتو خوش رہو تم ہمارا خدا ہے

پہنچ ہی گیا یار کے گیسوؤن تک
دلِ زار انور بہی کیا رسا ہے

الفتِ زلفِ سیہ ہر دم وبالِ دل رہی — عمر بہر سر پر ہمارے یہہ بلا نازل رہی

بندہ گیا شب کو جو اسکے روے روشن کا خیال — صبح تک آنکہون تلے بشکل مہ کامل رہی

سنجد سے لیلا جو نکلی عشق کی تاثیر سے — روح مجنون دور تک نالان پس محمل رہی

اے فلک کیا جلد برہم تو نے کی بزم نشاط — دم مین وہ شیشہ نہ وہ ساغر نہ وہ محفل رہی

عمر بہر بر مین رہا لیکن نہ دیکھا روے یار — بیچ مین میرے اور اُسکے بیخودی حائل رہی

عہد طفلی و جوانی گذرا پیری آگئی — دو تو کٹین مر مر کے طی باقی ہی ایک منزل رہی

چین سے تربت مین سوئی حشر تک پیکان یار — رنج اٹھائی روح جبتک جسم مین داخل رہی

عمر بہر بیتابی دل سی نہ چین آیا کبہی — بیقراری سے ہمیشہ حالتِ بسمل رہی

رات بہر زلفِ پریشان یار کی سونگہا کیا — صبح تک جمعیت دل شام سی حاصل رہی

بعد مرنے کے رہا تربت مین بہی طوفان اشک — پانی سے بانسون ہی نیچی اپنی مشتِ گل رہی

ایک نظر دیکھا ہی جب حسن و جمال اُس ماہ کا — بیخودی حیرت مجہی دو دو پہر کامل رہی

زندگی مین بهی رہا ہمکو تصور موت کا — سامنے آنکہونکے ہر دم گور کی منزل رہی

مرکے پائے سلسلہ سے زلف پیچان کی نجات — اِس بلا سے عمر بہر دل بستگی حائل رہی

خون تہوکا اے مسیحا آرزوئے وصل مین — دق رہی چندے ترے فرقت مین عقدہ مشکل رہی

خط سے بہی بگڑا نہ تیرا حسن فروغ دل — عمر بہر صورت تیری دیدار کے قابل رہی

کی قناعت ہاتھ کہینچا پاؤن پہیلائے رہے — فقر کی دولت سے یہان آسودگی حاصل رہی

دیکہتا ہے کون اُلٹ دے روے روشن سے نقاب — کور کی چشم اے بت نہین دیدار کے قابل رہی

بے مے و ساقی ہماری بزم نے پایا فروغ — گرم اُسکے شعلہ رخسار سے محفل رہی

بے نشان عاشق کا ہوا عین وصل یار مین — موج دریا ہوکے گم دریا ہی مین شامل رہی

کیا طلائی رنگ ہے مطلق نہین ہوتا ہے فرق — رنگ مین سونیکی رنگت جسم کی حامل رہی

سنگ ہے کوچے مین اُس بت کے ہوئی مٹی نصیب — خاک کو حسرت جہانکی تہی وہین جا مل رہی

نعمت دیدار دلبر سے نہ سیر اکدن ہوے — گرسنہ چشم اپنی مثل کاسہ سائل رہی

پہیر دے گردن پہ خنجر دل بہت بیتاب ہے — شاہرگ شوق شہادت مین ہی قابل رہی

سر ہمارا تو نے کاٹا سب کے پہلے شکر ہے — آج جانبازون مین تو بات اپنی ہی قائل رہی

فکر کی ہر چند پر منہ سے نہ بولا وہ صنم — اس گرہ کی کہلنے مین دقت رہی مشکل رہی

التجا نقش حب کرتا مین جا کر کس لیے تہے — وہ پری زیب بغل بے منت عامل رہی

جب ہوا ہے خون کسی عاشق کا کوئی یار مین
مدتون گل پوشیں پر دیوار کے کہہ گل رہی

عمر بہر یار طلب مین دربدر آوارہ ہے
اسکی دل کو جستجو جسکی تلاش دل رہی

مطلق اپنی حقیقت سے نہ ہم آگہ ہوئے
ہست و بود اپنی مثال کاغذ باطل رہی

چشم کو بہولا رہا مدنظر سودائے زلف
ایک نہ ایک ہر روز آفت آشنای دل رہی

سوز پنہان سے ہوا کوئی نہ اپنے مطلع
دل ہی کے اندر پنہان یونہی کباب دل رہی

پانون توڑ کر دربدر مجکو پہرایا عمر بہر
آسیائے چرخ سے سرگشتگی حاصل رہی

پہر ادہر کو اودہر گہتا تہا مین ایام عمر
موت سے غافل نہ مین مجہسے نہ وہ غافل رہی

کسطرح گردش رہی ہر دم نہ چشم یار کو
آسیائے چرخ پیہم سے کہان غافل ہے

دل نہ انور اپنا بحر عشق سے نکلا کبہی
اپنی کشتی کو ہمیشہ حسرت ساحل رہی

فلک کو تیرے آگا ہی پر ہر دم سر تپیدہ کیا ہے
قمر تیرا کف پا ہے مہ نو ناخن پا ہے

دکہائی معجزہ جو وہ صنم وہ اسکو زیبا ہے
خضر ہے خط سبز لب شیرین مسیحا ہے

بشر ایسا نہیں کوئی نہیں جو تجہسا پیدا ہے
پری و حور کے سر مین تیری گیسو کا سودا ہے

نزاکت کا یہ ہے اس سنگ پر یکا وصف آوے ہے
رگ گل برگ گل تیرے نہیں زیر پا خار کف پا ہے

حیات جاودان کشتہ ہر یک یہ مقتل مین کہتا ہے
دم شمشیر مین قاتل کے اعجاز مسیحا ہے

عدم ہے نقطہ موہوم کہ بت کہ عنقا ہے
دہن کا تیرے نقش کھینچے بہزاد کا کیا ہے

خدایا کون بت گلشن میں بہر سیر آیا ہے
صدائے خندۂ گل بانگ ناقوس کلیسا ہے

ضرر دنیا سے بھی نازک مزاجوں کو پہنچتا ہے
گل تصویر کو شبنم کا قطرہ سیل دریا ہے

غلط فہمی ہے جو خورشید کہتے ہیں اسے مردم
دل گردون پہ تیرا ماہ رو داغ تمنا ہے

کیا کاہیدہ مجھکو اسقدر درد جدائی نے
کہ میرا جسم لاغر مور کا خار کف پا ہے

کسیکو یاد کرکے اسقدر رویا ہوں زندان مین
کہ آب اشک سے زنجیر مجکو موج دریا ہے

لب لعلین کی فرقت سے سراپا داغ ہے میرا
مجھے نار جہنم آتش یاقوت حمرا ہے

فراق یار مین مقتل بھی ہے بزم ایساقی
مے گلرنگ خون ہے تیغ زہر آلود مینا ہے

خیال خام ہے صیاد کو میری اسیری کا
وہ بلبل ہوں نشیمن میرا شاخ نخل طوبا ہے

بری ہستی مین اعلی دشمن سفلہ کی ایذا ہے
نہین کچھ طائر قدسی کو کھٹکا دام گستا ہے

کبھی کوئی نہین ہوتا ہے محبوس نظر ہرگز
خط کلک قضا شاید کہ مو تیری کمر کا ہے

کہین پٹکا جو بند ہوا یا کمر مین غیر سے انور
تو برسوں رشک سے تیتھر پہ پٹکے سر کو پٹکا ہے

دل مخزون نہیں میرے یاد رخ و گیسو ہے
ایک مسلمان ہے اس کعبہ مین ایک ہندو ہے

اہل غفلت کو ہمیشہ تیری جستجو ہے
یہہ نہین جانتے اسی یار کہ دل مین تو ہے

شجر طور اگر اسکا قد دلجو ہے
رشک شاخ شجر طور ہر اک بازو ہے

گلشن ہستی میں تیرا وہ غیرت گلشن رو ہے
بوئے گل سے بھی تیری بو ہے بدن خوشبو ہے

چشم نرگس ہے تیرے سنبل تر گیسو ہے
برگ گل لب ہیں دہن غنچہ ہوا اور گل رو ہے

ذرہ خورشید ہے خورشید درخشان تو ہے
مہ کنعان ہے یہ منور تیرا عکس رو ہے

تاب اسکو ہے وہ پرکالۂ آتش تو ہے
دل ہے فولاد کا آئینہ جو پیش رو ہے

گل سے اے غنچہ دہن تجھکو نسبت کیونکر
تیری اترن ہوئی پوشاک میں گل کی بو ہے

ہے یہ حیرت مجھے کیا کہہ کے پکاروں تجھکو
نہ پری ہے نہ چھلاوا ہے نہ انسان تو ہے

قہر چتون ہے تیری اور قیامت قامت
گفتگو سحر و فسون ناز و ادا جادو ہے

سیر گلزار سے دم بھر میں رکتا ہے میرا
آب شمشیر میری آنکھوں میں آب جو ہے

تو نہ ہووے تو نہ ہو دیدۂ دل نورانی
مردم دیدۂ دل اے گل رعنا تو ہے

صبح صادق سے ہے شفاف بیاض گردن
روئے خورشید سے تابندہ تیرا جگنو ہے

یاد روشنے میں کسکے رخ نورانی کے
آتش طور سے بھی گرم میرا آنسو ہے

ہو گئی عشق کمر میں تیری ہستی معدوم
دم بخود چشم کی گردش سے میرا کیا ہو ہے

چاہ زمزم ہے ذقن خال ہے سنگ اسود
رشک محراب حرم طاق خم ابرو ہے

داغ دل پر ہے اس ترک کی پڑتی ہے نگاہ
ہدف ناوک بیداد میرا پہلو ہے

نہین یہہ خال ہے اس سنگ چمن کے لب پر
برگ گل پر نظر آتا مجھے شفتالو ہے

کیون ہو مائل بوسہ دل بیمار میرا
سیب تر کی ذقن یار سے آتی بو ہے

ضبط کرتا ہون میرے آنسو نہین تھمتے ہرگز
فرقت یار سے دل سینہ مین بیقابو ہے

حال کہتا ہون بیان اپنا تو کہتا ہے وہ شوخ
مرض عشق کی زنہار نہین دارو ہے

آئینہ دیکھ کے تلوار سے کاٹون گا گلا
دل بیتاب کو پھر یاد رخ و گیسو ہے

محو رہتا ہے شب و روز وہ آرائش مین
زلف ہے شانہ ہے آئینہ ہے اور ابرو ہے

عشق گیسو دل وحشی کو نہو دے کیونکر
سلسلہ میری گرفتاری کا ہر ایک مو ہے

آتش ہجر مین کس مست کے جلتا ہے ام
دود آہ دل سوزان مین جو مے کی بو ہے

عفو تقصیر کو چل منہ سے کہہ ابتو
موت ہے گھات مین کس فکر مین غافل تو ہے

آنکھ کی پتلی کو کیا ڈر اشک کے سیلاب سے
مردم آبی کو اندیشہ نہین ہے آب سے

ہون گدا نفرت ہے مجھکو عالم اسباب سے
بوریا بہتر ہے مجھکو قاقم و سنجاب سے

تھا لباس قاقم و سنجاب سے جنکو غرور
بے سر و سامان گئے اس عالم اسباب سے

سخت طینت کے لئے راحت زمانے مین نہین
چشم بادام آشنا ہوتی نہین ہے خواب سے

ہجر مین کیا کیا نہ صدمے پہنچے ہین ہر شب
پوچھ لے جا کر کوئی پروانہ و سرخاب سے

ابروی خونریز سے کیونکر کرین گیسو بل / لاگ رکھتے ہین برہمن صورت قصاب سے

یاد آتی ہر جو وہ بہولی ہوئی صورت مجھے / آرے چلتے ہین میرے دل پہ غم احباب سے

عالم مستی مین اُس سفاک نے گھایل کیا / زخم ہر جراح دہو میرے شراب ناب سے

اشکباری سے ہماری مہربان وہ بت ہوا / سنگ خارا کو کیا ہمنے ملایم آب سے

ہے ہر ایکمو مژہ تیرا رگ ابر بہار / جوش چشم تر نہین کم جوشش سیلاب سے

مدعی جاہل سمجھ سکتے نہین میرا کلام / کیا پڑہے قرآن جو واقف ہوا اعراب سے

عمر اپنی اس لئے غفلت مین کرتا ہون بسر / کوئی دنیا مین نہین بہتر ہے راحت خواب سے

چھپے برق طور کیا اس شعلہ رو کے سامنے / سرکشی ذرہ کرے کیا مہر عالمتاب سے

نالۂ زنجیر مجھ مجنون کا شور صور ہے / خفتگان خاک جاگ اُٹھتے ہین سنکر خواب سے

داغ قسمت دلمین اُس بت کے نہین کرتی اثر / آسمان ہل جاتے ہین آہ دل بیتاب سے

مین وہ دیوانہ ہون جا نکلا جو سوئی کوہ نجد / سر جھکا کے قیس نے مجرا کیا آداب سے

ہے بجا ہر دم بدلجاتا ہے جو اُسکا مزاج / خلقت انسان ہے نار و خاک و باد و آب سے

اُسکے چہرے پر پسینا دیکھ کے کہتی ہے خلق / ہو گیا ہے چشمۂ خورشید لبریز آب سے

مال ممسک سے کسیکو فائدہ ہوتا نہین / کب ہوا سیراب پیاسا آئینہ کے آب سے

دل کو رہتا ہے خیال اُسکے رخ پرنور کا / روشنی اس گھر مین ہے خورشید عالمتاب سے

استقدر رویا ہون تیرے عشق مین ای بحر حسن
سوئی مژگان گر گئی ہین پئے گرداب سے

موت آئی عشق مین اس بحر خوبی کے مجھے
گنبد مدفن میرا ہوا ہے حباب آب سے

گھر سے باہر شب جو نکلا سیر کو وہ گلبدن
بوئے گل آئی سحر تک چادر مہتاب سے

ہووے کیا اُس بت کے دل کو میری زنجیر کا خیال
سد اسکندر کو اندیشہ نہین ہے آب سے

اشکباری سی میری ناسور آنکھین ہو گئین
غار پڑ جاتے ہین اکثر راہ مین سیلاب سے

منہ کو پھیرا طاق ابرو سی تیری جس نے صنم
منحرف وہ ہو گیا ہے کعبہ کی محراب سے

چونکہ ہین غمگین اُنہین زینت نہین منظور
سرمہ بہتا ہے دیکھو دیدۂ پر آب سے

پارۂ سیماب ہو جاتے ہین قطرے اشک کے
گر کبھی روتا ہون تنگ آکر دل بیتاب سے

اس زمین مین اور پڑھ انور غزل کوئی ضرور
جسکا مطلع ہووے روشن تر مہر عالمتاب سے

داغ چیچک کے ہین چہرہ پر دُر خوش آب سے
ذرہ افشان ہین روشن مہر عالمتاب سے

صفحۂ قرآن ہر ایک عارض ہے اُس محبوب کا
موی خط زیر و زبر کچھ کم نہین اعراب سے

خال مشکین سنگ اسود ہے رُخ پرنور پر
قد ستون کعبہ ابرو کم نہین محراب سے

لعل لب کے روبرو پتھر ہے لعل بے بہا
خاک مین ہیرا ملا دانتون کی آب و تاب سے

چاندنی سی ہے بیاض گردن جانان صفا
ڈور گردن کا نہین کم ہالہ مہتاب سے

آستین فانوس ہے بازوی رشک شمع طور
ہاتھ روشن پنجۂ خورشید عالمتاب سے

آبداری مین نزاکت مین صفا مین ہین فزون
آئینہ آئینۂ زانو کی آب و تاب سے

اور اسکے حسن و خوبی کا بیان مین کیا کرون
نقش پا روشن ہے روی مہر عالمتاب سے

رعب یہہ قاتل اٹھایا تو نے کسکو مار کے
ختم تسخیر ہے آگے تیری تلوار کے

ہو سکے ہمدم نہ تیغ ابروے خمدار کے
کھینچے نقاشون نے نقشے سیکڑون تلوار کے

شان تحمل طور ہے ہر مصرعہ موزون ترا
وصف لکھتے ہین جو تیرے آتش رخسار کے

چشمہای چشم سے رہتے ہین دو دریا روان
ابر مژگان ہین مقابل ابر دریا بار کے

یار نے اپنے گلے مین پہنے ہین پہولونکے ہار
سپر گردون ہین مقابل جسم ہون تلوار کے

کیون نہ ہر مصرع مین میرے ہو سیفی کا اثر
شعر موزون ہین یہہ تیغ ابروے خمدار کے

غیرت دشت ختن ہین کوچہ و بازار شہر
حلقے شاید کھل گئے ہین آج زلف یار کے

دون مین نسبت لوٹنے کیا اسکے رخ پر نور کو
مہر و مہ ہمسر نہین ہین نقش پاے یار کے

گرم رفتاری نے تیری کر دیا خاک سیاہ
آبلو پر پانون کے صدمہ نہ پہنچے خار کے

دیکھکر مجکو جو اپنی سفاکی دکھلا ہے تیغ
آنکھ دن کھلتی نہین گئے جوہر تیری تلوار کے

کیا کہون تیر کا جگر سے خط کو لیجاوے تیرے
اُسکے آگے چلتے ہین پر تیغ آتشبار کے

وقت نظارہ جو پڑ جاتا ہے عکس روی یار
پھٹتے ہین خورشید ذرے روزن دیوار کے

مسلخ قصاب ہے کوچہ نہین اُس ترک کا
سر قلم ہو جاتے ہین ہر روز وہان دو چار کے

اُسکے سنگِ در کے ہین شیخ و برہمن معتقد
ہے محبت اُسکے دلمین کافر و دیندار کے

کان کی بجلی ہی یون اُس روی روشن کے قریب
جسطرح سے برق چمکے متصل گلزار کے

روی جانان خواب مین ہر شب دکہاتا ہے مجھے
میری گردن پہ ہین احسان طالع بیدار کے

سینۂ سوزان پہ ہوتا ہے جہنم کا گمان
اُٹھتے ہین جسوقت شعلے آہ آتشبار کے

مین اگر دل کہول کر روؤن تو مانند حباب
دشت مین تیرتے پہرینگے سنگ سب کہسار کے

آمد آمد کسنے یوسف کی ہے جو بہیڑ ہے
بند رستے ہو گئے ہین کوچہ و بازار کے

ہے یہی لومین مجہہ جیسی کے بہی سوز و گداز
موم ہو کر سنگ سب بہجائینگے کہسار کے

تو وہ یوسف ہی تیری تصویر کے سودے مین یار
دین و دل کہوتے ہین سارے مشتری بازار کے

ایسا کاہیدہ کیا عشق کمر نے ہو گئے
تار سے باریک اعضا میرے جسم زار کے

تو نے دکہلائی نہ صورت اے بت پردہ نشین
رہ گئے مشتاق ہے دیدہ میرے دیدار کے

یہہ بلا کی آسمانی دیکہیئے کسپر پڑے
بڑہ چلے ہین اندنون مین حد سے گیسو یار کے

کیون نہ سنکر ہون تیرے اعجاز کے ای بت مُقِر
سیکڑون عاشق کئے ہین تو نے زندہ مار کے

دیکہیئے نہین شوق شہادت دل کو ہی میرے فزون
گو میں مقصود ہین جوہر تیرے تلوار کے

عقدۂ مشکل اشارہ میں ہوی جاتے ہیں حل
ناخن تقدیر ہین ابرو رخ دلدار کے

سامنے کیا تیرے ہو خوبان عالم کو فروغ
ذرہ ہین خورشید بہی آگے تیرے رخسار کے

ہو نہ ارباب یقین کو اسطرف کیونکر رجوع
کم نہین طاق حرم سے طاق ابرو یار کے

ہو نہین وہ لاغر قلم سے کاغذ تصویر پر
کہیچ نہین سکتے ہین اعضا مجہہ نحیف و زار کے

روئے رنگین کے تصور میں یہہ روتا ہون لہو
دیدۂ خونبار ہین روزن تیرے دیوار کے

سرکشی مجہہ سے کریگا کیا اجازت دون اگر
پہونکدین گردون کو شعلے آہ آتشبار کے

فاتحہ پڑہنے کو تو بہی ہو مگر گل کیطرح چل
پہول ہو رشک گلستان ہین تیری بیمار کے

اے میرے رشک مسیحا تو بہی جا کر دیکہہ آ
آج کچہہ نقشے برے ہین **انور** بیمار کے

اے جنون دیوانہ ہون کیا مجکو گلشن چاہیئے
مجہہ گریبان چاک کو صحرا کا دامن چاہیئے

بہیجتا ہو نہین دل نالان کو اپنے ہمرہ لیے
گر کوئی ناقوس تجہکو ای برہمن چاہیئے

حرز جان ہنگام مشکل ہین ہے نام اللہ کا
نے زرہ درکار ہے مجکو نہ جوشن چاہیئے

سر گیا ہو نہین تجلی سے جمال یار کی
میری تربت پر چراغ طور روشن چاہیئے

تو نے تو زنجیر پہنی ہے گلے مین اے قمری
ای پریرو مجکو بہی ایک طوق آہن چاہیئے

تیرے کوچے مین تیری الفت کو ڈرسی جاتے گون
راہ مین رہرو کو خوف مار رہزن چاہیئے

ساقی پا مجھکو دکھا کر مار ڈالا یار نے
شمع کافوری میرے بالائے مدفن چاہیئے

خود بخود جلتا ہے سینہ مین چراغ داغ عشق
اسکو آتش چاہیئے نے اسکو روغن چاہیئے

جل گیا ہون برق حسن روی آتشناک سے
سنگ کوہ طور پھر لوح مدفن چاہیئے

ہم صفیرو دو نہ تم تکلیف گلگشت چمن
مجھ سراپا داغ کو کیا سیر گلشن چاہیئے

ای پری رو ہو نہین دیوانہ تیری رفتار کا
حلقہ خلخال پھر طوق گردن چاہیئے

داغ دل پر روکش خورشید عشق حسن مین
گو میری مردمی سے ہو جائے روشن چاہیئے

نام ایک نور نظر کا ورد ہے آٹھون پہر
دانہ ہاے اشک کے ہاتھون مین سمرن چاہیئے

خوف مفلس کو نہین ہوتا جفائے چرخ سے
ہووے جو عریان اُسے کیا بیم رہزن چاہیئے

کیون خفا ہو تم ہمین کس بات مین انکار ہے
سر بھی حاضر ہے اگر ای مشفق من چاہیئے

زخمی تیغ نگہ ہون ٹانکے دینے کے لئے
آنکھ کے ڈورے ہون اور مژگان کی سوزن چاہیئے

شمع کافوری کی انور تربت کو حاجت نہین
اپنی محفل مین چراغ بادہ روشن چاہیئے

جلانا دل کسیکا کب روا ہے
صنم یہ منکر سر خدا ہے

خط اُس رشک سلیمان کو لکھین گے
ہمارا مرغ نامہ بر صبا ہے

ہوا ہے طور کا عالم جہان مین
نقاب روے جانان جب اٹھا ہے

فراق یار مین لب پر ہمارے
فغان آہ و فریاد و بکا ہے

نہین ہے زلف چہرے پر نمایان
رخ خورشید پر کالی گھٹا ہے

پریشانی رہی برسون ہی انور
خیال اُس زلف کا جب آلگا ہے

دیکھ لے موسیٰ جو صورت اُس سراپا نور کی
روشنی آنکھون مین پھر جاوے چراغ طور کی

یہہ دہن اُس مست کا شیرین ہے گر کلی کرے
ہووے پانی مین حلاوت شیرۂ انگور کی

کونسے گل کو ہوا ہے تازہ شغل مے کشی
ساقی و پیر مغان ہین تاک مین انگور کی

کرتے ہین احباب اف کروٹ نہ دلوائی مجھے
اب تب ہجران سے یہہ حالت ہے مجہہ رنجور کی

غم نہین گر وہ پری محفل مین اپنی جا نہ دے
خلد مین حاصل مجھے ہوویگی صحبت حور کی

وصل ہونا غیر ممکن ہجر کی طاقت نہین
عشقبازی ہی عذاب جان ہے بیمقدور کی

اے پری جنت سمجھتا ہون ترے کوچے کو مین
تیری صحبت کو سمجھتا ہون مین صحبت حور کی

مست ہین پیر و جوان ہے ایکی یہہ جوش بہار
میکدہ مین بہتی پھرتی ہے شراب انگور کی

سرو جب اٹھتے ہین ہوتی ہے قیامت آشکار
میرے نالون مین ہے خاصیت صداے صور کی

ایڑیون تک اسکی اور اسکی رسائی تا کمر
تیری چوٹی سے بڑی کیا زلف مشکی حور کی

احتیاج اسکو عصا کی ہو اگر وقت خرام
چوب بیتی لاوے موسیٰ شاخ نخل طور کی

ہاتھہ پاؤن کو ہلا راحت اگر مطلوب ہے
رات آسایش سے ہوتی ہے بسر مزدور کی

دیکھہ سکتا ہے تیرا دیدار روز حشر کون
چشم موسیٰ تو نہ لائی تاب تیرے نور کی

خاک میری جا کے کوچہ مین جو لُٹ سکے پہینکدے
ٹوکری اکسیر سے بہر دوں مین اُس مزدور کی

دعوی باطل کا بد انجام ہوتا ہے ضرور
جانتے ہین سب کہ جو حالت ہوئی منصور کی

کیا کرون مین حسن عالم سوز کا انور بیان
جب نقاب اُلٹی تو گویا برق چمکی طور کی

روشن جہان ہے یار کے نور جمال سے
دفتر سیاہ ہین صفت خط و خال سے

ثابت ہوا صنم تیری ابرو کے خال سے
نکلا ہے مشک نافہ یہہ شاخ غزال سے

مانوس دل ہے چشم بت خوش جمال سے
وحشی کو اتحاد ہوا ہے غزال سے

دل کو لگایا اس بت وحشی خصال سے
آنکھون مین دم غزال کا ہے جسکی چال سے

کیونکر حذر کرین نہ ہم اُسکی جلال سے
غش آگیا کلیم کو جسکے جمال سے

کیفیت شباب دکھاتی ہے نشہ مین
ہوتا ہون مین جوان مے پیرسال سے

روتا ہون خون یہہ بعد فنا ہے مین گور مین
رنگین عبیر جیب کفن ہے گلال سے

وحشت سے دل کی گر کہین دوڑا ہون دشت مین
کوسون نکل گیا ہون مین آگے غزال سے

سینہ پہ گل جو کھایا ہے ابرو کے عشق مین
ہے نقش داغ آنکھہ اُڑاتا ہلال سے

کسکو ہے خوف گرمی خورشید حشر کا
کر دونگا سرد مین عرق انفعال سے

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مر گیا
واقف تھا فریب زن پیر سال سے

چہرہ پہ اسکے باغ کا کیونکر نہو گمان
شفتالو لب ہین سیب ذقن خال خال ہے

کس شوخ چشم نے مجھے بیمار کر دیا
ہے تیز نال نبض کی آہو کی چال سے

انور ہین جو کہ دولت دنیا پہ شیفتہ
دل بستہ ہین وہ حسن رخ پیر زال سے

گل کو لپٹے چہرہ رنگین کا مفتون کیجیے
سرو باغی کو غلام قد موزون کیجیے

ضبط اک تک الفت لبہای گلگون کیجیے
دل کا سینہ کا جگر کا جانکا خون کیجیے

جان بلب ہون رحم اے سفاک عالم تا کجا
دل کی امید ونکا تیغ یاس سے خون کیجیے

واہ ری تاثیر مہ آنکھو نہین ہو جائے زحل
ذکر بہی دل مین جو یاد زلف شبگون کیجیے

فاتحہ پڑہیے مزار کشتگان ناز پر
عالم ارواح کا عالم دگرگون کیجیے

جام مے مین چہرہ رنگین کا پرتو دیکھیے
آفتاب مشرق سینا کو گلگون کیجیے

اے صنم دلدار جو حاضر ہے یہان حجت نہین
نوش بے صرفہ جگر کا سینہ کا خون کیجیے

پھر سرکش سرنگون ہوتا ہے پیغام اجل
شمع روشن ہو فنا دم مین جو واژون کیجیے

مہر جہکانے سے فغان کرتی ہین سرکش خلق مین
شور ہو لبریز شیشہ کو جو واژون کیجیے

شانہ سان صد چاک کیجے سینۂ طبع روان
صاف اگر اے دل غبار زلف مضمون کیجیے

مے کو عکس چہرۂ انور سے کیجے آفتاب
شیشۂ مے کو صنم مینائے گردون کیجیے

خزان کے غم سے کرتے تھے چمن مین دل عنادل کے
نکالے وصل گل مین خوب سے رنج و عناد لکے

رقم کرتا ہون مین وصاف گل گلشن شمایل کے
صریر کلک سے سنتا ہون جو نغمے عنادل کے

یقین حق ہوا مجکو مٹے جب نقش باطل کے
تو دیکھا دل ہی کو آئینہ مین مطلوب کو دل کے

دہان زخم شیرین ہو گئے ہر ایک گھایل کے
مگر شمشیر مصری ہاتھ مین تہی سیر قاتل کے

بدلتا ہے مزاج انسان کا نا جنسونکی صحبت سے
شراب انگور کی ہو جاتی ہے سرکہ نمک مل کے

مآل کار امر نیک و بد مین چاہیے غافل
گواہ اعضاے تن ہونگے ایکدن حق و باطل کے

خدا حافظ ہے خون دل آنکھون سے ٹپکتا ہے
لہو کا تھوکنا مدقوق کو آثار ہین سل کے

جدا بازو بھی ہو جاتے ہین وقت بیقراری مین
پر پرواز کام آتے نہین ہین مرغ بسمل کے

تمنا فصل گل مین رہگئی صحرا نوردی کی
رہا زندان کے اندر پانون پڑ گئی سلاسل کے

طرف دلدار کے لکھتے ہی اپنا اڑ گیا نامہ
پر پرواز مضمون بن گئے بیتابی دل کے

امید وصل کی شادی کبھی غم درد ہجر انکا
ہنسا دینا رولانا شعبدہ ہین حضرت دل کے

بنا ہون خاک تو وہ کس کمان ابرو کی الفت مین
رہا کرتا ہے پیکان تیر کا بر مین جوش دل کے

ورنہ جل جائے پڑجائین زبان کلک مین چہالے
لکہون گر یار کو نامہ مین مضمون سوزش دل کے

چراتے ہین دل انکو دکہا کر دست رنگین کو
نہین یہ حنا ہاتہون مین انکے چور ہین دل کے

بے تیرے گلشن مین سرو سرو مینا فام ہے
موج رنگ گل دم شمشیر خون آشام ہے

بے ضیا تجہہ بن میرے گہر مین چراغ شام ہے
مشعل ماہ درخشان شمع پشت بام ہے

ساغر خون ہے ترے محفل مین مے کا جام ہے
موج مے میرے لئے شمشیر خون آشام ہے

میکشو نہین بعد مرنے کے بہی میرا نام ہے
خاک بہی یہہ رند کی صرف سبو و جام ہے

ہجر مین تیرے یہہ حال عاشق ناکام ہے
دم چراغ صبح ہے روح آفتاب شام ہے

مبتلائے رنج و درد و غم دل ناکام ہے
بے تیرے صبح وطن غربت کی مجہکو شام ہے

منہدم دیوار و سقف و در کا خاک انجام ہے
ناز اس تعمیر پختہ پر خیال خام ہے

بے تیرے خورشید رو کیا چاندنی سے کام ہے
سودۂ الماس نور ماہتاب بام ہے

حرز جان ایسا بجان عاشق کو تیرا نام ہے
روح کو تسکین دل بیتاب کو آرام ہے

محتسب ساقی ہے قاضی شہر کا ہے میفروش
جوش فصل گل ہے حکم بادہ نوشی عام ہے

ماہ ہے یا مہر یا آئینۂ اسکندری
برق تابان یا رخ محبوب سیم اندام ہے

سامری یا آہوی وحشی ہے یا چشم سیاہ
جام مے ہے یا گل نرگس ہے یا بادام ہے

شعلۂ آتش ہے یا ہے عکس رخ یا برق طور / ہندوی زرتکش ہے یا خال عنبر فام ہے

داغ چیچک کا ہے زیر زلف یا در خوش آب / صبح کا تارہ ہے یا روشن چراغ شام ہے

اڑ سکے ممکن نہین آگے سے تیرے مرغ دل / پنجۂ شاہین ہے مژگان چشم چشم دام ہے

اسکو الفت نے کیا لاکھون کو پیوند زمین / تیری چوٹی کا بلائے آسمانی نام ہے

طائر بسمل ہون نہین دنیا مین میرے واسطے / روح و قالب کی جدائی باعث آرام ہے

کوئی دنیا مین نہین میرے برابر تیرہ روز / بخت کا میرے ستارہ خال روی شام ہے

میکشی مین کسکی آنکھون کا تصور ہے مجھے / بادۂ گلگون مین لطف شیرۂ بادام ہے

نام اور انسان کو بعد مرگ رکھتا ہے ہنر / آئینہ سازی سے اسکندر کا باقی نام ہے

تھا تصور وقت گل کھانے کے کس خوش چشم کا / داغ جو تن پر ہے رشک دیدۂ بادام ہے

زیر ابرو دیکھکر چشم سیہ حیران ہون مین / تیغ کے نیچے ہرن کو کس طرح آرام ہے

انکی آنکھون سے بھلا تشبیہ دون انور کسے
چشم نرگس کور اندھا دیدۂ بادام ہے

سیر کو چوک مین گر آپ میری جان پھرتے / ساتھ یوسف کی طرح سیکڑون خواہان پھرتے

ضعف ہوتا نہ جنون مین جو کبھی دامنگیر / دھجیان کرتے ہوئے اپنا گریبان پھرتے

سیر گل مد نظر ہوتی تو گل کھاتے ہم / شکل طاؤس لئے ساتھ گلستان پھرتے

مصحف رخ کا تیرے ہمکو جو سودا ہوتا ۔ جوش وحشت مین بہی پڑہتے ہوئے قرآن پہرتے

اسقدر ہی میرا صحراے جنون وحشت خیز ۔ رات کو آکے نہین غول بیابان پہرتے

میری بدعہدی سے محجوب ہوئے ورنہ صنم ۔ تو نہ پہرتا تو نہ ہم بہی کسی عنوان پہرتے

چاہتے ہم تو نہ مشکل تہی رسائی تجہہ تک ۔ لاکہہ کوچے مین تیرے یار نگہبان پہرتے

ہم ہین وہ درد سی مایوس لگاتا جو وہ تیغ ۔ زخم کے واسطے جویاے نمکدان پہرتے

نسبت لب سی تیری قدر ہوئی ورنہ صنم ۔ ٹہوکرین کہاتے ہوئے لعل بدخشان پہرتے

تو ہے وہ رشک چمن سیر کو جاتا جو کبہی ۔ پیچہے پیچہے تیرے مرغ گلستان پہرتے

پہر رگ سنگ کو سبزہ کی طرح کرتے سبز ۔ کوہ پر ہم جو تیرے ہجر مین گریان پہرتے

خلق ہے محو صفائی رخ روشن سی تیرے ۔ ایک آئینہ سے ہین سیکڑون حیران پہرتے

اپنے چوگرد جو پہرنے کی وہ رخصت دیتا ۔ مثل پرکار کے ایک پاؤن سے انسان پہرتے

خط رخسارۂ رنگین کا جو سودا ہوتا تو ۔ کہینچتے جدول اوراق گلستان پہرتے

دیکہتے چشم فسون ساز اگر اس بت کی ۔ سر کو دیوار سے ٹکراتے پری خوان پہرتے

پیرہن جوشش وحشت نے پہننے نہ دیا ۔ ہو گئی عمر بسر دشت مین عریان پہرتے

ضعف نے کردیا مجبور جہان تم جاتا ۔ سایہ کی طرح تیرے ساتہہ نگہبان پہرتے

ہم بغل ماہ لقا یار سے ہوتے انور

دن ہمارے ہیں جو اے گردش دوران پھرنے

جی میں ہے کچھ وصف خط روئے جانان کیجئے
سورہ واللیل پڑھکر ختم قرآن کیجئے

جوہر کامل عیاں ہے یون نمایان کیجئے
سر کو اپنے پایمال سنگ طفلان کیجئے

جام مے کو اپنے لعل لب سے رخشان کیجئے
کاسۂ بلور کو لعل بدخشان کیجئے

جی مین ہے چاک گریبان تا بدامان کیجئے
وصل گل آئی ہے کچھ وحشت کا سامان کیجئے

راہی ملک عدم ہون اتنا احسان کیجئے
دو گھڑی گھر مین بلا کر اپنے مہمان کیجئے

وصف گیسو مین نہ اتنا رنج اے جان کیجئے
کالے پانی بھیجئے یا پا بجولان کیجئے

اے مسیحا درد دل سے دم نکلتا ہے میرا
تم تو مستوفی ہو پھر اب کس سے درمان کیجئے

کنگھی چوٹی آئینہ سے ایک دم فرصت نہین
رو نہ پھر پھر کر کہا تنگ دل کو حیران کیجئے

فاتحہ کو آئیے گنج شہیدان کی طرف
خستگان خاک پر اتنا تو احسان کیجئے

ہم مسیحائے زمان اُسوقت سمجھین آپ کو
جب ہمارے درد دل کا کچھ بھی درمان کیجئے

شوق میخواری ہوا ہے اُس بت میخوار کو
جی مین ہے زاہد سے ملکر مے کی دُکان کیجئے

جان سے دل منحرف ہے جان ہے دل سے خفا
پھوٹ جب گھر مین پڑی کیا اسکا درمان کیجئے

عشق خال رخ تو تھا گیسو کا بھی سودا ہوا
اسمین ہندو کیجئے یا ہمکو مسلمان کیجئے

کچھ تو ہے دل مین گرہ جو میرے گھر آتے نہین
اب تو مجھ سے کھل کے صاحب عہد و پیمان کیجئے

عاشق چشم بتان ہون جمین آنکہ ہے یہی
سلسلہ الفت کا اب سوی غزالان کیجیے

جان دیتا ہون سو وہ بہی نہین ہوتا قبول
اس سے بڑھکر اور کیا کار نمایان کیجیے

جو محبت ہے ہماری آپ کے دل مین سہی
جس سے ظاہر مین ہو بدنامی وہ پنہان کیجیے

کیسی کیسی سختیان اس دل کے ہاتہون سے ہین
ہے یہی جی مین اسیکو زیر سوہان کیجیے

دوسہ کلمی پاس کر بہی جوش جنون مین چہو لیا
پا بجولان تہا پر اب محبوس زندان کیجیے

مصحف روے صنم کی یاد رکہنا ہے ضرور
ہے ثواب زندگی گر حفظ قرآن کیجیے

باغ کی سیر آپ نے کی ساتہ غیرونکے تو کیا
مجکو کتنا رنج اٹہا یہہ غور اپنی جان کیجیے

سخت گوئی اسقدر اچہی نہین ہے رہنما
کچہہ خدا سے ڈریے کچہہ تو غور ایمان کیجیے

سیکڑون ہین ایسے ایسے میرے کوچے کے گدا
جز نبوت کیا صفات ماہ کنعان کیجیے

تیغ ابرو سے مرا یون نہ گلے کاٹا کیجیے
ایکدن تو امتحان مجہپر بہی اے جان کیجیے

سب حسینان جہان نازان ہین اپنے حسن پر
ہمکو دعوی ہے تو سبکو زیر فرمان کیجیے

سیر گل بہی کیجیے دکہلا کے بوٹا سا قد
سرو کو پامال اے رشک گلستان کیجیے

زخمی حسن ملیحان پر مری رخسار ہون
میرے زخمون کے لئے فکر نمکدان کیجیے

اے پری تم جو کہتے ہو سجا مین آگے کہین
لکہیے یہہ اقرار اور مہر سلیمان کیجیے

کیا کرون بے اختیاری سے نکل آتی ہین اشک
بے سبب مجہپر نہ ہر دم آپ طوفان کیجیے

دوستی مین یاد خال و رخ سی ہے ایک دشمنی
ہو نہین لامذہب نہ شرک کفر و ایمان کیجیے

وحشت دل سی بہت ہون تنگ انور کیا کرون
جیمین ہی گہر سے نکل باہر سیر بیابان کیجیے

اے باغبان بعد گل یاسمن اوگے
پہلے ہمارے داغ جگر کا چمن اوگے

وہ شوخ کہاکے پان جو تہوکے اوگال کو
موتی کہین اوگے کہین لعل یمن اوگے

بلدا ہی مجکو گیسوے مژگان یار نے
سینہ کی جالدی پہ میری ناگ پہن اوگے

رووون جو اشک گرم سے اس قد کی یاد مین
پہر کیا مجال ہی کہ جو سرو چمن اوگے

مرجاون یاد مین تیری رنگ جو دشت مین
پہر کفن بعین ہی گل یاسمن اوگے

وابستگی کو تیرے گرفتار عشق کی
جس جا ہوئی رسائی وہان سن کا بن اوگے

افسون جو پڑہ کی خال کی تیرے صفت لکہون
سر سون ہتیلیون پہ سر انجمن اوگے

مجکو یقین ہی تیرے ہاتہو نکے فیض سے
اتری ہوئی حنا تری اے گلبدن اوگے

مرجاون یاد رخ مین تو خاک مزار سے
نسرین کہین اوگے تو کہین نسترن اوگے

پڑجاے عکس گر رخ شفاف کا ترے
گیندا سفید مثل گل یاسمن اوگے

حاصل ہی مجکو دولت دیدار لالہ رو
جس جا نظر کرون وہین لالے کا بن اوگے

وہ رشک گل ہو مین ہون می خوشگوار ہو
اے خالق جہان کبہی ایسا چمن اوگے

عا

عارض سے اپنے گیسوے مشکبو اوٹھائے
انور کی ہے غرض کہیں جلدی گہن لگے

کعبہ دل میں تیری ہووے اگر جا میری
اے صنم ہے بخدا عین تمنا میری

کر تجہے میش نزنی وامق و فرہاد و قیس
کوہ میں دشت میں اب جا کے ہوئی جا میری

سب کے پہلے جو تہے دار پہ کہینچا اوس نے
ہوئی منصور سے بھی بات یہہ بالا میری

محفل غیر میں میں رند نہ آتا زنہار
دختر رز نہ اگر ہوتی شناسا میری

شربت وصل سوا ہو گی نہ صحت زنہار
کیجیے کرتے ہیں گر آپ مداوا میری

ساتھہ غیروں کے رہا کرتے ہیں ہر روز مگر
سچ ہے کیوں ہونے لگی آپ کو پروا میری

بوسہ لب جو طلب میں نے کیا کہنے لگے
یہہ تو عادت نہیں خواہش نہیں جانا میری

سیمتن یار کسی دن نہیں آتا میرے پاس
پہر یہہ کس کام کی ہے دولت دنیا میری

مسلخ عشق میں جاتا ہوں خدا خیر کرے
آج جانباز و نہیں رکہہ بات خدایا میری

ہو نہیں غم جو کلیذار کا کشتہ پس مرگ
باغ جنت میں عجب کیا ہے جو ہو جا میری

تو نہ آیا ملک الموت نے آ کر گہیرا
دل کی دل ہی میں رہی یار تمنا میری

جب سے خورشید لقا میں کہا ہے اوسکو
آسماں پر ہے دماغ اور نہیں پروا میری

کیا تعجب ہے جو ہووے اثر مقناطیس
چہیڑ نشتر سے نہ ہرگز رگ سودا میری

استقلال حسرت دیدار ہے مجکو دم نزع
روح پرواز کی پراگندہ رہی و اسیری

شدت درد جگر نے کیا آخر کو ہلاک
کی عیادت بھی نہ اے رشک مسیحا میری

حال دل سننے کو آئی ہو میرا وقت اخیر
اب کہوں کیا کہ زبان بھی نہیں گویا میری

کبھی دو پھول چڑھانا میری تربت پہ ضرور
یہہ وصیت ہے تجھے اے گل رعنا میری

جل کر پروانے بھی شب کہتے تھے افسوس افسوس
شمع بھی روتی رہی دیکھہ کے ایذا میری

زلف پیچ پیچ کے گر پیچ سے بچ کر آیا
سمجھوں میں آج ہوئی زیست دوبارہ میری

جب سے اس سنگ پری کا میں ہوا دیوانہ
طاقت و عقل و فراست ہوئی عنقا میری

رنج ابنائے زمانہ مجھے دیتے ہیں بہت
بند کر بند کہیں آنکھہ خدایا میری

غزل حیا کو شکر ہوئی انور یہہ غزل
ورنہ پہلی سی نہ کچھہ فکر ہے اصلا میری

نکلو گھر سے اب حیا بیکار ہے
ایک زمانہ طالب دیدار ہے

کیا تلون پر مزاج یار ہے
وعدہ فردا میں بھی انکار ہے

اب مزہ ہے مے کشی کا ساقیا
چاندنی سبزہ بغل میں یار ہے

ہم سے اُسنے گر رکھا یونہی تپاک
بحر غم سے اپنا بیڑا پار ہے

لے لیا بوسہ تو فرمانے لگے
اپنے مطلب کا زمانہ یار ہے

درد ہجران سے ہے نوبت جان پر
لوگ کہتے ہین اسے آزار ہے

سوزن مژگان سے ہے گلگون قبا
میرے دل کا زخم دامن دار ہے

تیری اکھڑی اکھڑی باتون سے ہمین
صاف ثابت وصل کا انکار ہے

نقطۂ خالِ سیہ کے عشق مین
اپنی گردش صورتِ پرکار ہے

اتنا کہدے اُس مسیحا سے کوئی
اب گھڑی ساعت تیرا بیمار ہے

ای پریرو کیون نہین کرتا شکار
مرغِ دل بے پر ہے کیا پرواز ہے

لے کے دل بوسہ نہ دینا کیا سبب
یہہ تو بیجا آپ کی تکرار ہے

سیمتن محبوب جب سے بر مین ہے
کہتے ہین انور کو سب زردار ہے

اے جنون تیری مگر تاثیر آدھی رہ گئی
گھستے گھستے پانؤ مین زنجیر آدھی رہ گئی

وصل کی شب داستان ہجر کا ذکر آگیا
رات سب آخر ہوئی تقریر آدھی رہ گئی

بعد کٹنے مین دوپارہ ہو کی مقتل مین گرا
مسلخ عشاق مین توقیر آدھی رہ گئی

شب کا وعدہ تہا مگر تشریف لائے صبح کو
نالۂ شبگیر کی تاثیر آدھی رہ گئی

مجھہ گرفتارِ بلا کی سخت جانی دیکھکر
دل ہی دل مین سوکھہ کر زنجیر آدھی رہ گئی

چاندنی مین چلپہ مونہہ اُسنے چہرہ برقع مین کیا
ماہ تابان کی وہین تاثیر آدھی رہ گئی

بعد انکے مین جنون مین ایسقدر کامل ہوا
قیس کی فرہاد کی توقیر آدہی رہ گئی

دیکے خط قاصد زبانی اتنا ہی کہنا ضرور
دیر ہوتی تہی ابہی تحریر آدہی رہ گئی

بوسے دیا کم کیا اور قیس کا منصب دیا
مرتبہ تو بڑہکر ہوا جاگیر آدہی رہ گئی

چہوڑدی کاکل کمر تک ڈالدی گر زمین تہہ
رات تو اب اے بت بے پیر آدہی رہ گئی

خط مونڈا کر اسے ٹیکا جب سجا رخسار پر
دیکہیے قرآن کی تفسیر آدہی رہ گئی

سر جدا کرنا کسیکا شمع روا چہا نہین
جلتے جلتے صورت گل گیر آدہی رہ گئی

نیم بسمل کی دعا نے یہہ اثر آخر کیا
میان سے باہر نکل شمشیر آدہی رہ گئی

کاتب قدرت نے کی کوتاہ قلمی کے سبب
مٹتے مٹتے جدول تقدیر آدہی رہ گئی

سیم تن کو پاس سونا تہا نہ سویا چل دیا
کیا ہماری خواب کی تعبیر آدہی رہ گئی

مین نہ دو ٹکڑے ہوا اور نیم بسمل رہ گیا
استخوان پر توٹ کر شمشیر آدہی رہ گئی

تہے عوض بوسہ کے جو مجہسے خفا بے ساختہ
ہنس دئے تم تو میری تقصیر آدہی رہ گئی

قافیہ چو رنگ کے اتنے تہے انور نے لکہے
فکر سے رنگینی تقریر آدہی رہ گئے

تعجب نہین ہے قتل یہ میری اگر اونکی
کیون ترچہی نگاہ کرتی ہے مجہہ سے نظر اونکی

دونون ملین جگہہ پیش کرون لخت جگر ہی
ہے جنہین مدارات کرون اپنے گہر اونکی

ہر روز کا پھرنا نہیں اچھا دلِ ناداں
ایسا نہو پڑ جائے کسی جا نظر اونکی

زلفوں کے بنانے کا اونہیں کام ہے تا شام
اب کیا ہے غرض آئے بلا میرے گھر اونکی

ممنون رہوں جان سے رہوگا تیرا تا عمر
اے بادِ صبا لادے جو مجکو خبر اونکی

خط چاک جو کر ڈالے تو کچھ شکوہ نہ کرنا
چپ رہنا کہ عادت ہے یہہ نامہ بر اونکی

ہم چاہتے ہیں اور رو رو کے دریا بھی بہا دیں
ہرگز نہیں ہونے کی کبھی چشم تر اونکی

مژدہ کوئی یہہ نرگس بیمار سے کہدے
کچھ سیر گلستان پہ ہے مد نظر اونکے

مدت ہوئی دیکھو نہ میں چرخ کی گردش
شاید کبھی در پردہ پڑی ہے نظر اونکی

اے باد صبا آتی ہے مدت میں میرے گھر
اب ضبط نہیں ہوتا ہے کچھ بات کر اونکی

معلوم ہے اے باد بہاری مجھے کچھ آج
جاتی ہے تجمل سے سواری کدھر اونکی

ہرگز نہیں ہوتی ہے توجہ میری جانب
منت ہی کیا کرتا ہوں میں رات بھر اونکی

قاتل ہے میرے قتل میں عجلت تو نہ کر فکر
پہونچاتا ہوں خود کاٹ کے خدمت میں کمر اونکی

آتے ہیں وہ ڈرتا ہوں نہیں قسمت پلٹ جائے
اب تک تو میرے گھر کے طرف ہے نظر اونکی

قاصد کبھی پوچھتے ہیں تجھ سے زبانی
زندان میں ہوا لگتی ہے کیونکر بسر اونکی

کچھ میری ہی تقدیر کا چکر ہے وگرنہ
ورنہ ہے طبیعت بہت اب راہ پر اونکی

خال سیہ و ابروئے خمدار کا بوسہ
لے ہی لیا رکھی رہی تیغ و سپر اونکی

رحم آیا جو عشاق نالے کئے ہر صبح
مقبول ہوئی آہ جو جانے سحر انکی

تہا جن پہ بہت لطف و کرم آپ کا ہر روز
حالت ہے بہت رشک مسیحا تیرا انکی

کہتا ہے کوئی تار نظر کو رگ گل
جھگڑے مین پڑی دیکھی نازک کمر انکی

اب دیکھیے کیا ہونا ہے انجام ہمارا
پڑتی ہے بہت قہر سے ہر دم نظر انکی

اپنا ہے زمانہ کا میرے ساتھ ہے یہ چال
ہر دم ہے میری کاٹ پہ تیغ نظر انکی

مریخ فلک کانپنے لگتا ہے فلک پر
بدلی ہوئی آتی ہے نظر جب نظر انکی

افسوس ہے کیا تفرقہ اس نے ڈالا
انکو نہ خبر میری نہ مجکو خبر انکی

اس بحر مین کیا کیا ہوئے ہین شعر وحید اب
انور کی غزل سچ ہے اچھی مگر انکی

سہہ نہین سکتا ہون فرقت آپ کی
جان لے گی محبت آپ کی

مرتے دم دیکھی نہ صورت آپ کی
لے چلی دنیا سے حسرت آپ کی

رشک مہر و مہ ہے صورت آپ کی
آسمان پر بھی ہے شہرت آپ کی

کیون ہو حیران دیکھ لو آئینہ مین
دید کے قابل ہے صورت آپ کی

لالے مین نقشہ ہے میرے داغ کا
جامۂ گل مین ہے نکہت آپ کی

اے صنم دونگا خدا کو کیا جواب
کرکے دنیا مین شکایت آپ کی

پوچھیے مرتبۂ عشق گر حضرت مسیح
چوتھے چرخ چارم تک ہے شہرت آپ کی

یاد رکھنا حشر بھی نزدیک ہے
جان دیتا ہوں بابت آپ کی

چھین کر دل کو مکر جاتے ہو صاف
واہ کیا اچھی ہے عادت آپ کی

زندہ ہو مردہ تو مرے جی اٹھیں
چال ہے طرفہ قیامت آپ کی

موت سے پہلے اگر آ جائیے
دیکھ لیں ایک صورت آپ کی

ایک دل کیا چیز ہے جان جہان
جان و تن سب ہے امانت آپ کی

اور کوئی آرزو دل میں نہیں
ہے مگر حسرت تو حسرت آپ کی

دیکھ کر گل کو شگفتہ رو دیا
یاد آ گئی ہنستی صورت آپ کی

جو نصیبوں میں ہے انکا قول ہے
دید کے قابل ہے صورت آپ کی

وا ہیں آنکھیں بعد مردن دیکھ لو
لے چلی دنیا سے حسرت آپ کی

ماشاء اللہ اے بت خورشید رو
ایک عالم میں ہے شہرت آپ کی

مرتے ہیں تشریف اب تو لائیے
جان ہے لب پر دلمیں حسرت آپ کی

داغ پر دیتے ہو داغ اے لالہ رو
گرمیاں کرتی ہے ہمت آپ کی

چاندنی منھ پر نہ پڑنے دیجیے
نیل ہو جائے گی رنگت آپ کی

ہو گئے کافر خدا سے پھر گئے
اے بتو کی جب سے الفت آپ کی

یہہ بہی اے بت قدرت اللہ ہے ‏— لوگ کرتے ہین زیارت آپ کی

غم نہین مرنے کا اپنے اے مسیح ‏— پاس ہے ذلت کا حضرت آپ کی

دین و ایمان تاب و طاقت جا چکی ‏— لٹ گئے ہم تو بدولت آپ کی

خاک مین مین نے ملایا آپ کو ‏— ہے وہی لیکن کدورت آپ کی

آئینہ سے جسم پر سادہ لباس ‏— کس نے پائی یہہ نفاست آپ کی

بہول جاتے دل سے یوسف کا جمال ‏— دیکھتے مصری جو صورت آپ کی

دل تو تہا اللہ کی بخشش صنم ‏— بندہ پرور غم عنایت آپ کی

بیٹھے بیٹھے آگیا جس دم خیال ‏— پہر گئی آنکہون مین صورت آپ کی

کیون ہوا کافر بتون کے واسطے ‏— ہے ہمنے اپنے دل پہ لعنت آپ کی

دام مین صیاد کے خود پہنس گیا ‏— طائر دل نے جہالت آپ کی

پہونکے دیتے ہی جگر ای پری وش ‏— شعلہ بن بن کر محبت آپ کی

پہر کوئی بیداد تازہ یاد آئی ‏— ہے جو بندے پر عنایت آپ کی

مرگیا بیمار الفت اے مسیح ‏— جی اٹھے ہو گر عنایت آپ کی

آنکہہ کے بوسہ پہ یہہ قہر و عتاب ‏— دیکھ لی الفت محبت آپ کی

کیا مین دیکھون چاند سورج کی طرف ‏— انمین ملتی ہے شباہت آپ کی

تم تو ایک دن بھی نہ آئے اے مسیح
ہمنے تو دنیا سے رحلت آپ کی

بج گئے عالم میں ڈنکے عشق کے
ہمنے تو اپنی یہہ نوبت آپ کی

پوجتا سورج کو انور بھی صنم
کچھہ بھی ملتی گر شباہت آپ کی

بلبل کی طرح چیخ کے ہمنے سحر کی
اے غیرت گل تجھکو کسی نے نہ خبر کی

مر مر کے جیا یاد میں اُس زلف سیہ کی
کیا کہیے کہ کسطرح شب ہجر بسر کی

ہو جلد شب ہجر صنم صبح الٰہی
مشتاق ہوں آواز کا میں مرغ سحر کی

سوز تب فرقت سے ہوا خاک میں جلکر
اُس غیرت عیسٰی کو کسی نے نہ خبر کی

افواج غم و یاس میں تنہا ہے میرا دل
تدبیر نہیں سوجھتی کچھہ فتح و ظفر کی

یوں سامنے ہر ایک کے آؤ نہ خدارا
پتھر کو صنم ہوتی ہے تاثیر نظر کی

امید یہی ہے کہ ملے وہ شہ خوباں
نے مال کا طالب ہوں نہ خواہش ہے زر کی

مشکل ہے دل غیب کا احوال بتانا
تعریف ہو کس طرح دہن اور کمر کی

بدلی کی طرح جھوم کے آتا ہے غم عشق
موقوف ہو کس طرح جھڑی دیدۂ تر کی

خال رخ دلدار سے کہتے ہیں ستارے
عارض سے اگر آنکھہ جھپکتی ہے قمر کی

آیا ہے غیرت گل ہی نزاکت نے کیا قتل
تربت پہ چڑھا دو میری چادر گل تر کی

شاید کہ سمجھتے ہیں مجھے عاشقِ گیسو — تربت پہ مدعی جو جلاتے ہیں اگر کی

نکلے ہے شہِ خاور علمِ صبح کو لیکر — نوبت شبِ فرقت میں کہیں آئے گجر کی

اے غیرتِ خورشید قمر ہجر میں تیری — مر مر کے جو کی شام تو رو رو کے سحر کی

وہ شمع رو آئیگا عیادت کو جو میری — جائیگی تب ہجر بھی سوزش بھی جگر کی

بسمل ہوا میں پڑ گئی تلوار جگر پر — جب ابروئے جلاّدِ ستمگر پہ نظر کی

بیہوش ہوں میں گیسو و عارض کی جو لائیں — نہ شام سے واقف نہ خبر مجکو سحر کی

آتی ہے قیامت کہ شبِ وصل کی ہے صبح — ہے صور سے آواز صدا مرغِ سحر کی

ہوں کشتیِ طوفان زدہ گردابِ الم میں — جاؤنگا اُسی سمت ہوا ہوگی جدہر کی

اچھا نہیں ہوتا ہے جو زخمِ دلِ انور
کیوں ابرو جلاّد پہ ستمگر پہ نظر کی

گلی سے اُس گلِ رعنا کی آج کیا آئی — شمیمِ عطر کے جو ہمرہ صبا آئی

غضب ہو کہ شبِ ہجر مہ لقا آئی — کدہر میں جاکے چھپوں پھر وہی بلا آئی

جنوں یہاں میری پاؤں کی ہو گیا زنجیر — وہاں جو ایڑیوں تک کاکلِ رسا آئی

جنون ہوا جو ہمیں ایک رشکِ یوسف کا — تو کہتی روحِ زلیخا کی مرحبا آئی

سحر ہوتی ہے عجب طرح تارے گن گن کر — تمہاری یاد میں کب نیند مہ لقا آئی

ہوا ہو نہین وہ بلا نزش عشق کا مل مین
کہ سامنے نہ میرے خوف سے بلا آئی

فقیر بن کے تیرے در پہ بیٹھین او جہن
ہزار مرتبہ یہہ دل مین بار ہا آئی

فراق مین تیرے جو ایک گلبدن کو موت آئی
اٹھانے خاک میری قبر پر صبا آئی

غضب مین ڈالدیا آپ کو بتون کرکے
یہہ چھین کیا تیری اے بندہ خدا آئی

شب فراق مین ہم جسکی راہ دیکھتے تھے
نہ تم ہی آئی نہ نیند آئی نہ قضا آئی

مین انتظار مین مر مر گیا نہ آیا مگر
الٰہی کیا ملک الموت کو قضا آئی

خدا خدا کرو انور پڑھو نہ کلمہ بُت
قریب وقت ہے پیرن کا اب قضا آئی

بوسہ تو دو ہن کا بجد الیں گے قسم سے
اسواسطے کیا آنے کی پھر ملک عدم سے

تنگ آگئے ہین اب بخدا عشق صنم سے
یہہ کوہ بہت بھاری ہے اٹھتا نہین ہمسے

موم ہے نہ ہوگا نہ جدا ہوگا قدم سے
دم ناک مین ہوا کیہ تمہارا میرے دم سے

لے آیا مسیحا کو مین خود جا کے عدم سے
آباد ہوا کُنج شہیدان میرے دم سے

دہکا کیا کرتا ہے کلیجا میرا پہرون
چل دیتے ہو تم جہوٹتی ہے توپ جو دم سے

مر جائینگے ہم آپ کا کیا جائیگا صاحب
باز آئی باز آئی اب جبر و ستم سے

ایک تو نہ ہی وعدہ نہ کیا وصل کا پورا
نفرت ہوئی واللہ تیری قول و قسم سے

تم عید کے دن بھی نہ گلے ملنے کو آئے
کیون تھا نہ بعید آپ کے الطاف و کرم سے

ہووے نہ کہین طائر دل اُسکا نشانہ
سہما کیا کرتا ہون تیری ابرو کے خم سے

عاشق ہون تیری زلف کا اور سبزۂ خط کا
ڈرتا نہین مین سانپ سے اور بچھو کے سم سے

کس چیز سے اے ترک میرا قتل ہے منظور
تلوار سے کارد سے کہ خنجر سے کہ سم سے

لو دیکھہ لیا آج تمہین غیرونکے ہمراہ
معقول کیا کرتے تھے آ آ کے قسم سے

داغونکا خزانہ ہے میرا سینۂ پر داغ
کس روز مین محتاج تھا دینار و درم سے

جب تک نہ قضا آئیگی مرتا نہین ہرگز
شمشیر سے بندوق سے جلاد سے نہ سم سے

بس دیکھہ لئے آپ کی آنکھون کے اشارے
سمجھاتے تھے کیا آ کے مجھے قول و قسم سے

سر کاٹ لیا میرا قسم کہا کے چہوڑی
اب کیا مین تیرا شکوہ لکھون اپنے مین قلم سے

کر خیر خدا راہ مین ہو تجھسے جہان تک
دینار سے درہم سے زبان اور قلم سے

اب کلبۂ احزان مین چلے آتے ہین ہر روز
الفت سے محبت سے عنایت سے کرم سے

اے شافی مطلق مجھے اب جلد اُٹھا لے
عیسیٰ کا بھی دم ناک مین ہے اب میری دم سے

یاد دہن تنگ مین ایسے کئے نالے
یہان تک کہ نکالا گیا مین ملک عدم سے

جب سے کہ بغل مین ہے میری وہ صنم خوبرو
آنکھین میری واقف نہین اب نام کو نم سے

انور نہین آنیکا تیری چال مین زاہد

صحبت اُسے رہتی ہے غزالانِ حرم سے

راحت میں یہہ دل کبھی رنج والم میں ہے
واللہ کیا مزہ تیرے جور وستم میں ہے

زلف وکمر سے آپ کی الجھن جو دم میں ہے
ہمکو کلام اپنے وجود وعدم میں ہے

بس آپ ہی کے سایۂ لطف وکرم میں ہے
جبتک کہ جان عاشق بیدم کے دم میں ہے

صورت نجات کی تیرے لطف وکرم میں ہے
عاشق کو دیکھیہ تو کس رنج وغم میں ہے

ہر سرنوشت میں میری یہ نہیں اگر لکھا
اندیشہ مجکو کیا میرے سر کے قلم میں ہے

در پردہ آنکھ لڑتی ہے غیروں سے یار کی
اب دلکو میرے شک تیری قول وقسم میں ہے

کہیے تو آسمان وزمین کی ہی دے ہلا
اعجاز اب تلک یہہ میری چشم نم میں ہے

گلہاے داغ کی میرے کی تمنے سیر خوب
ایسی بہار سچ کہو باغ ارم میں ہے

آتے نہیں ہو شہر خموشاں میں کیا سبب
اعجاز عیسوی تو تمہارے قدم میں ہے

کرتے ہو قتل ہاتھ بھی پورا لگائے
پھر آگے اختیار تمہیں بیش وکم میں ہے

دل کو جگر کو سینہ کو چہرہ کو دیکھ لو
فرقت کی تپ سے جسم میرا سوز غم میں ہے

پڑھتے ہیں طاق ابرو میں ایک بت کی ہم نماز
چرچا ہمارے دین کا دیر وحرم میں ہے

ساتھ آہ ونالہ کے جو میں رویا تو بول اٹھے
گو بدگلو ہے دخل مگر زیر وبم میں ہے

ملتا ہے جتنا کاتب قدرت نے لکھ دیا
ایزاد کا نہ شکر تمکا پتہ نہ کم میں ہے

ای سیم تن نہو تجھے کس طرح سے غرور
اقبال عرش پر ہے تو دولت قدم مین ہے

خواہان ہی نقد دل کا ہمارے وہ سیم تن
ثابت نہین کہ فائدہ کیا اس رقم مین ہے

اس وجہ تیرے عشق مین رویا ہون ای صنم
اب نام تک نمی کا نہین چشم نم مین ہے

تیرے شہید ناز کی میت ہے آرہی
ہے یہہ نشان لال پھریرا علم مین ہے

ذکر دہن مین کچھہ بھی نہ نکلا زبان سے
پوچھا کمر کا حال تو بولا عدم مین ہے

ہر بات ہی لپیٹ کی اور ہر سخن مین پیچ
سن چڑھتا ہے زیادتی اس عمر کم مین ہے

عاشق اب اور ڈھونڈھیے بہتر جو ہم سے ہو
عادت جو بندہ پروری مین ہی سب وہ ہم مین ہے

انور ہے بال بال میرا اب گناہگار
ہوجانا سب کا عفو یہہ اُسکے کرم مین ہے

نالہ و آہ و اشکباری ہے
دل پہ کیون ایسی بیقراری ہے

کون آتا ہے جان دینے کو
یہہ مروت فقط تمہاری ہے

سیم تن حسن پر نہو مغرور
نہین دولت یہہ اعتباری ہے

تیری ابرو مژہ کی یاد اے ترک
یہی مجھکو چھری کٹاری ہے

جس طرف دیکھا اسکو صید کیا
نگہہ یار کیا شکاری ہے

یہ بلا عشق ہے کسیکو نہو
اس سے تو جان اپنی عاری ہے

کیوں کروں دوستی میں اُس بُت سے | مجھکو کیا اپنی جان بھاری ہے
خون پی پی کے بیگناہوں کا | کہتے ہیں شوق بادہ خواری ہے
کبھی گالی ہے اور کبھی الطاف | ایسی عادت فقط تمہاری ہے
آج کوئی نہ آیا مجلس میں | اِس سبب سے طلب ہماری ہے
اگلی باتوں کو جانے دو صاحب | اب ہماری تمہاری یاری ہے
گھر میں بلوا کے قتل کرتے ہو | خوب مہمان کی پاسداری ہے
چل دیا چال کرکے گھر سے میرے | حیف کیا جیتی بازی ہاری ہے
بولے جب قتل سے کیا انکار | یہہ نہیں شرطِ جان نثاری ہے
شب فرقت سے جان دو لیکے | جو گذرتی ہے شکر باری ہے
مدتیں گذریں مرنے جینے کی | کچھ بہی تمکو خبر ہماری ہے
گردِ تک باد کو نہیں ہے نصیب | کس ہوا پر تیری سواری ہے
ہم بہی ہیں اپنے نقد دل سے غنی | تم کو گر منصب ہزاری ہے

ابر ہے فصل گل ہے ساقی ہے
انور اب وقت بادہ خواری ہے

نازِ بتاں کو اے دلِ شیدا اُٹھائیے | راحت ہے اُسمیں جسقدر ایذا اُٹھائیے

خوش چشم کی شہر میں نہ ایذا اُٹھائیے / جسمیں ہر ناز آہوے صحرا اُٹھائیے

کیوں دل لگا کے ہجر کا صدما اُٹھائیے / بیٹھے بٹھلائے مفت کی ایذا اُٹھائیے

باہم یہہ مل کے کہتے ہیں بیمار چشم یار / پھر شفا نہ منت عیسیٰ اُٹھائیے

گر دم خفا نہ حلقۂ طوق گلو کرے / وحشت میں سر پہ پانو لیے صحرا اُٹھائیے

اچھا ہے کسبِ ہجر جہان میں حباب وار / دم بھر کی زندگانی پہ سر کیا اُٹھائیے

میں سخت دل ہوں تم ہو نزاکت سے منحنی / میرے نہ آپ قتل کا بیڑا اُٹھائیے

افتادگان عشق کو جنبش محال ہے / ممکن نہیں ہے نقش کف پا اُٹھائیے

عاشق میں قد یار کی فریاد کے لئے / کیا ہاتھ سوے عالم بالا اُٹھائیے

کیا سنگ دل ہیں بت انھیں ہوتی خبر / مر جائیے تڑپئے لوٹیے ایذا اُٹھائیے

غم کھاتے کھاتے ہجر کا زار اسقدر ہوئے ہیں / اتنی بھی حس نہیں جو نوالا اُٹھائیے

باہم ہوں مست لطف شب وصل ہے یہی / ساغر چلے شراب کا شیشا اُٹھائیے

ہے برق طور جلوۂ حسن اے صنم ترا / غش کھا کے گر پڑو گے نہ پردا اُٹھائیے

فی الفور میں کاٹ دوں اپنا کہے تو / کیا نادہند ہوں جو تقاضا اُٹھائیے

عمر ابد ملے جو کرو قتل تم مجھے / میری نجات ہو جو جنازا اُٹھائیے

ہووے یقین نہ وصل کے وعدہ کا اے مسیح / انجیل اگر میان کلیسا اُٹھائیے

میں پاؤں تیرے پڑتا ہوں مانند سنگ راہ
ہاتھ اب تو فوج سے بت ترسا اٹھائیے

تھا قول قیس طرۂ دستار کی طرح
دشت جنوں میں محمل لیلیٰ اٹھائیے

ہم تمکو دیکھیں تم ہمیں دیکھو نگاہ سے
اے شوخ اب حجاب کا پردا اٹھائیے

وہ بحر حسن سنکے لگا کہنے میر شعر
گر آپ نے کہے ہیں تو لنگر اٹھائیے

روشن ہے تمپہ شام سے انور رہ منتظر
اب روئے رشک مہر سے پردا اٹھائیے

مسی لبوں پہ جان جمانا نچاہیے
لعل یمن کو داغ لگانا نہ چاہیے

سیب ذقن میں تل کا بنانا نچاہیے
تازی بہی میں داغ لگانا چاہیے

اے شمع رو نہ کیجیے باتیں جلی کٹی
خود جل رہا ہو اسکو جلانا نچاہیے

ایسا نہو کہ ہووے کسی روز قتل عام
ہر لحظہ ابروؤں کو چڑھانا نچاہیے

گر دلمیں ہے گرہ تو تمہیں زلف کی قسم
کھلکر کہو یہ عقدہ چھپانا نچاہیے

سب تشنگان عشق کو سیراب کر دیا
میری لگی ہوئی کو بجھانا نچاہیے

سونگھتا ہوں کشتۂ رخ گل رنگ کی میں پھول
اے رشک باغ تجکو بھی جانا نچاہیے

تربت پہ وہ بھی پھول چڑھائے میر آنکر
پر فاتحہ کو ہاتھ اٹھانا نچاہیے

اعجاز عیسوی تیرے ہر ایک قدم میں ہے
عاشق مرا پڑا ہے جلانا نچاہیے

جز خون عاشقاں نہیں آتیکا ہاتھ کچھ
اسطرح کی حنا تو لگانا نہ چاہیئے

آنکھوں سے میری دلکو چرا کر یہ کہتے ہیں
چوری لگا ہے یہ مال بتانا نہ چاہیئے

تم سے ہزار ہا چمن دہر میں ہیں گل
اتنا بھی تمکو پھولے سمانا نہ چاہیئے

ایسا نہو کہ تمکو بھی تکلیف کچھ اٹھے
جو دکھ میں ہو دل اسکا دکھانا نہ چاہیئے

در پردہ جو مزاج میں آئے وہ کیجئے
محفل میں تمکو آنکھ لڑانا نہ چاہیئے

گھٹ گھٹ کے مرنا خوب نہیں ہجر یار میں
انور منا کے روٹھے کو لانا نہ چاہیئے

با دچشم بت ستمگر سے
اشک جاری ہیں دیدۂ تر سے

دیکھتا ہے وہ یار منظر سے
یا کہ خورشید نکلا خاور سے

کیا کریں سیر لالۂ و گل ہم
داغ دل کم نہیں گل تر سے

ترچھی ابرو تمہاری کافی ہے
کیوں ڈراتے ہو ہمکو خنجر سے

اور ہوگا جنون اے فصاد
رگ سودا نہ چھیڑ نشتر سے

عیسٰے کہتے تھے قم باذن اللہ
مردے جیتے ہیں تیری ٹھوکر سے

مشک کی بو کو ہمسری ہے کہاں
نکہت گیسوئے معنبر سے

چین پھر کسکو اور کہاں سونا
سیمبر جبکہ اٹھ گیا بر سے

کوہ پر آہِ سرد گر کھینچون / پھر نہ پیدا ہو آگ پتھر سے
دردِ ہجران سے طاق ہے طاقت / اُٹھنا دشوار تر ہے بستر سے

شربت وصل اب پلا اُسکو
تا ادا حق ہو تیرا انور سے

مرا جس دم سے وہ ہمدم جدا ہے / اسی دم سے یہہ دم بیدم ہوا ہے
گیا گلشن مین کہا گلگون قبا ہے / چمن مین بلبلون کا چہچہا ہے
نہین ہے اتصال زلف و رخسار / بہم یک جا ہوئی صبح و مسا ہے
مسی ملکر جو کہایا پان اُسنے / شفق مین تختۂ سوسن کھلا ہے
نہین رشکِ قمر آتا لب بام / نمایان طور پر نورِ خدا ہے
نہین نالان دل صد چاک ہر گیا / نگاہ یار تیغ سرمہ سا ہے
سبھی میخوار نے پوشاک دہانی / ہوا انگور زخم دل ہرا ہے
نہین بکھرے ہین موی زلف رخ پر / ابھی خورشید پر ابر آگیا ہے
تو بسم اللہ کر بسمل مجھے کر / دکھا تا خنجر خونخوار کیا ہے
اگر منظور ہو تلوون مین ملئے / مرا خون کیا کم از رنگ حنا ہے
ہمارے مدعا پر راست یارو / نہین پھرتا یہہ چرخ کج ادا ہے

اگرچہ طبع ناقص بس ہے **انور**
خیال یار تجکو کیمیا ہے

وہین بزم رقص و نغمہ بین و ستار ہے
یہان زیر و بم مین نالہ و افغان کا تار ہے

گیسوی عنبرین جو وہان تابدار ہے
یہان پیچ و تاب مین یہہ دل بیقرار ہے

زیب گلو وہان ہی اگر سلک گوہرین
یہان بھی گلے مین اشک مسلسل کا ہار ہے

گلدستہ اُسکے دست نگارین مین ہی وہان
یہان پائے دلمین رنج جدائی کا خار ہے

نامی وہان وہ جسکی نام آور و نمین ہے
یہان نام نام و ننگ سی بہی ننگ و عار ہے

اُس گلبدن کے رخپہ وہان خال عنبرین
یہان مثل لالہ اپنا جگر داغدار ہے

گر سرمگین ہی نرگس مکحول یار وہان
یہان جای سرمہ آنکھہ مین گرد و غبار ہے

زلف دوتا سبک ہی وہان سر سے تا کمر
یہان موی سر بہی ضعف سی گردن پہ بار ہے

پیتا جو وہ شراب وہان ہی رقیب ساتھہ
انور یہان کباب دل بیقرار ہے

ہے لگا خنجر کمر سے ہاتھہ مین شمشیر ہے
وہ نوا برو دو کمان ہین نوک مژگان تیر ہے

سنبل پیچان ہے یا مار سیہ یا ہی کمند
دام ہی صیاد کا یا زلف یا زنجیر ہے

بسم اللہ ہی یا تیغ یا ابرو ہے یہ
کیا بتاؤن کام کچھہ کرتی نہین تقصیر ہے

چہرہ سبزہ گون پر خط کا ہے آغاز یہہ
صفحہ سیمین کے اوپر مشک کی تحریر ہے

سنگیون فیتہ تری کرتی مین یہہ ہر گوشہ نشین
دود آہ عاشقان ظالم گریبان گیر ہے

دیکھکر حیران تجکو ہوتے ہین حور و پری
کس مصور نے بنائی یہہ تیری تصویر ہے

بت پرستی کا عبث رکھتا ہے زاہد ہم پہ عیب
خط رخسار صنم قرآن کی تفسیر ہے

خوبروئی مین بہلا پہر کس سے افزون مثال
سامنے جسکے نہین یوسف کی بہی توقیر ہے

سر جاہے بلکہ تار نفس تن سے ٹوٹ جائے
پر کیا مجال گل کوئی گلشن سے توٹ جائے

تیغ ستم سے دل کو ستاتے ہو ہر گہڑی
ایسا نہو کہ صدمہ آہن سے توٹ جائے

یہہ تو نہو گا منت دونان اُٹھایئے
تار نفس ہے ہر کہ میرے تن سے توٹ جائے

سنتا نہین ہے کوئی بہی فریاد بے یقین
سر رشتہ جانکا شدت سیون سے توٹ جائے

تار حیات زال ہے محکم تو کیا مجال
اسفندیار و رستم و بہمن سے توٹ جائے

گیسو کی یاد مین نہین دل کو ذرا قرار
تار نفس ہے کیا اسی الجہن سے توٹ جائے

صیاد و باغبان کرین افسوس سیر گل
بلبل کا دل نشیمن گلشن سے توٹ جائے

وہ سنگدل گلے سے لپٹتا ہے آکے روز
ایسا نہو کہ شیشۂ واچہن سے توٹ جائے

ایک روز ہے یقین کہ مینائے آسمان
اہل زمین کے نالہ و شیون سے توٹ جائے

رشتہ حیات کا میری اے غیرت مسیح
ہو خوب الجھ کے گر تیرے دامن سے ٹوٹ جائے

ایک آنا جانا رہ گیا تھا سو عجب نہیں
یہہ سلسلہ بھی زلف کی الجھن سے ٹوٹ جائے

اتنی ہی عرض لیتے تو ہیں دلکو میرے آپ
دیکھو نہ گر کے شیشہ یہہ گردن سے ٹوٹ جائے

اللہ سے دعا ہے کہ بس عمر ہو چکی
اب رشتہ حیات میرے تن سے ٹوٹ جائے

اندھیر ہے فشار لحد ہو یہان تلک
گر کر چراغ بالش مدفن سے ٹوٹ جائے

لو شکلین کھینچ میری یہہ کہتا ہے باغبان
ایک پنکھڑی اگر گل سوسن سے ٹوٹ جائے

اٹھی ہوئی ہے میری رگ جان رہے خیال
بست و کشود مین نہ یہہ جوشن سے ٹوٹ جائے

یونکر نہ اپنے شیشۂ دل کو بچاؤں مین
وہ بت یہہ جانتا ہے کہین چھن سے ٹوٹ جائے

اغر ہو جھونٹ کہتا ہو یہہ تو نہ ہووے گا
الفت کا رشتہ طفل برہمن سے ٹوٹ جائے

پھولا کیا ستاہ کیا دل نے دربدر
ایسا ہو سلسلہ اسی دشمن سے ٹوٹ جائے

دندان کا وصف کہہ نہ جائے اعتراض
ہیرا وہ کام کا نہین جو گھن سے ٹوٹ جائے

لو کہو گلے کا ہار مین دکھلاؤن پھر بہار
ایک بار اگر میرے سر مدفن سے ٹوٹ جائے

انور اسی طرح سے رہے زور فکر شعر
تا سلسلہ تمہارا نہ اس فن سے ٹوٹ جائے

پہلو مین نہین اپنے وہ دلبر کئی دن سے
کیا کہیے کدورت ہے جو پھیر کئی دن سے

اُس شعلہ رخسار کا رہتا ہے تصور — ہے آگ بہڑکا جاتا ہے یہہ گہر کئی دن سے

مے پیتے ہو گہر غیر کے جا کر کئی دن سے — اب مجہہ پہ کہلے آپ کے جوہر کئی دن سے

ہون عاشق زلف بت کافر کئی دن سے — کیا پڑ گئی ہین پاؤن مین لنگر کئی دن سے

ہے دل کو میرے اُسکا کئی دن سے تصور — آباد ہے اُجڑا ہوا یہہ گہر کئی دن سے

جب مانگتا ہون خط تو اُڑا دیتا ہے سُنکر — چکر مین ہے کیا میرا کبوتر کئی دن سے

سینہ مین اُچہلتا ہے تڑپتا ہے شب و روز — کیا جانئے کیا صدمہ ہے دل پر کئی دن سے

سایہ تراشا ہے در دندان کا تیرے یار — ہے اشک کا قطرہ میرا گوہر کئی دن سے

اس عشق کا کیا ہوتا ہے اب دیکہئے انجام — بیتاب بہت ہے دل مضطر کئی دن سے

اے چرخ لکہون کیا صفت عارض گیسو — دن رات یہی رہتا ہے چکر کئی دن سے

دیوانہ بنا ہون کہ جو بت آپ کو کہتا — پہرا کرتے ہو کیون ہاتہہ مین پتہر کئی دن سے

کچہہ آ گیا شاید کہ غبار آپ کے دل مین — پہر کیا ہے جو رہتے ہو مکدر کئی دن سے

فرمایئے کیا کار ضروری رہا درپیش — جہانکا ہی نہ آکر میرے گہر کئی دن سے

بیمار تپ ہجر کا اے رشک مسیحا — لے جلد خبر حال ہے ابتر کئی دن سے

کس پر یہہ بلا آتی ہے کیا ہوتا ہے انجام — بل کرتی ہے یہہ زلف معنبر کئی دن سے

صورت ہی نہین دیکہنے دیتا وہ کسیکو — آئینہ ہے اب سد سکندر کئی دن سے

یہہ اور ستم دیکھیے تربت پہ ہماری
آ آ کے لگا جاتے ہین ٹہوکر کئی دن سے

سکھلا کے اُنہین شوخیان معشوق بنایا
اب جوتے جلا کرتے ہین ہم پر کئی دن سے

چشم سیہ و ناز و ادا غمزہ و عشوہ
گھیرے ہوئے دل کو ہے یہہ لشکر کئی دن سے

کیا سخت ہے سنکر دل دیوانہ کا احوال
جہولی مین لیے پہرتا ہے پتہر کئی دن سے

گزرن رگ سودا کو میری چہیڑ نہ ہرگز
یہان توڑتے ہین سیکڑون نشتر کئی دن سے

خوب آ گئی اللہ جل شانہ کرے عمر زیادہ
مشتاق تہا دیدار کا انور کئی دن سے

تربت پہ بعد موت کے آئے چلے گئے
دو پہول ہوتے سکے چڑہائے چلے گئے

یہہ دیکہی ڈہٹائی کہ لیکر ہمارا دل
دیکہا نہ پہر کے آنکہہ چرائے چلے گئے

سنکر ہماری گریہ و زاری کا ماجرا
دو چار بار اشک بہائے چلے گئے

میری سنی نہ اپنی کہی اُٹہہ کہڑے ہوئے
کس کام کا یہہ آنا کہ آئے چلے گئے

ان روزون اُس مسیح کا ہے عرش پر دماغ
بیمار عشق سیکڑون آئے چلے گئے

کہین منین بہی پاؤن پہ سر کو بہی رکہدیا
پر وہ کسیطرح سے نہ آئے سے چلے گئے

ملک عدم کو کہتے ہین ہے ملک جانفزا
اس سرزمین پہ جو کوئی آئے چلے گئے

بوسہ دہن کا مانگا تو بولے نہین مگر
یہہ دیکہا مینے منہہ کو بنائے چلے گئے

مجھ سوختہ کی قبر پہ آ پڑ کے فاتحہ
آنسو بہائے شمع جلائی چلے گئے

آمادہ تھا میں پر میری حالت کو دیکھکر
پیک اجل بھی لینے کو آئے چلے گئے

مجھکو سمجھ کے زلف کا اپنے گناہگار
زنجیریں ڈالیں طوق پنہائے چلے گئے

جو رنگ جان کر وہ پئے امتحان تیغ
دو چار ہاتھ مجھپہ لگائے چلے گئے

قسمت پلٹ گئے جو عیادت کے واسطے
دروازہ کے قریب تک آئے چلے گئے

اتنا ہوا ہے ساقی کوثر کے فیض سے
دو چار جام مجھکو پلائے چلے گئے

دل لینے کا سوال تھا انور سے ویرنگ
لیکن جواب صاف جو پائے چلے گئے
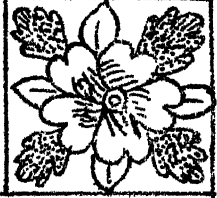
تمت تمام

باہتمام منشی جگت نرائن وکیل مالک مطبع خیرخواہ دکن

آراستہ و پیراستہ ہو کر شائع ہوا

سنہ ۱۳۱۱ ہجری

۱۸۹۶ء

پریس محمد اسحاق
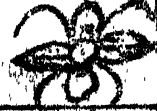
تاریخ من تصنیف عالیجناب مہاراجا راجایان راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و وزیر افواج آصفی تلمیذ حضرت آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

روز دین ہمچو صبح عید	رشک مہر و کوکب و ماہ
سال طبعش شاد بگفت	باغ انور و شاد ماہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نغمہ سرای بلبل ہندوستان جہان استاد جناب نواب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور پرنور دام اقبالہ

کیونکر نہ فروغ پائے دیوان	تاج سر الوری انور
مطبوع ہوا کلام اسے داغ	تاریخ کہو طلوع اختر ۱۳

رباعی تاریخ از گہر ریز طبع رسا مرزا منیر الدین صاحب ضیا شاہزادہ دہلی شاگرد عزیز نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی

ہست این دیوان بہ کمال انور	اعجاز ما سحر جلال انور
مطبوع چو شد ضیا بگفتم تاریخ	شد طبع کلام بے مثال انور